آؤ! اردو سیکھیں

ادارہ الفضل آن لائن لندن



ادارہ الفضل آن لائن کی 39 ویں کاوش

ربنا تقبل منا







آؤ! اردو سیکھیں

ترتیب و پیش کش

عاطف وقاص

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020

+44 73 7615 9966

آن لائن ایڈیشن

پیش لفظ

اُردو زبان دنیا میں زیادہ بولی جانے والی چار زبانوں (عربی، انگریزی، فارسی اور اردو) میں سے ایک ہے یہی وہ چار زبانیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اس آخری دور کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام سے الہاماً مخاطب ہوا۔ گویا اُردو زبان کو الہامی زبان کا درجہ عطا ہوا۔

اُردو زبان ایک ایسی مبارک زبان ہے جس میں مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ نے کتب تصنیف فرمائیں جو بعد ازاں روحانی خزائن کے نام سے 23 جلدوں میں طبع ہوئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دروس، تقاریر، دوران ملاقات گفتگو، سیر کے دوران گفتگو، محافل شبینہ میں ہونے والی مجلسی گفتگو ملفوظات کے نام سے 10 ضخیم جلدوں میں موجود ہیں جو اردو زبان میں ہیں۔ ان کے علاوہ اشتہارات اور مکتوبات بھی ہزاروں کی تعداد میں ضخیم کتب میں موجود ہیں جو اُردو میں لکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد خلفائے کرام اور علمائے جماعت کی کتب کا اردو میں اس قدر ذخیرہ موجود ہے جس کو اگر اکٹھا کیا جائے تو کئی انبار لگ جائیں۔

چونکہ جماعت کو اب عالمی حیثیت حاصل ہوگئی ہے جس کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے عظام کی کتب اور خطبات و خطابات بھی عالمی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ جن کو سمجھنا اور سمجھ کر عملی جامہ پہنانا بہت ضروری ہے۔ جماعت نے دنیا بھر کی سینکڑوں زبانوں میں ان میں سے بعض کتب کے تراجم بھی کئے ہیں تا حضرت مسیح موعودؑ کی ملفوظات اور تحریروں کو جو محض اسلامی تعلیمات کی وضاحتیں اور تشریح ہیں دنیا کے سامنے رکھا جائے۔ اب تو یہ امر باعث مسرت ہوتا ہے کہ بہت سے غیر ملکی نوجوانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو میں منظوم کلام ترنم سے یاد کر رکھا ہے اور بہت سے افریقن و دیگر ممالک کے غیر ملکی مربیان و مبلغین نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے بعض اہم حوالہ جات اردو میں یاد کر رکھے ہیں جو وہ اپنی تقاریر میں بطور تبرک کے پڑھتے ہیں۔

اردو زبان کو سیکھنے اور سکھلانے میں الفضل آن لائن نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ کینیڈا سے ہمارے ایک بھائی مکرم عاطف وقاص نے اس اہم کام کا بیڑا اپنے سر لیا اور مسلسل ڈیڑھ سال سے اسے خوب نبھایا اور ایسے خوبصورتی سے نبھایا ہے کہ اس میں تعطل نہیں آنے دیا اور سہل اردو زبان میں اردو گرائمر کے تمام اصول سمجھائے جن کی اب تک 80 کے قریب ہفتہ وار اقساط نمودار ہو چکی ہیں۔

دوسری طرف قارئین کرام نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے محبت کے پیش نظر الفضل آن لائن کے اس فیچر سے خوب فائدہ اٹھایا۔ مجھے امریکہ، لندن، جرمنی، آسٹریلیا و دیگر کئی مقامات سے خطوط اور پیغامات ملتے رہے کہ ہر جمعرات کو آنے والا فیچر ”آؤ! اُردو سیکھیں“ ہمارا پسندیدہ فیچر ہے ہم اسے اپنی اولادوں کو سناتے بلکہ بعض جگہوں پر جماعتی اجلاسات میں اس کو پیش کرتے ہیں تا وہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے قابل ہو سکیں۔ امریکہ سے ایک ڈاکٹر خاتون نے مجھے لکھا کہ اس فیچر سے میرے دو بچوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے سدھ بدھ حاصل کر لی ہے اور اردو زبان سے محبت کرنے لگے ہیں۔

اس ناطے خیال آیا کہ اس فیچر میں دی گئی ابتدائی گرائمر اور تعریفیں کتابی صورت میں احباب جماعت کے سامنے پیش کر دی جائیں۔ خاکسار کی درخواست پر مکرم عاطف وقاص نے ہی ابتدائی کتابی شکل دے کر مکرم سید عمار احمد آف جرمنی کے سپرد کی تا وہ فائنل کر سکیں اور یوں ادارہ الفضل کی طرف سے 34ویں کاوش کے طور پر یہ کتاب ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

اللہ تعالیٰ مکرم عاطف وقاص اور مکرم سید عمار احمد کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کو اس سے استفادہ کی توفیق دے۔ آمین

حنیف محمود

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

انڈیکس

✶✶✶✶✶

(قسط1)

اُردو سیکھنا کیوں ضروری ہے

ہم اردو زبان کو آسان اور سادہ طریق پر سیکھنے کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس کتاب کا مقصد یہی ہے کہ ہم اور ہمارے بچے اردو لکھنا پڑھنا سیکھیں کیونکہ اردو امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی زبان ہے۔ اردو کا گہرا ادراک یعنی سمجھ بوجھ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے علمی معجزات کا عرفان عطا کرے گا۔ یعنی ہم جان سکیں گے کہ آپ کی بعثت کیوں ہوئی۔ آپ کے آنے سے اسلام کو کیا تقویت ملی۔

مزید دلچسپ وجوہات

اردو آپ کے اور میرے آباؤ اجداد کی زبان ہے۔ اردو ان کہانیوں اور نظموں کی زبان ہے جن میں ہماری زندگی کے پیار بھرے بھید چھپے ہیں۔

اردو کہاں کہاں بولی جاتی ہے؟

اردو جنوبی ایشیاء کے ممالک پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش وغیرہ میں بولی جاتی ہے۔ اردو پاکستان کی سرکاری زبان ہے۔

اردو کے حروف تہجی

اردو کے حروف تہجی عربی حروف تہجی ہیں البتہ کچھ زائد ہیں جو عربی میں نہیں جیسے ڑ، ٹ، گ پ وغیرہ۔

سادہ سی وضاحت

اگر آپ نے قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیا ہے تو آپ کو اردو کے حروف تہجی سمجھنے میں مشکل نہیں ہو گی۔ کیونکہ ان اسباق کے مخاطب وہ طلبا ہیں جو مغربی ممالک میں آباد ہیں اس لیے ہم انگریزی زبان کو بطور سہولت کار کے استعمال کریں گے۔

اردو فقرے کا ڈھانچہ یا تشکیل

اردو کے فقرے میں بھی انگریزی ہی کی طرح مندرجہ ذیل حصے ہوتے ہیں

Subject, verb object

For example: He is a boy ...... is constructed as

Subject + helping verb + article + noun

اب اردو میں کہیں گے وہ ایک لڑکا ہے

Subject+ article + noun + helping verb

My name is Abdullah.

اردو میں کہیں گے میرا نام عبد اللہ ہے۔

تو آپ نے دیکھا کہ وہاں امدادی فعل یعنی helping verb فاعل اور مفعول کے درمیان میں آیا ہے جبکہ اُردو میں helping verb آخر پر آیا ہے تو آپ نے ان مثالوں میں دیکھا کہ اردو اور انگریزی زبان کے فقرات اپنی ساخت کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ اردو سیکھتے ہوئے اس فرق کو یاد رکھنا بہت ضروری ہے خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو اردو کو انگریزی یا کوئی اور زبان سیکھنے کے بعد سیکھتے ہیں۔ یعنی اردو ان کی مادری زبان نہیں ہے۔ نیز جیسا کہ شروع میں بھی واضح کیا ہے کہ ایک احمدی کے لئے اردو سیکھنا اس کے ایمان کا حصہ بھی ہے کیونکہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اردو کو الہامی زبان بنا دیا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب نے اردو کو علم و معرفت کے ہیروں اور جوہرات میں بدل دیا ہے۔ یہ خزائن اب اردو ہی کے دامن میں چھپے ہیں۔ پس آج کے سبق میں آپ نے یہ سیکھا ہے کہ **اردو کے فقرے کی ترتیب و تشکیل انگریزی کے فقرے سے مختلف ہوتی ہے۔**

مشکل الفاظ کے معنی

آباؤاجداد: Forefathers/ ancestors/ parents

بھید: Concepts/ secrets/ key words

سرکاری: Official

حروف تہجی: Alphabets

طلبا: Students

مغربی ممالک: Western world

سہولت کار: One who facilitates/ supporting

ترتیب و تشکیل: Order and formation

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 مئی 2021ء)

(قسط2)

سوالیہ فقرات کی اردو اور انگریزی تشکیل

اردو زبان میں فقرے کی ساخت یعنی فقرے میں فاعل، فعل، صفت اور مفعول وغیرہ کی ترتیب انگریزی زبان سے مختلف ہوتی ہے۔ آج کے سبق میں اردو کے سوالیہ فقرات میں اس فرق کو واضح کیا جائے گا۔ ہم دیکھیں گے کہ سوالیہ فقرہ بنانے کے لیے اردو کا کیا اصول ہے۔ سہولت کاری کے لیے انگریزی کی مثال لیتے ہیں۔ انگریزی زبان میں فقرے کو سوالیہ بنانے کے لیے ہیلپینگ ورب helping verb استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اگر فقرہ ہو کہ He is writing تو سوالیہ بنانے کے لیے ہیلپنگ ورب کو سبجیکٹ سے پہلے لے جائیں گے اور یہ اصول ہر زمانے میں استعمال ہو گا Is he writing? Was he writing?

اردو میں سوالیہ فقرے کی تشکیل

تاہم اردو زبان میں سوالیہ فقرہ بنانے کے لیے۔ یعنی سوال کرنے کے لیے زیادہ تر فقرے کے آغاز میں لفظ 'کیا' کا اضافہ کیا جاتا ہے. مگر بعض صورتوں میں یہ فقرے کے درمیان میں بھی آتا ہے۔ جیسے

وہ لکھ رہا ہے۔ 'کیا' وہ لکھ رہا ہے؟

کیا سوشل میڈیا واقعی قابل اعتبار ہے؟

بعض اوقات (کیا) اس شخص کے بعد آتا ہے جس کی بات ہو رہی ہو۔ اور فعل سے پہلے آتا ہے۔ اس صورت میں 'کیا' اس کام کی نوعیت جاننے کے لیے استعمال ہوتا ہے جو کیا جا رہا ہو جیسے وہ۔۔۔ یعنی فاعل 'کیا' لکھ رہا ہے تو یہاں زور اس بات پر ہے کہ لکھنے والا آخر لکھ کیا رہا ہے جیسے

وہ 'کیا' لکھ رہا ہے؟

مگر بعض صورتوں میں (کیا) فقرے کے درمیان میں بھی آتا ہے۔ جیسے

آجکل اخبارات 'کیا' لکھ رہے ہیں؟

پس سوال کرنے کے لیے اردو زبان میں 'کیا' ایک بہت اہم لفظ ہے۔ انگریزی زبان میں وہ تمام کام جو ہیلپنگ وربز کی جگہ تبدیل کر کے کیے جاتے ہیں اردو میں وہ کام (کیا) سے لیے جاتے ہیں۔ انگریزی میں 'کیا' کے لیے "What" استعمال ہوتا ہے۔

کیا what

مگر اردو میں 'کیا' کا استعمال What سے کہیں زیادہ کیا جاتا ہے اور کثیر المقاصد ہے مثال کے طور پہ اگر کہیں what do you think, what should we do? تو اردو میں بھی what کا ترجمہ 'کیا' ہی ہو گا۔ یعنی آپ کا 'کیا' خیال ہے ہمیں 'کیا' کرنا چاہیے۔ لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے 'کیا' اردو فقرے کو سوالیہ فقرہ بنانے کے لیے ہر اس جگہ پر استعمال ہوتا ہے جہاں انگریزی میں ہیلپنگ وربز استعمال ہوتے ہیں۔ آیئے اب دیکھتے ہیں کہ لفظ 'کیا' کی فقرے میں جگہ اگر تبدیل کی جائے تو اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔

کیا کی فقرے میں جگہ تبدیل ہونے سے معنے بدل جاتے ہیں۔ جیسے

کیا آپ کھیل رہے ہیں۔ Are you playing

آپ کیا کھیل رہے ہیں؟ What are you playing

آپ کیا کھیلتے ہیں! یعنی آپ بہت اچھا کھیلتے ہیں۔ What a player you are!

آپ کیا کیا کھیلتے ہیں۔ How many games do you play

کیا! آپ کھیلتے ہیں؟ What! Do you really play?

بعض نقائص اور مشکلیں

اردو زبان میں بھی دوسری زبانوں کی طرح بعض نقائص یا مشکلیں ہیں جیسے لفظ 'کیا' تلفظ کے فرق سے اپنے معنی تبدیل کرلیتا ہے۔ جب اس لفظ کا 'ی' غیر واضح رہے اور اس پر زور نہ دیا جائے تو یہ سوالیہ فقرات میں استعمال ہو گا۔ انگریزی میں اسے /kia/ کی طرح لکھا جاسکتا ہے مگر جب 'ی' پر زور دیا جائے تو یہ 'کرنا' کی

ایک شکل ہوگی تاہم اردو میں دونوں کو لکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ انگریزی میں اسے /kiya/ لکھ سکتے ہیں۔ مثلاً: تم نے آج سارا دن کیا کیا۔ پس [کیا] اور (کیا) کے فرق کو سمجھ لیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کیا خدا اپنے بندے کے لیے کافی نہیں۔ یعنی اگر تمام لوگ دشمن ہو جائیں تو خدا اپنی طرف سے نصرت (مدد) کرے گا۔ اور پھر فرمایا کہ **کیا** تو جانتا نہیں کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس کے آگے کوئی بات انہونی (جو ہو نہ سکتا ہو) نہیں۔ پس وہ قادر ہے کہ ایک گمنام (جسے کوئی نہ جانتا ہو) کو اس قدر ترقی دے کہ لاکھوں انسان اس کے محب (محبت کرنے والے) اور ارادتمند (عقیدت رکھنے والے اور فرمانبردار) ہو جائیں۔ یہ وہ پیشگوئی (پہلے سے کہی گئی بات) ہے جو پچیس برس کے بعد اس زمانہ میں پوری ہوئی۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 87)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی

ساخت: structure of sentence فقرے کی بناوٹ

مختلف: Different than something

فقرہ: Sentence

سوالیہ فقرہ: A sentence that asks question

اصول: Rule/ principle/ way

سہولت کاری: Assistance/ support/ comparative use

اخبارات: Newspapers

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 مئی 2021ء)

(قسط3)

مضاف اور مضاف الیہ Genetive Case

اس باب میں ہم دیکھیں گے کہ 'کا'، 'کی'، 'کے 'یعنی مضاف اور مضاف الیہ کا استعمال اردو میں کیسے ہوتا ہے۔ انگریزی میں اسے Genitive case کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کے قاعدے کے مطابق جب دو اشیاء کا تعلق ظاہر کرنا ہو تو اپوسٹر افی ایس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ انگریزی کی چند مثالوں سے مدد لیتے ہیں۔

Islam's beauty

Car's color

Mother's name

Students' grades

اردو زبان میں اس کا کیا طریق ہے اس کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل امثال (مثال کی جمع) دیکھتے ہیں۔ اس کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے نام دیکھتے ہیں

براہینِ احمدیہ یعنی احمدیت کے براہین
کشتیِ نوح یعنی نوحؑ کی کشتی
پیغامِ صلح یعنی صلح کا پیغام

ان امثال سے سے دو اشیاء کا ایک دوسرے سے تعلق ظاہر کرنے کے مندرجہ ذیل طریقے ثابت ہوتے ہیں

1۔ اردو میں اگر دو الفاظ میں تعلق ظاہر کرنا ہو تو پہلے لفظ کے آخری حرف کے نیچے زیر یا کسرہ لگایا جاتا ہے ۔ جیسے دو الفاظ ہیں پیغام اور صلح جب ان کو باہم متعلق بنایا گیا تو پیغام کی میم کے نیچے زیر لگائی گئی۔ اس طرح

ان دونوں الفاظ میں ایک تعلق بن گیا اور دوسرا لفظ پہلے کی وضاحت کرنے لگا یعنی اس کے بارے میں معلومات فراہم کرنے لگا۔ **پیغامِ صلح۔**

2۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ دو الفاظ میں سے پہلے کے آخر پر ہمزہ (ء) لگا کر اس کے نیچے زیر لگایا جاتا ہے۔ جیسے کشتی اور نوح دو الفاظ ہیں اب نوح کی ملکیت ظاہر کرنے کے لیے اس کو دو طرح کہا جاسکتا ہے۔ سادہ طور پر اس کا مطلب نوحؑ کی کشتی ہے مگر مضاف بناتے ہوئے کہیں گے کشتیٔ نوح اور اس کو اس طرح پڑھیں گے کشتی اے نوح۔

وضاحت

مزید وضاحت کے لیے کچھ امثال پیشِ خدمت ہیں۔

کارِ خیر یہ دو الفاظ ہیں کار کا مطلب ہے کام اور خیر کا مطلب ہے نیکی تو اس کا مطلب بنے گا نیکی کا کام۔

ماہِ رمضان یہاں پہلا لفظ 'ماہ' ہے یعنی مہینہ اور دوسرا 'رمضان' ہے پس اس کا مطلب ہوا رمضان کا مہینہ۔

ذوقِ عبادت پہلا لفظ 'ذوق' ہے یعنی شوق، دلچسپی اور دوسرا ہے عبادت یعنی عبادت کا شوق عبادت میں دلچسپی۔

زمانہءِ مسیح موعودؑ پہلا لفظ ہے زمانہ یعنی وقت سال صدیاں وغیرہ پس مطلب ہوا حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ۔

دورِ جدید یہاں پہلا لفظ ہے دور یعنی وقت، کلچر، تہذیب زمانہ اور دوسرا ہے جدید یعنی نیا زمانہ جو نئی چیزیں ایجادیں اور طور طریقے لایا ہو۔

حقوقِ وراثت پہلا لفظ ہے حقوق جو حق کی جمع ہے اور دوسرا لفظ ہے وراثت یعنی وہ پیسے یا مکان وغیرہ جو ماں باپ کی طرف سے ملے۔

داغِ ہجرت یہاں پہلا لفظ ہے داغ جس کا عام فہم مطلب تو ہوتا ہے کپڑے پر یا کسی چیز پر کوئی ایسا رنگ وغیرہ لگ جانا جو برا معلوم ہو۔ مگر یہاں مراد ہے دکھ، غم، صدمہ اور ہجرت کا مطلب ہے اپنا وطن، گھر، مکان چھوڑ کر جانا جیسے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کا مکہ مکرمہ سے حبشہ (ایتھوپیا) جانا، اور جیسے قیامِ پاکستان

(یہ بھی مضاف اور مضاف الیہ کی مثال ہے اس کا مطلب ہے پاکستان کا بننا) کے وقت احمدیوں کا قادیان چھوڑنا۔

امتِ محمدیہ ﷺ یہاں پہلا لفظ ہے امت یعنی قوم، کمیونٹی، جماعت پس اس کا مطلب ہوا حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے آپ کی قوم۔

جماعتِ مؤمنین، حسنِ کارکردگی، وغیرہ۔

شبِ ہجراں: یعنی جدائی کی رات یا ایسا تاریک و اداس زمانہ جب ایک انسان اپنے محبوب، وطن یا پیاروں سے بچھڑ جائے۔

اس حوالے سے فیض احمد فیض کا ایک شعر حسبِ ذیل ہے۔

؎ جو ہم پہ گزری سو گزری، مگر شبِ ہجراں

ہمارے اشک تیری عاقبت سنوار چلے

اس شعر میں ایک محاورہ استعمال ہوا ہے کسی پہ گزرنا۔ گزرنا سے ویسے مراد ہوتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف جانا۔ مگر یہاں اس سے مراد ہے تجربہ کار ہونا۔ جیسے والدین اکثر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جو ہم پہ گزری ہے وہ ہم ہی جانتے ہیں فلاں حالات تم پہ گزریں تو تم جانو وغیرہ۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے زندگی میں ایسے تجربات حاصل کیے ہیں جو تم نے نہیں کئے اگر کرو تو جان سکو وہ مشکلات جو ہم نے یعنی والدین نے اٹھائی ہیں ان کی تم لوگوں کو ابھی خبر نہیں۔

ملفوظات

ملفوظات سے مراد حضرت بانی جماعت احمدیہ، مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا وہ پاکیزہ اور پُر معارف کلام ہے جو حضورؑ نے اپنی مقدس مجالس میں یا جلسہ سالانہ کے اجتماعات میں اپنے اصحاب کے تزکیہ نفس، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت، خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کرنے اور قرآن کریم کے علم و حکمت کی تعلیم نیز احیاء دین اسلام اور قیام شریعت محمدیہ کے لیے وقتاً فوقتاً ارشاد فرمایا۔

مندرجہ بالا پیراگراف میں درج ذیل الفاظ مضاف اور مضاف الیہ ہیں

تزکیۂ نفس: یعنی نفس کا تزکیہ۔ نفس سے مراد ہے انسان اور تزکیہ سے مراد پاکیزگی یا صفائی کے ہیں۔

احیاءِ دینِ اسلام: یعنی دین جو کہ اسلام ہے اس کو دوبارہ زندہ کرنا۔

قیامِ شریعتِ محمدیہ: یعنی وہ شریعت جو حضرت محمد مصطفی ﷺ لائے اس کی تعلیمات اور اصولوں کے مطابق معاشرے کی تشکیل۔

مشکل الفاظ کے معنی

کتب: Books

ملکیت: possession

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جون 2021ء)

(قسط 4)

زبان کی بنیادی اکائی حروف تہجی

کسی بھی زبان کی سب سے بنیادی اینٹ یا اکائی یعنی وہ یونٹ جس سے زبان بنتی ہے اس کے حروف تہجی ہوتے ہیں۔ اس باب میں اردو کے حروف تہجی کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ یہ بھی دیکھیں گے کہ یہ حروف کس کس زبان سے تعلق رکھتے ہیں نیز اردو زبان کو اردو کیوں کہا جاتا ہے اور اس کا کیا مطلب ہے یہ بھی آج کے سبق میں شامل ہے۔

آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا کے مطابق اردو زبان میں چھتیس حروفِ تہجی اور سینتالیس آوازیں ہیں جن میں سے بیشتر عربی سے لیے گئے ہیں اور دیگر انہی کی مختلف شکلیں ہیں۔ بعض لوگ 'ء' کو الگ حرف نہیں مانتے مگر پرانی اردو کتب اور لغات میں اسے الگ حرف کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

حروف کی فہرست

اردو کے سینتیس حروف کی فہرست درج ذیل ہے

الف ('ا'): اردو میں دو قسم کے الف ہیں ایک جو مد کے ساتھ آتا ہے الف ممدودہ (آ) کہلاتا ہے اور دوسرا الف مقصورہ (ا)

بے ('ب')، پے ('پ')، تے ('ت')، ٹے ('ٹ')، ثے ('ث')، جیم ('ج')، چے ('چ')، حے ('ح'): اسے حائے حطی کہا جاتا ہے۔، خے ('خ')

دال ('د')، ڈال ('ڈ')، ذال ('ذ')، رے ('ر')، ڑے ('ڑ')، زے ('ز')، ژے ('ژ')

سین ('س')، * شین ('ش')، صاد یا صواد ('ص')، ضاد یا ضواد ('ض')، طوئے ('ط')، ظوئے ('ظ')، عین ('ع')، غین ('غ')

فے ('ف')، قاف ('ق')، کاف ('ک')، گاف ('گ')، لام ('ل')، میم ('م')، نون ('ن'): اس کی دو شکلیں مستعمل ہیں۔ ایک سادہ نون 'ن' اور دوسری نونِ غنہ 'ں' جو ناک کی مدد سے نکالے جانے والی آواز ہے۔ یہ آواز فرنچ زبان میں بھی استعمال ہوتی ہے۔

واؤ ('و')، ہے ('ہ'): اس کی مختلف اشکال ہیں مثلاً 'ہ' اور 'ھ' جس میں مؤخر الذکر کو دو چشمی ہے کہا جاتا ہے اور اسے اکثر مخلوط حروف بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسے چھ، کھ وغیرہ۔

ہمزہ ('ء' بعض کے نزدیک یہ ایک الگ حرف ہے جیسا کہ 'دائرہ' جیسے الفاظ میں۔ مگر یہ کئی جگہ صرف تلفظ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جہاں اسے الگ حرف نہیں گنا جاتا

یے (چھوٹی یے) ('ی')

یے (بڑی یے) ('ے')

مثلاً 'ب' ایک حرف ہے اور ا، ب، پ تین حروف ہیں تو ایک کو حرف اور زیادہ کو حروف کہتے ہیں جبکہ تمام حروف کے مجموعے کو **حروفِ تہجی یا ابجد** کہا جاتا ہے۔ جو اردو کے ابتدائی حروف کا ایک مخفف ہے یعنی ۔۔۔ ا، ب، ج، د

اردو ترکی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے فوج۔ چونکہ اردو زبان مختلف زبانوں یعنی: سنسکرت یا ہندی، فارسی اور عربی وغیرہ سے مل کر بنی ہے اس لیے اسے ایک فوج سے مشابہت ہے۔ اردو کے حروفِ تہجی بھی ایک فوج کی طرح مختلف زبانوں سے لیے گئے ہیں۔

خاص عربی حروف یہ ہیں: ث، ح، ذ، ص، ض، ط، ظ، ع، ق

خاص ہندی حروف یہ ہیں: ٹ، ڈ، ڑ

خاص فارسی حروف ہیں: پ، چ، ژ، گ

بعض حروف جیسے پ، چ، ژ، گ **ہندی اور فارسی دونوں میں مشترک** ہیں البتہ ہندی میں 'خ' نہیں ہے جبکہ فارسی میں 'خ' ہے۔ اسی طرح بعض حروف جیسے 'غ' عربی اور فارسی میں مشترک ہیں۔

ہندی سے اردو میں بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، کھ، گھ کا استعمال بھی آیا ہے جو دو حروف جیسے ب، ھ یاٹ، ھ سے مل کر بنتا ہے

البتہ بعض اوقات لکھنے میں فرق کرنا پڑتا ہے تا کہ 'کھا' یعنی کھاؤ اور 'کہا' یعنی کہنا سے **فعل ماضی** میں فرق سمجھ آسکے۔

مزید مثالیں: جہاز کو جھاز نہیں لکھا جاتا، ٹہلنا کو ٹھلنا نہیں لکھا جاسکتا، بہار کو بھار لکھنا غلط ہے جبکہ بھارت کو بہارت نہیں لکھا جاسکتا وغیرہ

نقائص

دنیا کی دوسری زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی نقائص ہیں جیسے ایک ہی آواز کے لیے کئی حروف کا ہونا۔ جسکا باعث اردو حروف تہجی کا کئی زبانوں کے حروف سے مل کر تشکیل پانا ہے۔ یعنی جب اردو میں عربی کا لفظ آتا ہے تو وہ عربی زبان کے اصولوں کے مطابق لکھا پڑھا اور بولا جاتا ہے جیسے رضوان ایک عربی لفظ ہے اس لیے اسے رزوان یا رظوان نہیں لکھا جاسکتا بلکہ عربی قوائد کے مطابق رضوان ہی لکھنا ہوگا۔ گو آواز بظاہر ایک ہی ہے۔ اسی طرح وقاص کو وقاس نہیں لکھا جاسکتا کیونکہ وقاص بھی عربی زبان سے آیا ہے۔ اردو زبان کی اس مشکل کا حل زیادہ سے زیادہ مطالعہ اور مشق ہے۔

Like in English, Ice cream cannot be written as Ise Kream or fish cannot be written as phish or phone cannot be written as fone or tough cannot be written as touf etc.

آج کے دور میں انگریزی زبان تمام دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور ادویات کے نام طبی آلات کے نام، طبی اصطلاحات، بیماریوں کے نام اسی طرح کمپیوٹرز کی زبان یہ سب زیادہ تر انگریزی میں ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اور زبان پڑھاتے وقت انگریزی کو بطور نمونہ کے پیش کیا جنا آسان ہے یعنی طلبا بہت سے بنیادی گرائمر کے اصول اور اصلاحات انگریزی زبان میں سمجھتے ہیں پس اردو پڑھانے کے لیے بھی

انگریزی گرائمر کو بطور نمونہ یا پیمانہ استعمال کرنا ہو گا۔ تو اب ہم دیکھتے ہیں کہ گرامر کی بعض بنیادی اصطلاحیں اردو میں کیا کہلاتی ہیں۔ خود گرامر کو اردو میں قوائدِ زبان یا صرف و نحو وغیرہ کہا جاتا ہے

اردو اصطلاحیں

اسم: Noun

فاعل: Subject

مفعول: Object

فعل: Verb

اسمِ صفت: Adjective

اسمِ فعل: Adverb

فعل ماضی: Past forms of the verb

فعل حال: Present forms of the verb

فعل مستقبل: Future forms of the verb

فقرہ یا جملہ: Sentence

سوالیہ یا استفہامیہ فقرہ: Interrogative sentence

آج کے سبق میں اردو زبان کے قوائد میں استعمال ہونے والی چند اصطلاحات کا زکر کیا گیا ہے انھیں یاد کر لیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے۔ جیسے مکھی کے دو پَر ہیں۔ ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر۔ اس طرح انسان کے دو پر ہیں۔ ایک معاصی کا دوسرا انجالت، توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے جیسے ایک شخص جب اپنے توپھر اس کے بعد سخت پچھتاتا ہے گویا کہ دونوں پَر اکھٹے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے

کہ زہر کیوں بنایا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے مگر کشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں پڑ جاتا اور ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 3)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

حقیقت: تعریف، اصل

انسان کے دو پر: یعنی شخصیت کے دو پہلو ہیں

معاصی: گناہ

غلام کو سخت مارتا ہے: علاقے اور کلچر کے لحاظ سے جسمانی سزائیں دی جاتی ہیں تاہم مغربی ممالک میں اس پر پابندی ہے۔ یہاں اس سے مراد یہ بھی لی جاسکتی ہے کہ جب کوئی اپنے ماتحت یا نوکر کو بے عزت کرتا ہے یا اس کی سخت تذلیل کرتا ہے۔

سخت پچھتاتا ہے: یعنی جب غصہ اتر جاتا ہے تو اسے احساس ندامت گھیر لیتا ہے

اس سے مراد ہے: It means۔ حرف: alphabetic letters۔ مخفف: Abbreviation۔ نقص: Linguistic liability / fault۔ مشترک: Common

کشتہ

فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "مارا ہوا" ہے مگر طب کے شعبے میں کُشتہ اُس مخصوص مرکب کو کہتے ہیں جس میں ادویہ کو جلا کر چونا (کلس) کی طرح بنالیا گیا ہو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 جون 2021ء)

(قسط 5)

الفاظ کی اقسام اور صفات

ہمارا یہ باب اردو زبان میں الفاظ کی مختلف قسموں، صفات، اور کردار سے متعلق ہے۔ یعنی ہم یہ دیکھیں گے کہ الفاظ کب کب کون کون سا کام کرتے ہیں۔ اگر ہم عام طور پر دیکھیں تو الفاظ کی دو بڑی اقسام ہیں۔

مستقل اور غیر مستقل

مستقل: یہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جو اکیلے ہی اپنے مکمل معنی دیتے ہیں جیسے

اسم Noun

یعنی چیزوں کے نام۔ مثال کے طور پہ سڑک، لندن، اقبال یہ اسم ہیں اور یہ اپنے اندر اپنے مکمل معنی رکھتے ہیں۔ یعنی اسم کے اندر ایک مکمل آئڈیا موجود ہوتا ہے جسے اردو میں تصور کہتے ہیں۔

صفت Adjective

یہ ایک ایسا لفظ ہوتا ہے جو اسم کے بارے مزید معلومات دیتا ہے۔ جیسے لڑکا اسم ہے اور نیک صفت تو اگر کہیں نیک لڑکا تو یہاں نیک جو کہ صفت ہے اسم یعنی لڑکے کے بارے میں مزید معلومات دے رہا ہے۔

مزید مثالیں ملاحظہ ہوں

اچھا، برا، پتلا، موٹا، وسیع، تنگ، کچا، پکا، اپنا، عاقل، دانا، احمق، ایک وغیرہ

ضمیر Pronoun

یہ ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو اسم کی جگہ فقرے میں اس لیے استعمال ہوتے تا کہ بار بار نام لکھنا یا بولنا غیر فطرتی اور عجیب لگتا ہے۔ جیسے اگر کہیں محمود نے سبق پڑھا پھر محمود کھیلنے باہر چلا گیا جب محمود واپس آیا تو محمود نے کھانا کھایا تو یہاں اسم محمود کی تکرار یعنی بار بار آنا زبان کی روانی کو توڑتا ہے اس لیے محمود کو ایک بار استعمال کرنے کے بعد فقرات میں روانی کے لیے محمود کے قائم مقام ضمیر استعمال کریں گے اور کچھ یوں کہیں گے کہ محمود نے سبق پڑھا پھر 'وہ' کھیلنے باہر چلا گیا۔ جب 'وہ' واپس آیا تو اس نے کھانا کھایا۔

مزید وضاحت کے لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ضمیر کس طرح سے کام کرتی ہے

Subjective case حالت فاعلی	Objective Case حالت مفعولی	Possessive Case حالت اضافی یعنی جب یہ کہنا ہو کہ یہ چیز کس کی ہے
I میں	مجھے یا مجھ کو	میرا
We ہم	ہمیں یا ہم کو	ہمارا
You تم یا تو	تجھے یا تجھ کو تمہیں یا تم کو	تیرا یا تمہارا
He/She وہ Unlike English language Urdu pronouns do not make any difference between masculine and feminine. However، verb	اسے یا اس کو	اس کا

decides the gender of the subject and pronoun. اردو میں ضمیر مذکر اور مؤنث کا فرق نہیں کرتی تاہم فعل کی شکل تبدیل ہو کر مذکر اور مؤنث میں فرق کر دیتی ہے		
They (جمع) وہ	ان کو یا انھیں	ان کا

فعل Verb

یہ ایک لفظ ہوتا ہے جو کسی کام کا کرنا یا یا ہونا ظاہر کرتا ہے جیسے کھانا، لکھنا، پینا، جانا، آنا، پڑھنا، توڑنا، بنانا، ہٹانا، مٹانا، دکھانا، چھپانا اور ہونا وغیرہ

Beہونا

ایک ایسا فعل ہے جس سے مزید کئی اشکال بنتی ہیں جیسے ہے، تھا، تھی، تھے، وغیرہ

فعل یعنی کام ایک ایسا لفظ ہے جس کا وقت کے ساتھ گہرا تعلق ہے یعنی کوئی کام کب ہوا۔ اس لحاظ سے وقت یا زمانے کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

ماضی، حال اور مستقبل۔ اس موضوع پر تفصیل اگلے اسباق میں بیان کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

مامور من اللہ کی دعاؤں کا کل جہان پر اثر ہوتا ہے اور یہ خدا تعالی کا ایک باریک قانون ہے۔ جس کو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جن لوگوں نے شفیع کے مسلئہ سے انکار کیا ہے انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ شفیع کو قانونِ قدرت چاہتا ہے۔ اس کو ایک تعلق شدید خدا تعالی سے ہوتا ہے اور دوسرا مخلوق سے۔ مخلوق

کی ہمدردی اس میں اسقدر ہوتی ہے کہ یوں کہنا چاہیے کہ اس کے قلب کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ہمدردی کے لیے جلد متاثر ہو جاتا ہے۔

اس لیے وہ خدا سے لیتا ہے اور اپنی عقدِ ہمت اور توجہ سے مخلوق کو پہنچاتا ہے اور اپنا اثر اس پر ڈالتا ہے۔ اور یہی شفاعت ہے۔ انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ مصیبت کا رفع ہونا یا معصیت اور ذنوب کا کم ہونا یہ سب شفاعت کے نیچے ہے۔ توجہ سب پر اثر کرتی ہے خواہ مامور کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا نام بھی یاد ہو نہ ہو۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد سوئم صفحہ 22)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مامور من اللہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا، مامور کیا گیا۔ مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔

کل جہان: تمام دنیا۔

باریک قانون: پیچیدہ قانون جو سخت غور وفکر ہی سے سمجھ آتا ہے۔

شفیع: خدا تعالی کے خاص بندے جو اللہ تعالی کے حضور دعاؤں کے ذریعے کسی کی سفارش کر سکیں جیسے انبیاء، اولیا، خلفاء۔

مخلوق: انسان، لوگ اور تمام مخلوقات۔

قلب: دل کی بناوٹ، ساخت۔

عقد ہمت: ہمت کے مطابق۔

ذنوب: گناہ، جرائم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 جون 2021ء)

(قسط6)

اردو اعراب

یہ باب اردو زبان کے اعراب کے متعلق ہے۔ اعراب وہ مخصوص اشارے اور علامتیں ہیں جو حروف کی آوازوں کا تعین کرتی ہیں۔ یہ علامتیں بتاتی ہیں کہ کس حرف کی آواز کو گول کرنا ہے کسے نیچے کی جانب کھینچنا ہے اور کس حرف کو کس حرف سے جوڑنا ہے۔ پھر وہ یہ تعین بھی کرتی ہیں کہ کیا حرف متحرک ہے یا ساکن۔ بظاہر ایسا لگتا ہے جیسے یہ ایک مشکل معاملہ ہے تاہم عملی طور پر اسے سمجھنا سادہ اور سہل ہے۔ دورِ جدید میں اردو لکھتے وقت اعراب کا استعمال کم ہی ہوتا ہے جیسا کے آپ اس تحریر کو دیکھ سکتے ہیں جو آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں۔ مگر ان علامتوں کا سمجھنا اردو سیکھنے والوں کے لیے انتہائی اہم ہے۔ اعراب کا درست استعمال اردو کا صحیح تلفظ سیکھنے کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح ضمیروں کے درست استعمال اور رموزواوقاف سمجھنے کے لیے بھی اعراب کا علم بہت ضروری ہے۔

زبر ـَ

اسے عربی میں فتح کہتے ہیں یعنی کھولنا اور اردو میں اسے زبر کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اوپر۔ یہ علامت حروف کے اوپر آتی ہے اور اس آواز کو لمبا کرنے سے الف کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ زبر کا استعمال اردو میں کثرت سے ہوتا ہے جیسے اَن کہی (جو بات پہلے کہی نہ گئی ہو)، اَن دیکھی (جو چیز پہلے دیکھی نہ ہو، عجیب و غریب، اور بعض اوقات اس کا مطلب ہوتا ہے نظر انداز کر دینا یعنی دیکھ بھی لینا مگر ان دیکھا کر دینا گویا دیکھا ہی نہیں)، اَنہونی (غیر معمولی بات، حادثہ، غیر متوقع بات)، اَن سنی (جو پہلے نہ سنی ہو، یا سن کر نظر

انداز کر دینا)، اَنمول (بیش قیمت، قیمتی نایاب) ایسے الفاظ ہیں جن کو اگر زبر کی بجائے زیر یا پیش کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ الفاظ بے معنی ہو جائیں گے۔

زیر۔ِ

اس علامت کو عربی میں کسرہ کہتے ہیں جبکہ اردو میں اسے زیر کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں نیچے۔ اس کو زیر اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی آوازی کی سی ہوتی ہے مگر زیر جب اکیلا ہو تو اس کی آواز ہلکے درجے کی ہو گی۔ زیر جب ی کے ساتھ آئے تو دو طرح کی آواز پیدا کرتی ہے ایک کم دورانیے کی اور دوسری طویل۔ جیسے شیر (جانور) اور شیر (دودھ) اسی طرح بیر (پھل) اور کھیر (دودھ چاول کا میٹھا)۔

ایک بات قابل غور ہے فارسی زبان کے بعض الفاظ جو فارسی میں ایک جیسا تلفظ رکھتے ہیں مگر اردو دان ان کا تلفظ مختلف طور پر کرتے ہیں اور یہ زبانوں کا اپنا اسلوب ہے۔ جیسے جاوید، جمشید، کو زیادہ نیچے کھینچ کر نہیں بولا جاتا مگر دید، نوید، خورشید کو ی اور زیر کے ایک ساتھ استعمال کی طرح باریک آواز کے ساتھ نیچے کھینچا جاتا ہے۔ گو تحریر میں اعراب کا زیادہ استعمال نہیں کیا جاتا تاہم گفتگو میں اعراب کے مطابق تلفظ ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ جیسے بارِش کو بارَش، عابِد کو عابد وغیرہ کہنے سے انسان سننے والوں کی نگاہ میں غیر تعلیم یافتہ تصور کیا جائے گا۔

پیش۔ُ

اسے عربی میں ضمہ کہتے ہیں جس کے معنی ہیں ملانا۔ اردو میں اسے پیش یعنی سامنے یا آگے کہا جاتا ہے۔ یہ جب حرف کے اوپر اکیلا آتا ہے تو ہلکی واؤ کی آواز دیتا ہے جیسے مُڑنا مگر جب واؤ کے ساتھ آئے تو یہ آواز کو بڑھاتا ہے اور واضح کرتا ہے جیسے موڑنا۔ مگر جب یہ واؤ کے ساتھ بھی آتا ہے تو دو قسم کی آوازیں دیتا ہے جسے نُور، دُور، چُور (زخموں سے چُور، تھکن سے چُور) عربی زبان جیسی آوازیں ہیں۔

Noor, door, choor

مگر شور (شور کرنا)، چور (چوری کرنے والا) قدرے پھیلی ہوئی خالص اردو آوازیں ہیں۔

باآواز بلند تقریر، یا خطاب کرتے ہوئے اگر اعراب کا خیال نہ رکھا جائے تو بات کا مفہوم ہی مبہم ہو سکتا ہے جیسے اگر کہنا ہو کہ اُس نے یہ تجویز دی اور کہدیا جائے کہ اِس نے یہ تجویز دی تو تجویز دینے والا ہی تبدیل ہو سکتا ہے یا کم از کم سننے والوں کے لیے یہ بہت الجھن پیدا کر سکتا ہے کہ تجویز کس نے دی۔

جزم یا سکون

اگر کسی حرف پر زیر، زبر، پیش میں سے کوئی حرکت نہ ہو تو وہ ساکن ہوتا ہے جسے جزم بھی کہتے ہیں جیسے جِسْمْ، کی س اور میم ساکن ہیں یعنی یہ جِسَمُ نہیں ہے بلکہ جِسْمْ ہے گوشْتْ کی ش اور ت ساکن ہیں۔ مَوسِمْ کی میم ساکن ہے۔

مد

قرآن کریم ناظرہ پڑھنے والے جانتے ہیں کہ مد الف کی آواز کو طوالت دینے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے 'اَب' جس کا مطلب ابھی ہے کے الف پر مد ڈال دیں تو یہ 'آب' بن جائے گا اور اس کا مطلب ہو گا پانی۔ اسی طرح آم، آس، آگ وغیرہ مد کی مثالیں ہیں۔

ہمزہ

ء (ہمزہ) ''ی'' کے ساتھ مل کر وہی کام دیتا ہے جو مد الف کے ساتھ دیتی ہے۔ جب مقصد ''ی'' کی آواز کو دگنا کرنا ہو تو ہمزہ چھوٹی ''ی'' کے ساتھ استعمال ہوتا ہے جیسے کئی، تئیں وغیرہ یہ تئیں لفظ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں کثرت سے ملتا ہے جیسے اپنے تئیں یعنی اپنے طور پہ یا اپنے آپ کو۔ پھر ہمزہ ''و'' کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے پاؤں، گاؤں، ملاؤ، دکھاؤ وغیرہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں

''ہزاروں خطوط (خط کی جمع) میرے پاس آتے ہیں جن میں ظاہری بیماریوں (جسمانی بیماریوں) کے ہاتھ سے نالاں (پریشان) لوگوں نے جو جو اضطراب (گھبراہٹ، مایوسی، اداسی) ظاہر کیا ہے میں اسے دیکھتا ہوں لیکن مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری بیماریوں کے لئے تو اس قدر گھبراہٹ ظاہر کرتے ہیں مگر باطنی (روحانی، اخلاقی) اور اندرونی بیماریوں (بد عادات، برے اخلاق جو فطرتِ ثانیہ بن گئے ہوں) کے لئے

انہیں کوئی تڑپ (فکرِ علاج) نہیں۔ باطنی بیماریاں کیا ہوتی ہیں؟ یہی بدظنی (خود سے اندازہ لگانا کہ دوسرے میں یہ برائی ہوگی جبکہ ایسا اکثر نہیں ہوتا)، منصوبہ بازی (سازش کرنا، منفی سیاست کرنا)، تکبر، دوسرے کی تحقیر (کمتر سمجھنا)، غیبت (کسی کی غیر موجودگی میں اس کے لیے منفی گفتگو کرنا) اور اس قسم کی بدذاتیاں (بری حرکتیں) اور شرارتیں، شرک، ماموروں کا انکار وغیرہ۔ ان امراض کا وہ کچھ بھی فکر نہیں کرتے اور معالج (طبیب، ہادی، استاد، امام) کی تلاش انہیں نہیں ہوتی۔ میں جب ان بیماریوں کے خطوط پڑھتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کیوں یہ اپنے روحانی امراض کا فکر نہیں کرتے۔“

(خطبات نور جلد 1 خطبہ نمبر 20 صفحہ 231)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 جون 2021ء)

(قسط7)

اردو اعراب

اس باب میں بھی اردو زبان کے اعراب و حرکات پر بحث جاری رہے گی۔

تنوین۔۔۔ً۔۔۔ٍ۔۔۔ٌ

دو زبر، دو زیر یا دو پیش کو تنوین کہتے ہیں اور یہ نون کی آواز دیتی ہے۔ جیسے فوراً کو فورن پڑھیں گے حقیقتاً کو حقیقتن اور مثلاً کو مثلن پڑھا جاتا ہے۔ تنوین کے استعمال سے ایک لفظ متعلق فعل بن جاتا ہے جسے انگریزی میں Adverb کہتے ہیں۔ یعنی ایک ایسا لفظ جو کسی فعل یا صفت یا اسم کے بارے میں معلومات دے۔ مثلاً: وہ نادان ہے۔ تم حقیقتاً نادان ہے۔ وہ کنجوس ہے۔ وہ فطرتاً کنجوس ہے۔ وہ سوتیلے بچوں سے نفرت کرتا ہے۔ وہ ایسا انتقاماً کرتا ہے وغیرہ۔ یہاں حقیقتاً، فطرتاً اور انتقاماً متعلق فعل ہیں۔

تشدید۔۔۔ّ

جب کوئی حرف مکرر آواز دیتا ہے تو اسے دو بار لکھنے کی بجائے ایک بار لکھ کر اس پر۔۔ّ۔ ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً مد دت لکھنے کی بجائے د پر تشدید ڈال کر د ایک ہی بار لکھ دیتے ہیں یعنی مدّت۔ جس حرف پر تشدید آئے اس پر زیر، زبر، پیش میں سے کوئی حرکت بھی ڈالی جاتی ہے تا کہ درست تلفظ ادا ہو سکے مثلاً مدّت لکھیں گے وگرنہ پڑھنے والا اسے مدِّت یا مدُّت پڑھ سکتا ہے جو کہ غلط ہے۔ تاہم اردو میں اعراب کا استعمال

کم ہوتا ہے درست تلفظ اساتذہ کے زیر نگرانی بار بار مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بعض لوگ عابِد کو زبر سے عابَد پڑھتے اور بولتے ہیں اس طرح بارِش کو بارَش، گوشْت کو گوشَت ناصِر کو ناصَر وغیرہ کہتے ہیں۔

مزید برآں اگر تشدید ی یا وپر آئے تو اس لفظ کی ادائیگی مختلف ہو گی جیسے متغیّر کو پڑھتے وقت ی پہ ٹھہر کہ جھٹکا دینا ہو گا جیسے انگریزی زبان میں Vision وی ژن کہتے وقت دیا جاتا ہے۔ اسی طرح نوّاب اور جواب جو بظاہر ایک جیسے الفاظ لگتے ہیں دونوں کی ادائیگی میں فرق ہے جواب سادہ ادائیگی ہے رکنے اور جھٹکا دینے کی ضرورت نہیں مگر نوّاب کہتے وقت و پر رک کر معمولی سا جھٹکا دینا ہو گا اسے نواب بروزن جواب نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح جلّاد کو جلاد نہیں کہہ سکتے ل پر ٹھہر کر معمولی جھٹکا دے کر پڑھنا ہے۔ مزید مثالیں صیّاد، توّاب وغیرہ۔

حروف شمسی و قمری

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اردو میں عربی زبان کے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ خاص طور پر نام یا اسم زیادہ تر عربی ہوتے ہیں۔ پس ان ناموں کے تلفظ کی ادائیگی عربی قوائد کے مطابق کی جاتی ہے۔ عربی ناموں کے ساتھ ا اور ل لگایا جاتا ہے بعض جگہ بولتے وقت ل بولا جاتا ہے اور بعض اوقات نہیں۔ اس مسلئے کو سمجھنے کے لیے عربی نام جو اردو میں استعمال ہوتے ہیں انھیں دو قسموں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

الشمس

اس قسم میں ل نہیں بولا جاتا۔ جیسے الشمس میں بھی نہیں بولا جاتا اور کہیں گے اشمس۔ پس ایسے حروف کو حروفِ شمسی کہا جاتا ہے۔

مظفر الدین

صاحب الذکر

امۃ النور

القمر

اس کے تلفظ میں ل بولا جائے گا اس لیے اس طرح کے حروف کو حروفِ قمری کہتے ہیں

عبدالحئ۔ نورالعین۔ سریع الفہم۔ صادق القول۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 جولائی 2021ء)

(قسط 8)

جنس

اب تک جو ابواب پیش کیے گئے ہیں ان میں اردو زبان کی بنیادی باتوں اور اصولوں پر بات کی گئی ہے۔ اب اردو زبان کے ان حصّوں پر بات کرنے کا آغاز کرتے ہیں جن سے اردو بولنے والوں کی زبان وسیع ہوتی ہے اور وہ زیادہ بہتر طور پر اپنی بات کو بیان کر سکتے ہیں اور لکھ سکتے ہیں۔

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ اردو زبان میں جنس یعنی مذکر یا مونث کا فرق فاعل پر کیسے پڑتا ہے یعنی وہ کیا طریقہ یا طریقے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ بات کرنے والا یا کام کرنے والا مذکر ہے یا مونث۔ اور اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ انگریزی زبان میں اس کا طریق یہ ہے کہ اصل نام یعنی اسم یا Noun کی جگہ جو الفاظ یا Pronoun استعمال ہوتے ہیں وہ مذکر اور مونث کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں اگر مذکر کی بات ہو رہی ہو تو He کا استعمال ہوتا ہے جبکہ مونث کے لیے She کا۔

فاعل verb کی شکل بدلنا

لیکن اردو میں مذکر اور مونث کا فرق کرنے کے لیے فعل جسے انگریزی میں ورب Verb کہتے ہیں اس کی شکل تبدیل کی جاتی ہے۔ جیسے وہ خط لکھ رہا ہے۔ یہاں رہا ہے سے پتا چل رہا ہے کہ کام کرنے والا مذکر ہے جبکہ اگر کام کرنے والی یعنی فاعل مونث یا عورت ہو تو رہا، رہی میں بدل جائے گا۔ یعنی وہ (عورت) خط لکھ رہی ہے۔

مزید مثالیں

ہم خط لکھ رہے ہیں (مذکر جمع یعنی زیادہ مرد)۔

ہم خط لکھ رہی ہیں (مونث جمع یعنی زیادہ عورتیں)۔

وہ خط لکھ رہے ہیں (مذکر جمع)۔

وہ خط لکھ رہی ہیں (مونث جمع)۔

تو آپ نے ان چند مثالوں میں دیکھا کہ کام کرنے والے یعنی فاعل کی جنس کا تعین کرنے کے لیے فعل یعنی Verb کی شکل تبدیل کر دی جاتی ہے۔

فعل کی مختلف اشکال

اب ہم دیکھتے ہیں کہ فعل کتنی شکلیں بدلتا ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کرنا ہوگا۔ **کھانا** کھاؤ یا کھالو یعنی حکم ہے البتہ کھالو میں التجا بھی آجاتی ہے۔ کھایا یعنی ماضی کی بات ہے جیسے اس نے صبح انڈا کھایا۔

میں نے کھایا۔

اس نے کھایا۔

ہم نے کھایا۔

سب نے کھایا۔

پس فعل کا آخری نا یان ہٹانے سے حکم بن جاتا ہے جیسے چلنا سے چل۔ ملنا سے مل۔ لکھنا سے لکھ، پینا سے پی وغیرہ۔

ان اسباق کو سادہ اور آسان بنانے کے لیے ان خاص اصطلاحات کا ستعمال نہیں کیا گیا جو عام طور پر اردو زبان میں کی جاتی ہیں۔ اگر اردو گرائمر کی مشکل اصطلاحات اور الفاظ کا استعمال کیا جائے تو اردو سکھانے کا عمل بہت مشکل ہو جائے گا اور سیکھنے والوں کی دلچسپی قائم نہیں رہے گی۔ اور اردو بہت مشکل زبان نظر آئے گی۔

مزید کچھ انداز زباں دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ہم بات کر رہے ہیں فعل کی اور 'کھانا' ایک فعل ہے تو مثال دیکھیے

اب کھا بھی لو۔

یہ بظاہر حکم ہے مگر اس میں کسی حد تک طنز کا انداز ہے۔ یعنی وقت ضائع نہ کرو یا بحث نہ کرو یا نئے نئے مطالبات نہ کرو اور کھا بھی لو۔

اب کھا ہی لو

یہ بھی ایک انداز گفتگو ہے اس میں صبر کی تلقین کا رنگ ہے۔ یعنی جو میسّر ہے کھا ہی لو

پہلے کھا تو لو

یہاں قبل از وقت فیصلہ کرنے سے منع کرنے کا ایک انداز ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ

حضور نے نماز ادا کر کے مجلس کی اور ایک دو مختلف ذکروں کے بعد میاں احمد دین صاحب از گوجرانوالہ نے عرض کیا کہ اگر جناب ٹھیک ٹھیک پتہ یہاں سے روانگی کا فرما دیں تو کچھ کھانے پینے کا انتظام کر کے گوجرانوالہ پر حاضر رہوں خدا کے برگزیدہ نے فرمایا ہمیں تو خدا ہی لے جاتا ہے۔ اسی کے حکم سے جانا ہے۔ ابھی کیا معلوم کس وقت روانہ ہونا ہے۔ انسان بہت عاجز اور ہیچ ہے خدا ہی کے ساتھ وہ جاتا ہے اور خدا ہی کے ساتھ وہ آتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 54)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مجلس کی: یعنی مسجد میں احمدی دوستوں سے ملاقات کی۔

مختلف ذکروں: مختلف موضوعات پر گفتگو۔

از گوجرانوالہ: گوجرانوالہ سے۔From Gujranwala

عرض کی: درخواست کی یعنی ادب سے کہا۔

جناب: یہاں مراد حضرت مسیح موعودؑ ہیں اور یہ اردو میں عزت سے مخاطب کرنے کا ایک انداز ہے۔

ٹھیک ٹھیک: فیصلہ کن یعنی کنفرمڈ۔

پتر: فیصلہ، خط انفارمیشن۔

روانگی کا فرمادیں: یعنی اگر حضورؑ قادیان سے گوجرانوالہ جانے کی صحیح تاریخ اور وقت بتادیں۔

گوجرانوالہ پر حاضر رہوں: یعنی وہاں انتظام کر کے آپؑ کا انتظار کروں۔

خدا کے برگزیدہ: مقدس اور پاک وجود یعنی حضرت مسیح موعودؑ۔

ہمیں: یعنی حضرت مسیح موعودؑ کو، یہاں مجھے کی بجائے جو ہمیں فرمایا تو یہ ایک اندازِ گفتگو ہے۔

انسان بہت عاجز اور ہیچ ہے: یعنی انسان کمزور ہے اسے ہر بات میں ہر فیصلے میں خدا تعالیٰ کی مدد درکار ہے۔

خدا ہی کے ساتھ وہ جاتا ہے اور خدا ہی کے ساتھ وہ آتا ہے: یعنی خدا کے فضل اور رحم کا انسان ہر ایک معاملے میں محتاج ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 جولائی 2021ء)

(قسط 9)

تسلسل و روانی

اس باب میں ہم اردو زبان کے بعض ایسے الفاظ پر غور کریں گے جو زبان میں تسلسل اور روانی پیدا کرتے ہیں یہ الفاظ فقرات یا جملوں کو آپس میں جوڑ دیتے ہیں۔ ان الفاظ کی وجہ سے تحریر یا گفتگو میں روانی رہتی ہے اور یہ روانی اس وقت بھی نہیں ٹوٹتی جب کوئی کسی بات کا انکار کرے یعنی یہ کہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے کا پہلا لفظ ہے۔۔۔

کیونکہ .... The reason is that/because

اردو زبان میں اس لفظ کا استعمال تحریر یعنی لکھنے میں ارو تقریر یعنی بولنے میں اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی بات کی وجہ پیش کی جاتی ہے۔ مثلاً میں اسے معاف نہیں کر سکتا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں معاف نہیں کر سکتے؟ تو ایک ہی فقرہ میں اس فیصلے کی وجہ بھی بیان کرنے کے لیے کیونکہ کا استعمال ہو گا جیسے میں اسے معاف نہیں کر سکتا کیونکہ اس طرح اس کی اصلاح نہیں ہو سکے گی۔ یعنی بعض اوقات معاف کرنا نقصان دہ ہوتا ہے اور برائی بڑھتی جاتی ہے۔ بعض اوقات اس کا استعمال کسی واقعہ کی سادہ وجہ بیان کرنے کے لیے بھی کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کوڈ 19 کا حفاظتی ٹیکہ لگوانے میں سستی کر رہے ہیں کیونکہ وہ قطار میں لگ کر انتظار کرنے سے گھبراتے ہیں۔

چونکہ Since/ because/ therefore

یہ لفظ بھی تقریباً کیونکہ کے معنے ہی دیتا ہے مگر یہ کیونکہ کے برعکس فقرے کے شروع میں آتا ہے۔
کیونکہ عام طور پر دو فقروں کے درمیان آتا ہے۔
چونکہ وبا کا خطرہ ٹلا نہیں اس لیے احتیاط بہر حال کرنی چاہیے

چنانچہ Thus/ Hence/ Therefore/ for instance/ so accordingly

یہ لفظ نتیجہ نکالتے ہوئے استعمال ہوتا۔ اور اس کے استعمال سے پہلے جن باتوں کی بنیاد پر نتیجہ نکالا جاتا ہے ان کی تفصیل بیان کر دی جاتی ہے۔ مثال دیکھتے ہیں۔
چنانچہ حالات کا جائزہ لینے کے بعد اس سال جلسہ سالانہ منعقد نہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے
چنانچہ، اس کے لیے آپ جیسے قابل افراد کو آگے آنا ہوگا تاکہ آپ ان چیزوں کا مطالعہ کریں، اور دیگر لوگوں کو بھی ان میں شامل کریں۔۔ اور یقیناً آپ ان کا حل نکالنے میں کافی مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔

لہٰذا Therefore/ thus

یہ لفظ بھی نتیجہ نکالنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تحقیقی اور تنقیدی تحریر میں اس کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے۔ علمِ فلسفہ، سائنس، منطق میں یہ لفظ کثرت سے استعمال ہوتا۔
مثلاً

احمد ایک احمدی ہے۔
تمام احمدی ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اسلام امام مہدی اور مسیح موعود ہیں۔
لہٰذا احمد بھی ایمان لاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ امام مہدی اور مسیح موعودؑ ہیں۔

ان اسباق کو سادہ اور عام فہم رکھا گیا ہے اسلیے تفصیل میں جانے سے اعراض کیا گیا ہے۔ یعنی تفصیل بیان نہیں کی گئی ہے۔ ان اسباق کا ایک مقصد یہ ہے کہ والدین کو گھروں پہ بچوں کو اردو سکھانے کے لیے کچھ رہنما اصول اور مواد مل سکے۔ یہ اسباق اس وقت زیادہ مفید ثابت ہوں گے جب وہ بچے جو اردو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے انھیں ان اسباق کی مدد سے ان کے والدین اردو سکھائیں۔ دیگر زبانوں کی طرح اردو بول چال

بھی تبدیل ہو رہی ہے اور اردو زبان میں عام گفتگو کرتے ہوئے ان الفاظ کا استعمال تقریباً نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔

بہر حال

یہ لفظ بھی کسی معاملے کی سنجیدگی بیان کرنے کے بعد قانونِ فطرت کے اصولوں اور عالمگیر سچائیوں کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معانی ہیں ہر حال میں۔ یعنی کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ لازمی ہے۔

کوئی جائے یا نہ جائے تمہیں تو بہر حال جانا ہو گا۔

تم نے معافی تو مانگ لی بہر حال جو نقصان ہونا تھا وہ ہو گیا۔

زیادہ تر لوگ غیر محتاط ہیں بہر حال جو لوگ تعلیم یافتہ ہیں اور سائنس کا علم رکھتے ہیں ان کو تو وبا کے وقت میں احتیاط کرنا ہو گی۔

کوئی کرے یا نہ کرے ایک احمدی کو تو بہر حال مالی قربانی کرنی ہو گی۔

گو، گویا، اگرچہ، ہر چند

یہ تمام الفاظ تقریباً ہم معنی ہیں اور ان کو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب جزوی طور پر اثر انداز ہونے والی بات کا اعتراف کرنا ہو مگر جزوی طور پر اثر نہ ہونے کا اظہار بھی کرنا ہو۔

جیسے **گو** یہ شہر ثقافتی لحاظ سے خاصہ متحرک ہے مگر بیروزگاری کی شرح آسمان کو چھو رہی ہے۔

تم نے میری بات گویا سنی ہی نہیں۔ میں نے تو بہر حال اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔

ہر چند کا استعمال پرانی ادبی تحریروں اور اشعار میں ہی ملتا ہے۔ سادہ الفاظ میں اس کا مطلب ہے کہ جتنا مرضی، کتنا ہی۔ کتنی ہی، چاہے جتنا بھی وغیرہ۔

؎ کرے سعی **ہر چند** سارا زمانا

نہیں دل کی قسمت میں آرام پانا

(نقوش مانی)

یعنی چاہے سارا زمانہ کوشش کر لے میرے دل کی قسمت میں آرام نہیں۔

گرچہ

اس کے عام فہم معنی ہیں در حقیقت، اصل میں، سچ تو یہ ہے کہ وغیرہ۔

؎ گرچہ کوئی بھی اندھا نہیں تھا
لکھا دیوار کا پڑھتا نہیں تھا

یعنی شاعر کے نزدیک لوگ اندھے نہیں تھے مگر غفلت کا شکار تھے اور اپنے اعمال کے لازمی نتائج سے لاپرواہ تھے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 جولائی 2021ء)

(قسط 10)

ایک مشکل کا حل

اس باب کا آغاز ایک مشکل اور اس کی وضاحت کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس مشکل کا صحیح اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب اردو زبان کو پڑھانا اور سکھانا ہو۔ اور وہ مشکل یہ ہے کہ اردو زبان کی گرامر کو آسان الفاظ اور انداز میں پیش نہیں کیا گیا۔ ایک طرف تو اردو گرامر کی زبان بہت مشکل ہے دوسری طرف اس میں فارسی اور عربی کہ ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے رہے ہیں جن سے عام اردو زبان بولنے والا واقف ہی نہیں ہوتا۔ پس جب اردو پڑھانا یا سکھانا چاہیں تو نہ صرف پڑھنے والوں کو سمجھنے میں مشکل پیش آتی ہے بلکہ پڑھانے والوں کو پڑھانے میں بھی مشکل پیش آتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری کوشش کریں گے کہ اردو گرامر کی بھول بھلیوں سے بچتے ہوئے سادہ طریق اپنائیں۔

زمانہ Tense

یہ باب ہم 'زمانے' سے شروع کرتے ہیں۔ 'زمانے' سے یہاں مراد ہے کسی زبان میں وقت کا صحیح استعمال۔ جسے انگریزی زبان میں Tense کہا جاتا ہے تو سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی زبان کا پہلا Tense کون سا ہے۔ انگریزی زبان میں سب سے پہلے ایسے کاموں یا فعلوں کا ذکر ہے جو انسان عادتاً، اور مستقل طور پر کرتا ہے۔ جیسے اگر ہم کہیں کہ 'علی کھانا کھا رہا ہے' تو اس کا مطلب ہو گا کہ وہ اس وقت کھانا کھا رہا ہے جب کہنے والا اس کو دیکھ رہا ہے یعنی آپ دیکھ رہے ہیں کہ علی کھانا کھا رہا ہے تو یہ اس کی عادت نہیں ہے ایک مستقل رویہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا کام ہے جو جاری ہے اور ہو رہا ہے لیکن اگر کہیں کہ 'علی کھانا کھاتا ہے' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علی کی عادت ہے ایک مستقل رویہ ہے کہ وہ کھانا کھاتا ہے لیکن

ضروری نہیں کہ علی اس وقت بھی کھانا کھا رہا ہو جب کہنے والا یہ کہہ رہا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ وہ روزانہ ایسا کرتا ہے۔

اردو زبان میں اس زمانے کو '**فعل حال مطلق**' کہا جاتا ہے یعنی ایسا فعل یا کام جو آج بھی ہو رہا ہے کل بھی ہو گا اور ہوتا رہتا ہے اور ایک طرح سے وقت کی قید سے آزاد ہے۔

مثالیں

وہ کھانا کھاتا ہے۔ کھانا کھائے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے یہ ایک ایسا کام ہے جو ہوتا رہتا ہے۔

ہم سکول جاتے ہیں۔ اب سکول میں چھٹیاں بھی ہوتی ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ درمیان میں وقفہ بھی آ جاتا ہے مگر ہم سارا سال سکول جاتے ہیں۔

ہم حضور انور کا خطبہ سنتے ہیں۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ کے روز ہی سنا جاتا ہے تو یہ ہر ہفتے کرنے والا ایک مستقل کام ہے۔

احمدی مسلمان ماہِ رمضان کے بعد عید مناتے ہیں۔ یعنی ہر سال عید آتی ہے۔

ماں بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ یہ ایک ماں کا ایسا کام ہے جو وہ عمر بھر کرتی ہے۔

لڑکیاں شوق سے مہندی لگاتی ہیں۔

پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔

سورج مشرق سے نکلتا ہے۔

فقرے بنانے کا طریقہ

اب جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ اس قسم کے فقرات کیسے بنائے جاتے ہیں تو ان تمام فقرات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ فعل یعنی 'کام' کے آخر سے 'نا' کو ہٹا دیتے ہیں اور اس کی جگہ تا، تی تے لگا دیتے ہیں جیسے فعل ہے 'کھانا' تو جب اس زمانے میں لکھیں گے تو کہیں گے وہ کھاتا ہے، وہ کھاتی ہے، ہم کھاتے ہیں، وہ کھاتے ہیں، وہ (عورتیں) کھاتی ہیں۔

In English grammar, this tense is called simple present tense and it is used in writing or relating summary, News headlines, habitual actions, and permanent behaviors.

Examples:

He goes to school.

She sings poems.

I write a letter to Huzur regularly.

تو آپ نے دیکھا کہ جس زمانے کی بات ہو رہی ہے وہ آپ اردو اور انگریزی زبانوں میں بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں پس اردو زبان میں اس زمانے کے لیے فقرات کے کچھ فارمولے بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

وہ (فاعل) کھانا (اسم) کھاتا (فعل مطلق) ہے (امدادی فعل)۔

ہم کھانا کھاتے ہیں۔

ہم (عورتیں) کھانا کھاتی ہیں۔

وہ (مرد) کھانا کھاتے ہیں۔

وہ (عورتیں) کھانا کھاتی ہیں۔

میں کھانا کھاتا ہوں۔

تو اگر فاعل ایک ہے یعنی واحد تو امدادی فعل ہو گا 'ہے'، لیکن اگر فاعل جمع ہے تو 'ہیں' کا امدادی فعل استعمال کرتے ہیں۔

منفی فقرات

اگر انکار کرنا ہو یا کسی بات کی نفی کرنی ہو۔ یعنی یہ کہنا ہو کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یا میں ایسا نہیں کرتا تو انگریزی زبان کی طرح زیادہ تبدیلیاں نہیں کرنی پڑتیں بلکہ صرف 'نہیں' کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے وہ کھانا نہیں کھاتا ہے۔

ہم سکول کا کام وقت پر نہیں کرتے ہیں۔

ایک اکیلے جملے میں تو 'نہیں' لگاتے ہیں لیکن اگر بات آگے چل رہی ہو اور نتیجہ نکالنا ہو یا کسی کام کی وجہ بیان کرنی ہو تو 'نہیں' سے پہلے 'ہی' لگاتے ہیں جیسے

وہ ماں باپ کا ادب ہی نہیں کرتا، کیونکہ اس کی تربیت نہیں کی گئی۔

ہم وقت پر سوتے ہی نہیں تو فجر کی نماز وقت پر کیسے ادا کر سکتے ہیں۔

جو نماز ہی نہیں پڑھتے تو ان کی دعائیں کیا قبول ہوں۔

اسی طرح اگر 'ہی نہیں' فعل یا ورب سے پہلے آئے تو اس کا مطلب ہو گا کہ ایسا ممکن ہی نہیں یعنی کبھی نہیں۔ جیسے

سورج مغرب سے نکلتا ہی نہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سورج مشرق میں غروب ہو جائے۔

جو انسان خدا تعالی کے خلیفہ کی آواز سنتا ہی نہیں وہ اس پر عمل کیسے کرے گا۔

سوالیہ فقرات

سوال کرنے کے لیے بھی انگریزی کی طرح فقرے کی ترتیب اور شکل میں بہت زیادہ تبدیلیاں نہیں کرنی پڑتیں بلکہ 'کیا، کیوں، کب اور کہاں، کا اضافہ کیا جاتا ہے۔

وہ کھانا کھاتا ہے۔

کیا وہ کھانا کھاتا ہے؟

ہم (عورتیں) کھانا پکاتی ہیں۔

کیا سب عورتیں کھانا پکاتی ہیں؟

کیا مرد کھانا پکاتے ہیں؟

عقل مند انسان ضرورت کے مطابق سب کام کرتے ہیں۔

وہ (لڑکی یا عورت) قرآن مجید کی تلاوت کرتی ہے۔

وہ کب تلاوت کرتی ہے؟ وہ کتنی دیر تلاوت کرتی ہے؟

گھروں میں قرآن مجید اور مقدس کتابیں کہاں رکھی جاتی ہیں؟

مقدس کتابیں، اور ایسی کتابیں جن میں قرآنی آیات اور مقدس ہستیوں کے نام ہوں انہیں اونچی اور صاف جگہ پر رکھا جاتا ہے۔

تم کہاں نماز پڑھنے جاتے ہو؟

تو یہاں کچھ مثالوں سے یہ بتایا ہے کہ اردو کے فقروں میں اس مخصوص انداز اور وقت میں سوال کیسے کرتے ہیں جسے فعل حال مطلق کہا جاتا ہے۔ نیز کسی کی مستقل عادت یا مشق کے بارے میں کیسے پوچھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

ایک نے عرض کی کہ نماز میں لذت کچھ نہیں آتی۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:

نماز، نماز بھی ہو۔ نماز سے پیشتر ایمان شرط ہے ایک ہندو اگر نماز پڑھے گا تو اسے کیا فائدہ ہوگا۔ جس کا ایمان قوی ہوگا وہ دیکھے گا کہ نماز میں کیسی لذت ہے۔ اور اس سے اوّل معرفت ہے جو خدا کے فضل سے آتی ہے۔ اور کچھ اس کی طینت سے آتی ہے۔ جو محمود فطرت والے مناسب حال اس کے فضل کے ہوتے ہیں اور اس کے اہل ہوتے ہیں انہی پر فضل ہوا کرتا ہے ہاں، یہ بھی لازم ہے کہ جیسے دنیا کی راہ میں کوشش کرتا ہے ویسے ہی خدا کی راہ میں بھی کرے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 6)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی

نماز میں لذت کچھ نہیں آتی: یعنی نماز پڑھنے میں مزہ نہیں آتا یا نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔

نماز، نماز بھی ہو: یعنی جسے پڑھنے والا نماز سمجھتا ہے وہ نماز تب ہوگی جب وہ اس طرح ادا کی جائے جیسے اسے ادا کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔

پیشتر: پہلے۔

ایمان شرط ہے: یعنی نماز پڑھنے والا صحیح مسلمان ہو اور اسے یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔

ایمان: یقین، عقیدہ۔

قوی: مضبوط۔

اوّل: یعنی نماز میں مزہ حاصل ہونے سے پہلے۔

معرفت: علم کے ذریعے سمجھنا۔

طینت: دل کی اصلاح۔

محمود فطرت والے: یعنی ایسے لوگ جو فطرتی طور پر نیکیاں کرنے والے ہوں۔

دنیا کی راہ میں: دنیا کے کاموں میں جیسے پڑھائی کرنا، کام یا بزنس سیکھنا۔

خدا کی راہ: نماز میں۔

(قسط 11)

Present tense زمانہ حال

آئندہ کچھ ابواب زمانہ حال کے بارے میں ہوں گے۔ زمانہ کا مطلب ہے وقت یعنی ٹائم جبکہ حال کا مطلب ہے وہ وقت جو ابھی گزر رہا ہے۔ یا کم از کم اسے گزرے ہوئے زیادہ وقت نہیں ہوا۔

In English grammar, the time is divided into three categories. These are Present, Past and Future and we are discussing **Present.**

میں نے آپ کی آسانی کے لیے انگریزی میں بھی بتا دیا ہے کہ ہم پریزنٹ یعنی حال کی بات کر رہے ہیں۔ پچھلے سبق میں ہم نے دیکھا تھا کہ اردو میں 'عادات، ایسے کام جو انسان ہر روز کرتا ہو، اور چیزوں کی ایسی خصوصیات جو بدلتی نہیں ہیں' انھیں کیسے بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے: سورج ہمیشہ مشرق سے نکلتا ہے۔ اور پانی ہمیشہ نشیب کی طرف بہتا ہے۔ اس کی دو مثالیں ہیں۔

فعل حال جاری Progressive Tense

ہم دیکھیں گے کہ اردو میں ان کاموں کو کیسے بیان کرتے ہیں جو ہو رہے ہوں یعنی Progressive ہوں۔

Now we will see that how we can describe or talk about those things which are continuous in Present Times. In English it is called either present continuous tense or progressive tense.

سب سے پہلے وہ کام اس زمانے میں بیان کیے جاتے ہیں جو اُس وقت ہو رہے ہوں جب بات کرنے والا بات کر رہا ہو۔ جیسے آپ دیکھ رہے ہیں کہ بارش ہو رہی ہے تو آپ کہیں گے کہ بارش ہو رہی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کے ان فقرات کو لکھتے کیسے ہیں۔ یعنی الفاظ کی ترتیب کیا ہوتی ہے۔

فقرے کی تشکیل

وہ(فاعل)**خط**(اسم)**لکھ**(فعل)**رہا ہے**(دو امدادی فعل ایک رہنا سے رہا اور دوسرا ہونا سے ہے)۔

اردو زبان میں جب بھی کسی ایسے کام کی بات کرتے ہیں جو جاری و ساری ہو یعنی Progressive ہو۔ اس مقصد کے لئے عام امدادی فعل (ہے، ہیں، ہو) وغیرہ سے پہلے (ہو رہا، ہو رہی، ہو رہے) لگاتے ہیں جو ہونا کی ایک شکل ہے انگریزی میں اس کے لیے Present Participle یعنی ورب کی پہلی فارم ING کے ساتھ استعمال ہوتی ہے جیسے

He is writing a letter.

So, the writing is called present participle and it shows a progressive verb or action.

مزید مثالیں:

وہ خط لکھ رہا ہے۔

وہ خط لکھ رہی ہے۔

فعل کی شکل سے جنس کا اظہار

اب یہاں دیکھیں کے جب کام کرنے والا مذکر سے مونث ہوا تو 'رہا' 'رہی' میں بدل گیا پس اردو میں فعل Verb کی شکل بدلنے سے دو چیزوں کا پتا چلتا ہے۔

(ا)۔ کام کرنے والے کی جنس یعنی کیا وہ مرد ہے یا عورت ہے۔

(ب)۔ کام کرنے والے کی تعداد یعنی وہ ایک ہے یا ایک سے زائد، واحد ہے یا جمع۔

مثالیں:

وہ (ایک مرد) خط لکھ رہا ہے۔

وہ (زیادہ مرد) خط لکھ رہے ہیں: 'رہا ہے' 'رہے ہیں' میں بدل گیا جس سے پتا چلا کہ کام کرنے والے جمع Plural ہیں۔

وہ (ایک عورت یا مونث) خط لکھ رہی ہے۔

وہ (زیادہ عورتیں یعنی جمع) خط لکھ رہی ہیں۔

یہاں بھی 'رہی ہے' نے بتایا کہ کام کرنے والی ایک ہے یعنی واحد ہے اور مونث ہے جبکہ رہی ہیں نے بتایا کہ کام کرنے والیاں جمع ہیں اور مونث ہیں۔

مخصوص عرصہ تک جاری کام

اب دیکھیے کہ اس زمانے میں صرف ایسے کام ہی بیان نہیں ہوتے جو اس وقت ہو رہے ہوں جب ان کی بات کی جا رہی ہو بلکہ وہ کام بھی بیان ہوتے ہیں جو ان دنوں، مہینوں، اور برسوں میں ہو رہے ہوں۔

جیسے: آجکل فیفا کے مقابلے ہو رہے ہیں۔

بچے بہت تیزی سے ویڈیو گیمز کے عادی ہو رہے ہیں۔

میں آجکل درثمین پڑھ رہا ہوں۔

اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان فقرات میں ایسے کام بیان ہوئے ہیں جو ضروری نہیں کہ اس وقت ہو رہے ہوں جب ان کی بات کی جا رہی ہے۔

مستقبل میں آنے والے کام

پھر اس زمانے میں ایسے کاموں کو بھی ذکر کیا جاتا ہے جو آنے والے دنوں میں ہونے ہوں یعنی مستقبل میں ہونے ہوں۔ جیسے: ہم اگلے ماہ پاکستان جا رہے ہیں۔ وہ کل اپنی زندگی کا بہت اہم امتحان دینے جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہمت بلند رکھنی چاہیے۔ انسان اگر دنیوی امور میں ہمت ہار دے تو دینی امور میں بھی ہار دیتا ہے۔ یہ عجیب چیز ہے کیونکہ وہ گواہی دیتی ہے کہ قویٰ ٹھیک ہیں۔ جو لوگ کم ہمت ہیں ان میں پست خیالی پیدا ہو جاتی

ہے۔ مسجدوں کے ملاں جو ہوتے ہیں ان کو دیکھو۔ ایک بار ہمارے میرزا صاحب کے پاس یہاں کا ایک ملاں شکایت لایا کہ ہمارے جو گھر باہم تقسیم ہوئے ہیں تو مجھے چھوٹے قد کے آدمیوں کے گھر ملے ہیں اور ان کے مرنے سے بہت چھوٹا کفن ملا ہے۔ یہاں تک حالت ان کی گر جاتی ہے کہ ایک ملاں نے نمازِ جنازہ غلط پڑھائی جب کہا گیا تو جواب دیا کہ اس کی مشق نہیں رہی۔ غرض دنیا کے معاملہ میں ہمت نہ کی تو دین میں بھی پست ہمتی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 3-4)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

دنیوی امور: دنیا کے کام

ہمت ہار دے: یعنی سست ہو جائے یا مایوس ہو جائے

دینی امور: دین کے کام، عبادت

قویٰ: جسمانی صحت، اعضا، ہاتھ پاؤں، آنکھیں، دماغ وغیرہ

کم ہمت: جس میں ہمت نہ ہو

پست خیالی: اپنی عزت کا خیال نہ رہنا

جو گھر باہم تقسیم ہوئے ہیں: یعنی جو علاقہ مولوی صاحب کے حصّے میں آیا

چھوٹے قد کے آدمی: یعنی ان گھروں میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے قد چھوٹے ہیں

کفن: وہ سفید کپڑا جس میں وفات پانے والے کو لپیٹ کر دفن کرتے ہیں

حالت ان کی گر جاتی ہے: یعنی اپنی عزت کا ذرہ خیال نہیں رہتا

مشق نہیں رہی: یعنی سستی کے باعث طریقہ یاد نہ رہا

غرض: یعنی مقصد اس بات کا یہ ہے کہ

پست ہمتی: سستی، کاہلی، دلچسپی نہ ہونا پیدا ہو جاتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 اگست 2021ء)

(قسط12)

علم ریاضی Math

گزشتہ کچھ ابواب سے وقت اور زمانے کا اردو زبان کے فقرات پر اثر پڑھایا جارہا ہے۔ اس باب میں ہم اس سلسلے کو عارضی طور پہ روک کر اردو زبان میں علم ریاضی یعنی Math یا حساب کی بعض چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اب دیکھیے کہ اردو زبان میں Counting کو گنتی کہتے ہیں۔ گنتی سے فعل بنتا ہے گننا یعنی کاؤنٹ Count کرنا۔ اسے اردو میں شمار کرنا بھی کہتے ہیں۔

گنتی Counting

1 ایک 2 دو 3 تین 4 چار 5 پانچ 6 چھ 7 سات 8 آٹھ 9 نو 10 دس 11 گیارہ 12 بارہ 13 تیرہ 14 چودہ 15 پندرہ 16 سولہ 17 سترہ 18 اٹھارہ 19 اُنیس 20 بیس۔

اس باب میں بیس 20 تک گنتی پڑھنا اور لکھنا سیکھیں گے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ گنتی کا استعمال زبان میں کس طرح ہوتا ہے۔

پہلا اور پہلی: اگر کوئی چیز نمبر ایک پر ہے تو اگر وہ چیز مذکر ہے تو اسے 'پہلا' کہتے ہیں۔ جیسے کہیں گے آج عید کا پہلا دن ہے، یہ میرا پہلا امتحان ہے۔ آج جلسہ سالانہ کا پہلا روز یا دن ہے۔ کل پہلا روزہ ہے وغیرہ۔ اگر کوئی چیز موئنث ہے تو اسے 'پہلی' کہیں گے۔ جیسے پہلی تاریخ کا چاند۔ مہینے کی پہلی تاریخ۔ اسی طرح کہتے ہیں

کہ یہ میری حضور انور سے پہلی ملاقات ہے وغیرہ۔ اسی طرح پہلی چیز کے لیے 'اوّل' کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں یہ بچہ مقابلے میں اوّل آیا ہے۔

دوسرا اور دوسری: دوسرے نمبر والی چیز کے لیے لفظ 'دوسرا' استعمال ہوتا ہے یعنی اگر چیز مذکر ہے تو کہیں گے کہ آج جلسہ سالانہ کا دوسرا دن ہے۔ اور اگر چیز مونث ہے تو لفظ 'دوسری' استعمال ہو گا۔ وہ بچہ دودھ کے علاوہ دوسری چیزیں نہیں کھاتا۔ وہ بچہ اپنے دادا سے دوسری کہانی سن رہا ہے وغیرہ۔ دوسرے نمبر کے لیے 'دوم' یا 'دوئم' بھی استعمال ہوتا ہے۔

تیسرا اور تیسری: تین نمبر والی چیز کو 'تیسری' (مونث) اور تیسرا (مذکر) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تیسرے نمبر کو 'سوئم' بھی کہتے ہیں۔

چوتھا اور چوتھی: چار کے عدد یا نمبر والی چیز کو 'چوتھی' (موئنث) اور 'چوتھا' (مذکر) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ 'چہارم' بھی کہا جاتا ہے۔

پانچواں اور پانچویں: پانچ نمبر والی چیز کو 'پانچویں' (مونث) یا 'پانچواں' (مذکر) کہتے ہیں۔ اور بعض اوقات اسے پنجم بھی کہا جاتا ہے جو کہ فارسی لفظ ہے۔

چھٹا اور چھٹی: چھ نمبر والی چیز کو 'چھٹا' (مذکر) اور 'چھٹی' (موئنث) کہا جاتا ہے۔ جیسے کہیں گے فلاں کمرے کی الماری کے چھٹے خانے میں فلاں کتاب رکھی ہے۔ اسی طرح کہیں گے آج اسے گھر سے نکلے ہوئے چھٹا روز ہے۔ بعض اوقات چھٹی چیز کے لیے 'ششم' کا فارسی لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ تاہم فارسی الفاظ کا استعمال بہت کم ہے۔ یہ زیادہ تر کتابوں کے چیپٹرز کے لیے اور سکول میں جماعتوں کے درجوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

ساتواں اور ساتویں: سات نمبر والی چیز کو 'ساتویں' (موئنث) اور ساتواں (مذکر) کہا جاتا ہے۔ جیسے کہیں گے کہ ہفتے کے ساتویں روز چھٹی ہوتی ہے۔ اُن کا ساتواں نمبر ہے۔ بعض اوقات اسے 'ہفتم' بھی کہا جاتا ہے جو کہ فارسی لفظ ہے۔

آٹھواں اور آٹھویں: آٹھ نمبر والی چیز کو 'آٹھواں' (مذکر) اور آٹھویں (مونث) کہا جاتا ہے۔ جیسے کہا جائے گا کہ آٹھویں جماعت کے بچے۔ یا جیسے کہیں گے کہ وہ بچے جو آٹھویں سال میں ہیں۔ یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ لفظ 'آٹھویں' جب کسی مذکر چیز کے لیے استعمال ہو تو اسے کم باریک آواز سے بولا جاتا ہے۔ جیسے وہ لڑکا جو آٹھویں سال میں ہے۔ یہاں سال مذکر ہے اس لیے اسے آٹھویں کہیں گے جبکہ 'آٹھویں جماعت' میں جماعت کیونکہ مونث ہے اس لیے اسے آٹھویں کہیں گے یعنی باریک آواز میں بولیں گے۔

نواں اور نویں: نو نمبر والی چیز کو 'نواں' (مذکر) اور نویں (مونث) کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے 'نوواں' اور 'نوویں' بھی کہتے ہیں۔ فارسی میں اسے نہم کہا جاتا ہے۔

دسواں اور دسویں: دس نمبر والی چیز کو 'دسواں' مذکر اور دسویں (مونث) کہا جاتا ہے۔ جبکہ فارسی لفظ 'دہم' بھی استعمال ہوتا ہے۔

مزید گنتی اگلے سبق میں دیکھیں گے اب ہم دیکھیں گے کہ وقت کو اردو میں کیسے بیان کیا جاتا ہے۔ وقت کو کئی اکائیوں یعنی ناپنے کے طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے سال یا برس، مہینہ، ہفتہ، دن، گھنٹہ، منٹ، سیکنڈ وغیرہ۔

سال: 12 مہینوں سے مل کر بنتا ہے اور عام طور پہ اس میں 365 دن ہوتے ہیں جیسے 2021 ایک سال ہے

مہینہ: ہر سال میں 12 مہینے ہوتے ہیں جیسے جنوری، فروری وغیرہ اس کو 'ماہ' بھی کہتے ہیں اور مہینے سے اسم صفت بنانا ہو تو ماہانہ کہیں گے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ آپ ماہانہ کتنی تنخواہ لیتے ہیں۔ ایک انداز 'ماہ بہ ماہ' بھی ہے یعنی جیسے آپ نے کچھ خریدہ ہے اور آپ ہر ماہ اس کی قیمت قسطوں میں ادا کرنا چاہتے ہیں تو آپ کہیں گے کہ اتنے پیسے ماہ بہ ماہ ادا کرنے ہونگے۔ ایک اور انداز 'ماہوار' (مذکر) اور ماہواری (مونث) کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ رسالہ یا میگزین جو ہر ماہ چھپتا ہے اسے ماہوار رسالہ یا جریدہ کہیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح بیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالی کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ جب یہ صورت ہو تو اسکا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھیں قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 110)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

قبض: بے دلی، بیزاری، سستی

بسط: خوب شوق اور دلچسپی، محبت کے جذبات پیدا ہونا

ذوق: بہت مزہ اور تسکین ملنا

شوق: دلچسپی، جوش

قلب: دل

انشراح: روانی، عبادت میں دلچسپی

لذت اور سرور: مزہ پیدا ہونا

دل میں ایک تنگی: بوریت، بیزاری

جب یہ صورت ہو: جب ایسا ہو

کثرت کے ساتھ استغفار کرے: اللہ تعالی سے معافی طلب کرنا۔

ایک سبق جو مفید ہے شائع ہونے سے رہ گیا تھا۔ ہم نے اسے قسط نمبر 12 ہی کا حصہ بنا دیا ہے۔

حصہ دوم:

زمانہ Tense

گزشتہ دو اسباق سے ہم نے زمانے یا وقت کا اردو زبان پر اثرات کا جائزہ لینے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ ہم اردو زبان میں حال کے زمانے کے لحاظ سے فقرات کی مختلف اقسام دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ہم نے پہلے وہ زمانہ دیکھا تھا جب ہم اردو میں ان باتوں یا کاموں کا ذکر کرتے ہیں جو ہماری یعنی انسانوں کی عادتوں کی بات کرتی ہیں۔ جیسے احمدی دعا پر یقین رکھتے ہیں۔ بچے شرارتیں کرتے ہیں وغیرہ اور اسی طرح اُس زمانے میں اشیاء کی یا جانوروں اور پرندوں کی ان خصوصیات پر بات کرتے ہیں جو مستقل ہوتی ہیں یعنی وہ بدلتی نہیں یا بہت کم بدلتی ہیں۔ جیسے پانی ہمیشہ نیچے کی طرف بہتا ہے۔ آگ جلاتی ہے۔ سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ مختصراً بتاتا چلوں کہ ان فقرات کو بناتے وقت کسی بھی فعل یعنی ورب کے آخر سے ن یا ہٹا کر تا، تی، تے وغیرہ لگا دیتے ہیں اور ایک چیز یا انسان کے لیے، 'ہے' کا امدادی فعل لگتا ہے جبکہ اگر کام کرنے والے ایک سے زائد ہوں تو وہ جمع ہوتے ہیں اور ان کے لیے 'ہیں' کا امدادی فعل لگتا ہے جبکہ (میں) یعنی اپنے آپ کے لیے 'ہوں' کا امدادی فعل لگاتے ہیں۔ مثلاً

زید ملازمت کرتا ہے۔

علی اور احمد سکول جاتے ہیں۔

میں کھیت میں ہل چلاتا ہوں۔

اس سلسلے کے دوسرے سبق میں ایسے کاموں کا پر توجہ دی گئی ہے جو جاری یا پروگریسو ہوں۔ ہم نے بات کی تھی کہ فعل حال جاری میں ایسے کام بیان کیے جاتے ہیں جو

(ا) آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں۔ کسان ہل چلا رہا ہے۔ بچہ بلک بلک کر رو رہا ہے۔ (ان دونوں فقرات میں ان کاموں کا ذکر ہے جو اسی وقت ہو رہے ہیں جب کہ ان کا ذکر کیا جا رہا ہے)۔

(ب) ایسے کام جو کچھ عرصے سے ہو رہے ہوں اور مزید جاری رہنا ہو مگر ضروری نہیں کہ آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں۔ وہ ان دنوں تفسیرِ قرآن پڑھ رہا ہے۔ بچے آج کل سمر سکول میں پڑھ رہے ہیں۔ (ان دونوں مثالوں میں ایک شیڈول کے تحت جاری رہنے والے کاموں کا ذکر ہے)۔

(ج) وہ کام جو ہونے تو آئندہ دنوں، مہینوں یا برسوں میں ہوں مگر ان کا ہونا کنفرم ہو یعنی وہ یقینی ہوں۔ ہم اگلے سال قادیان جا رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ اس بار شہر سے باہر منعقد ہو رہا ہے۔ (یہ فقرات مستقبل کے ہیں مگر کیونکہ پروگرام کنفرم ہے یعنی ایک حد تک یقینی ہے اس لیے یہاں اس طرح بیان ہوئے ہیں)۔

منفی فقرات کیسے بنتے ہیں

مزید اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانے میں منفی فقرات کیسے بنتے ہیں۔ مثلاً 'علی خط لکھ رہا ہے' ایک مثبت فقرہ ہے یعنی یہ ایک سٹیٹ مینٹ ہے اس میں نہ سوال ہے نہ انکار ہے۔ تو اس کا منفی فقرہ ہو گا کہ

'علی خط نہیں لکھ رہا ہے'۔

تو آپ نے دیکھا کہ صرف نہیں کا اضافہ کرنے سے فقرہ منفی ہو گیا ہے یعنی ایک کام کا بتایا جا رہا ہے جو نہیں ہو رہا۔ کچھ مثالیں دیکھتے ہیں۔

علی (فاعل واحد، مذکر) خط (اسم، ناؤن) نہیں لکھ رہا ہے۔

علی، احمد اور اکبر (فاعل مذکر، جمع) خط نہیں لکھ رہے ہیں۔

آپ نے دیکھا کہ کام کرنے والے تین مرد ہیں تو امدادی فعل 'رہا ہے' سے بدل کر رہے ہیں ہو گیا

مریم خط نہیں لکھ رہی ہے۔

مریم اور خدیجہ خط نہیں لکھ رہی ہیں۔

یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جب کام کرنے والیاں دو مونث ہیں تو امدادی فعل 'ہے' بدل کر 'ہیں' ہو گیا۔

سوالیہ فقرات

اسی زمانہ میں سوال بنانے کے لیے یا سوال پوچھنے کے لیے 'کیا' کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے

کیا علی خط لکھ رہا ہے؟

کیا وہ خط لکھ رہے ہیں؟

کیا وہ (عورتیں) خط لکھ رہی ہیں؟

پھر ایسے فقرے بھی ہوتے ہیں جن میں سوالیہ اور منفی دونوں باتیں ہوتی ہیں۔

کیا علی خط نہیں لکھ رہا ہے؟

کیا میں خط نہیں لکھ رہا ہوں؟

کیا ہم (جمع، مذکر) خط نہیں لکھ رہے ہیں؟

کیا ہم (عورتیں، مونث) خط نہیں لکھ رہی ہیں؟

اگر فقرے میں کیوں، کون وغیرہ جیسے الفاظ ہوں تو فقرہ کچھ یوں ہو گا

علی خط کیوں نہیں لکھ رہا ہے؟

کون خط نہیں لکھ رہا ہے؟ یہ فقرہ جنس کے لحاظ سے مذکر اور مونث دونوں کے لیے استعمال ہو گا۔ اردو زبان میں جب دونوں جنسوں کو ایک ہی فقرہ میں مخاطب کیا جائے یعنی عورت، مرد دونوں کی بات اکھٹی کی جائے تو فاعل یعنی کام کرنے والا مذکر ہو گا۔ جیسے

جو نماز نہیں پڑھ رہا اسے نماز کی طرف توجہ دینی چاہیے تو یہاں مرد اور عورت دونوں مخاطب ہیں۔

ہر انسان جانتا ہے کہ وہ وقت ضائع کر رہا ہے یا نہیں (یہاں بھی مرد اور عورت دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں)۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے۔ اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے ہر وقت خدا تعالی کے دین کی نصرت اور تائید کے لیے طیار رہنا چاہیے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تَہَوُّر ہوتا ہے۔ مومن میں شتابکاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرتِ دین کے لیے طیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 110)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ہمت ہارنا: مایوس ہونا، سست پڑنا، بیزار ہونا

اخلاقِ فاضلہ: یعنی انسان کی بہترین خوبیاں

مومن: ایمان لانے والا

دین: اسلام

نصرت: مدد، Support

تائید: مدد، تعاون Promotion

طیار: قدیم اردو میں تیار کو ط سے بھی لکھا جاتا تھا۔

منافق کا نشان ہے: یعنی منافق بزدل ہوتا ہے

موقع شناسی: عقل مندی، حکمت عملی، حالات وواقعات کی سمجھ

تَہَوُّر: حد سے بڑھا ہوا غصہ یا جذبہ

شتابکاری: جلدبازی

ہوشیاری: سمجھ داری سے

تحمل: ٹھہراؤ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 اگست 2021ء)

(قسط13)

گنتی Counting

گزشتہ باب میں ہم نے 20 تک گنتی سیکھی تھی اب ہم اس سے آگے بڑھتے ہیں۔

21 اکیس، 22 بائیس، 23 تیئس، 24 چوبیس، 25 پچیس، 26 چھبیس، 27 ستائیس، 28 اٹھائیس، 29 اُنتیس (بعض لوگ اسے اُنَتّیِس کہتے ہیں جو غلط ہے یہ اُنتیس ہے)، 30 تیس، 31 اکتیس (یہ اکیس کی طرح اکتیس ہے مگر عام بول چال میں اسے اِکَتّیس کہا جاتا ہے)، 32 بتیس، 33 تینتیس، 34 چونتیس، 35 پینتیس، 36 چھتیس، 37 سینتیس 38 اڑتیس (عام طور پہ اسے اڑتیس بھی کہا جاتا ہے)، 39 اُنتالیس، 40 چالیس۔

اعداد کا استعمال

اب دیکھتے ہیں کہ اردو زبان میں ان اعداد کا استعمال کس کس طرح ہوتا ہے۔

جو چیز نمبر 21 پہ ہو گی اس کو اکیسواں (مذکر) اور اکیسویں (مونث) بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے کہیں گے کہ اکیسواں کھلاڑی کمزور ہے یا ہم اکیسویں صدی سے گزر رہے ہیں۔ یاد رہے صدی ایک سو سال سے بنتی ہے جیسے اس وقت ہم 2021 میں ہیں تو یہ اکیسویں صدی ہے جب 2101 آئے گا تو بائیسویں صدی شروع ہو گی۔ حضرت مسیح موعودؑ 1835 میں پیدا ہوئے تو ہم کہیں گے کہ آپ انیسویں صدی عیسوی میں پیدا ہوئے جبکہ آپ کی وفات 1908 میں ہوئی یعنی آپ نے بیسویں صدی میں وفات پائی اس طرح آپ نے دو صدیاں پائیں اور آپ کو خدا تعالیٰ نے ذوالقرنین کہا یعنی دو صدیوں والا۔ قرن عربی میں صدی کو کہتے ہیں۔

جو چیز 22 نمبر پہ ہو اسے بائیسواں (مذکر) اور بائیسویں (مونث) بھی کہا جاتا ہے۔

اسی طرح

23 نمبر سے تئیسواں (مذکر) اور تئیسویں (مونث) بنتا ہے۔

24 نمبر سے چوبیسواں (مذکر) اور چوبیسویں (مونث) بنتا ہے۔

25 نمبر سے پچیسواں (مذکر) اور پچیسویں (مونث) بنتا ہے۔

26 نمبر سے چھبیسواں (مذکر) اور چھبیسویں (مونث) بنتا ہے۔

اسی طرح مزید اعداد بنتے جاتے ہیں۔

ہفتہ Week

گزشتہ سبق میں ہم نے وقت کی کچھ مزید اکائیاں Units دیکھے تھے اب ہم دیکھتے ہیں کہ 'ہفتہ' کیا ہے۔ ہفتہ اردو میں دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ اس کا ایک استعمال یہ ہے کہ یہ ایک تو دن کا نام ہے جو جمعہ اور اتوار کے درمیان آتا ہے جسے انگریزی میں Saturday کہا جاتا ہے۔ دوسرا استعمال یہ ہے کہ اسے سات دن سے مل کر بننے والے وقت یعنی ہفتے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جسے انگریزی میں Weak کہتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ یہ کام دو Weak میں ہو جائے گا جس کا مطلب 14 دن بنتا ہے تو اردو میں کہیں گے کہ دو ہفتوں میں یہ کام ہو جائے گا۔ تو ایک ہفتہ سات دن کا ہوتا ہے۔ جو اخبار، رسالے، میگزین وغیرہ ایک ہفتے کے بعد شائع ہوتے ہوں انھیں ہفتہ وار کہا جاتا ہے۔ تو سال سے بنتا ہے سالانہ جیسے جلسہ سالانہ یعنی وہ جلسہ جو ایک سال بعد منعقد ہو۔ ماہ سے بنتا ہے ماہانہ جیسے ماہانہ اجلاسِ عام۔ اور ہفتے سے بنتا ہے ہفتہ وار جسے انگریزی میں Weakly کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اردو میں ایک دن کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے دن کو 'روز' کہا جاتا ہے جو فارسی لفظ ہے تو روز سے بنتا ہے روزانہ اسی طرح دن کو یوم بھی کہا جاتا ہے جو عربی لفظ ہے اور یوم سے بنتا ہے یومیہ یعنی وہ کام جو ہر دن کے حساب سے ہو۔ یعنی اگر اس کام کے پیسے ادا کرنے ہیں تو وہ روزانہ کے حساب سے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر سائل (سوال پوچھنے والا) نے عرض کی کہ کیا ہم فرشتہ کو دیکھ سکتے ہیں؟

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ:۔

ہم ہر روز دیکھتے ہیں۔ کبھی کشف میں، کبھی رؤیا میں۔ ایک حالت رؤیا کی ہوتی ہے وہ نیند میں ہوتی ہے اس میں بھی غیبتِ حس ہوتی ہے کہ انسان سو کر کہیں کا کہیں سیر کرتا ہے اور مکان اس کا بدلتا ہے۔ لیکن کشف میں مکان نہیں بدلتا۔ کبھی غنودگی میں ہوتا ہے اور کبھی بیداری میں اور باوجود غنودگی کے حصہ کے پھر بھی ہر ایک آواز کا سنتا ہے۔ جانتا ہے کہ فلاں مکان میں ہوں۔ ایک دفعہ میں نے فرشتوں کو انسان کی شکل پر دیکھا یاد نہیں کہ دو2 تھے یا تین 3، آپس میں باتیں کرتے تھے اور مجھے کہتے تھے کہ تو کیوں اس قدر مشقت اٹھاتا ہے اندیشہ ہے کہ بیمار نہ ہو جاوے۔ میں نے سمجھا کہ یہ جو چھ 6 ماہ کے روزے رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے۔ ان روزوں کو میں نے مخفی طور پر رکھا۔ بعض دفعہ اظہار میں سلبِ رحمت کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے مخفی رکھنا اچھا ہوتا ہے۔ چونکہ میں مامور تھا اس لیے کوئی مرض وغیرہ نہ ہوا اور نہ اگر کوئی اور ہوتا اور اس قدر شدت اٹھاتا تو ضرور مسلول، مدقوق یا مجنون ہو جاتا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 8-9)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

رؤیا: خواب

کشف: جاگتے ہوئے ایک روحانی تجربے سے گزرنا

غیبتِ حس: اپنے ارد گرد کا وقت اور جگہ کے لحاظ سے شعور نہ ہونا

مکان: جگہ

غنودگی: کم گہری نیند

فلاں: مثال دینے کے لیے کہتے ہیں جیسے یہاں آیا ہے کہ جانتا ہے کہ فلاں مکان میں ہوں یعنی خواب دیکھنے والا جانتا ہے کہ وہ کون سی جگہ یا شہر میں ہے

مشقت: سخت محنت کرنا

اندیشہ: ڈر، امکان، کسی بری چیز کا امکان یا ڈر ہونا

مامور: مذہبی اصطلاح ہے، جسے کسی خاص کام کے لیے مقرر کیا گیا ہو

مخفی: خفیہ، یعنی ایسی بات یا کام جس کا کرنے والے کے سوا یا چند بھروسہ مند لوگوں کے علاوہ کسی کو علم نہ ہو

اظہار: ایسی چیز جو چھپی نہ ہو، دکھادی جائے یا بتادی جائے

سلبِ رحمت: اللہ تعالیٰ کے انعامات کا سلسلہ رک جانا

آخری فقرے میں تین الفاظ آئے ہیں ان کی مختصر وضاحت کر دوں تفصیل کسی آئیندہ سبق میں آجائے گی

مجہول Passive voice

اردو میں فعل Verb اور اسم جب Passive voice بنتے ہیں تو ان کے شروع میں 'م' کا اضافہ کر دیتے ہیں اور پہلے دو حروف کے بعد 'و' کا اضافہ کرتے ہیں جبکہ آخری حرف نئے لفظ کے آخر پر دوبارہ آتا ہے۔

مثلاً جبر ایک اسم ہے اس کو جب مجہولُ Passive Voice بنائیں گے تو 'م' شروع میں لگائیں گے اور 'و' دوسرے حرف یعنی 'ب' کے بعد اور آخر پر 'ر' دوبارہ آئے گا اور بنے گا مجبور یعنی جس پر جبر کیا گیا جسے Force کیا گیا۔ قرض سے مقروض، شکر سے مشکور، ذکر سے مذکور، خاص سے مخصوص، طلب سے مطلوب اسی طرح سل سے مسلول، دق سے مدقوق اور جنون سے مجنون وغیرہ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 اگست 2021ء)

(قسط14)

عدد سے اسم صفت Definite Numeral

گذشتہ چند ابواب میں اردو زبان میں اعداد و شمار سے متعلق بحث کی گئی ہے۔ آج اسی سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔ ہم نے گزشتہ باب میں دیکھا ہے کہ عدد سے اسم صفت Definite Numeral Adjective کیسے بنتا ہے جیسے ایک سے پہلا اور دو سے دوسرا وغیرہ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا بنانے کا طریقہ کیا ہے تو یاد رکھیے کہ ایک، دو تین، چار اور چھ کے علاوہ باقی تمام اعداد کا اسمِ صفت ان اعداد کے آخر پہ 'واں' کا اضافہ کرنے سے بن جاتے ہیں۔ جیسے اگر ساٹھ 60 ہے تو ساٹھ واں اور اگر ہزار ہے 1000 تو ہزارواں ہو گا۔ اسی طرح پچپن ہے تو پچپنواں بن جائے گا۔

In English except one, two, three all other numbers become adjective by adding “th” in the end. For example, four 4 will become fourth or 4^{th} and thousand will become thousandth or 1000^{th}.

گھڑی وقت کا آلہ

اردو میں جب گھڑی کا وقت یا اشیاء کی ناپ تول کر کے پیمائش بتائی جاتی ہے اس وقت بھی کچھ خاص اصطلاحیں Terminologies استعمال ہوتی ہیں۔ پہلے وقت یا گھڑی کی بات کرتے ہیں۔ سب سے پہلی اصطلاح ہے **'بجانا'** یعنی وقت پوچھنے کے لیے کہا جاتا ہے کہ کیا وقت ہوا ہے تو جواب میں کہا جاتا ہے پانچ 5 بج گئے ہیں۔ بجانا یا بجنا ایک ورب ہے یعنی فعل ہے اور اردو میں اسے ایک سے زائد کاموں کے لیے استعمال

کیا جاتا ہے۔ جیسے بجانا: جیسے گھنٹی بجانا، تالی بجانا، گانا بجانا (یعنی موسیقی کے ساتھ کچھ گانا)، دف بجانا، بگل بجانا وغیرہ وقت بتانے کے سلسلے میں کہتے ہیں 1 بج گیا یا 12 بج گئے۔

In English two words are used for this purpose, play and strike. And Urdu word "بجانا" is basically striking or struck. However, in music "بجانا" means playing.

پیمائشی اصطلاحات

سَوَا

اس کا مطلب ہے ایک پوری چیز جمع چوتھا حصہ یعنی ایک جمع ایک بٹا چار۔

مثالیں: ایک گھنٹہ 60 منٹ کا ہوتا ہے اور اس کو اگر چار برابر حصوں میں تقسیم کریں تو ہر حصہ 15 منٹ کا ہو گا اس لیے جب 1، 2، 3 بج کر 15 منٹ ہو جاتے ہیں تو اردو میں اسے سوا 1، سوا 3 یا سوا 6 بھی کہا جاتا ہے۔

گنتی میں بھی، پیمائش میں بھی یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے جیسے سوا پانچ سو کا مطلب ہو گا 525 اور سوا میٹر کا مطلب ہو گا ایک میٹر اور 25 سینٹی میٹر کیونکہ ایک میٹر کا چوتھا حصہ 25 سینٹی میٹر ہے۔

ڈیڑھ

اس کا مطلب ہے ایک پوری چیز جمع اس کا نصف یہ اصطلاح صرف نمبر ایک کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اگر ایک بج کر 30 منٹ ہوئے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ڈیڑھ بج گیا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس ایک ڈالر پچاس سینٹس ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ میرے پاس ڈیڑھ ڈالر ہے یا ایک روپیہ اور پچاس پیسے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ ڈیڑھ روپیہ ہے۔

ڈھائی

اس کا مطلب ہے دو پوری چیزیں جمع ایک کا نصف۔ جیسے اگر وقت کی بات کریں تو 2 بج کر 30 منٹ کے لیے اردو میں کہا جاتا ہے کہ ڈھائی بج گئے۔ پیسوں کے معاملے میں یا پیمائش کی اکائیوں کے لیے بھی ڈھائی استعمال ہوتا ہے جیسے ڈھائی روپے کا مطلب ہے 2 روپے اور 50 پیسے۔ ڈھائی سو ڈالر کا مطلب ہو گا 250 ڈھائی انچ کا مطلب ہو گا 2 انچ اور مزید آدھا انچ وغیرہ۔

ساڑھے

3 اور 3 سے زیادہ کے لیے وقت بتاتے وقت یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ جیسے اگر 3 بج کر 30 منٹ ہوئے ہیں تو کہا جائے گا کہ ساڑھے 3 بج گئے ہیں اور یہ طریقہ 3 سے لے کر 12 بجے تک استعمال ہو گا مگر 1 اور 2 کے لیے بالترتیب ڈیڑھ اور ڈھائی کی اصطلاح استعمال ہو گی۔ والدین سے درخواست ہے کہ وہ گھڑی سامنے رکھ کر بچوں کو یہ اصطلاحیں سکھائیں جو اردو بولنے والے بآسانی استعمال کرتے ہیں مگر مغربی ممالک میں پیدا ہونے والے بچے ایسے موقعوں پر حیران پریشان نظر آتے ہیں۔

پونا یا پونے

اس کا مطلب ہے کسی چیز کے تین حصے یعنی ایک حصہ کم ہونا جیسے 3/4۔

اس لفظ کا استعمال وقت بتانے میں ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔

پونا 1 کا مطلب ہے 12 بج کر 45 منٹ۔

پونے 2 یعنی 1 بج کر 45 منٹ۔

یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک چیز کے لیے پونا اور دو کے لیے پونے استعمال ہوتا ہے۔

عام بول چال میں بھی مثالیں موجود ہیں۔

پونا گلاس دودھ کا مطلب ہے 75 فیصد بھرا ہوا۔ پونا لیٹر کا مطلب ہو گا اندازاً 750 ملی لیٹر وغیرہ۔ کرنسی، گنتی اور پیمائش میں بھی اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے جیسے پونے 200 روپے کا مطلب ہو گا 175 روپے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دیندار آدمی دنیاداروں کی طرف رجوع کرنے میں اپنی ذلت اور توہین سمجھتا ہے۔ ایک صحابی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض تھے۔ اس وقت ایک بادشاہ نے اپنا سفیر اس کے پاس بھیجا اور چاہا کہ وہ اس کے پاس چلے آویں۔ صحابی نے اس خط کو لے کر تنور میں پھینک دیا اور رونا شروع کر دیا کہ ایک طرف تو میری یہ حالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہیں اور دوسری طرف میں یہاں تک گر گیا کہ ایک کافر میرے ایمان میں طمع کرنے لگا۔ مجھ سے ضرور کوئی سخت معصیت ہوئی ہے۔ جس قدر زیادہ دینداری اور خدا پرستی ہوگی۔ اسی قدر اہلِ دنیا سے نفرت پیدا ہوگی۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 22-23)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

دیندار: دین کو ہر چیز پر اہمیت دینے والا

دنیاداروں: دنیا اور اس کے کاموں کو ہی سب کچھ سمجھنے والا

رجوع کرنا: دلچسپی لینا، سہارا یا مدد لینا

ذلت اور توہین: بے عزتی

تنور یا تندور: روٹی پکانے کا مٹی سے بنا ایک اوون

طمع کرنا: لالچ کرنا

معصیت: گناہ

دینداری: دین سے محبت

اور خدا پرستی: خدا تعالیٰ سے محبت

اہلِ دنیا: دنیا کے لوگ؛ جو صرف دنیا سے محبت کرتے ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 اگست 2021ء)

(قسط 15)

اِصطلاحوں کی وضاحت

گزشتہ ابواب میں ہم نے فعل حال مطلق اور فعل حال جاری کے متعلق پڑھا تھا۔ بعض قارئین کو شاید ان اصطلاحوں کو سمجھنے میں مشکل ہو اس لیے آسانی کے لیے چند الفاظ انگریزی میں بیان کرتے ہیں۔

فعل حال مطلق Simple Present tense

فعل حال جاری Present Continuous or Progressive Tense

مجہول Passive voice

اب ہم ان دونوں زمانوں میں فقرات کی ان اقسام پر بات کریں گے جن میں وہ شخص، چیز یا حالت جس کی بات کی جا رہی ہو وہ فاعل نہیں ہوتا بلکہ مفعول ہوتا ہے۔ آسان ترین مثالوں سے اس کی وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ '**زید خط لکھتا ہے۔**' یہ فقرہ زمانہ فعل حال مطلق کا ہے کیونکہ جیسے پہلے اسباق میں تفصیل بیان کر دی گئی ہے یہاں فاعل یعنی زید کی ایک عادت یا مستقل رویے کی بات ہو رہی ہے۔ اس فقرے میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ زید کام کر رہا ہے یعنی وہ Active حالت میں ہے۔ یعنی خط لکھنا یا نہ لکھنا اس کی مرضی پہ منحصر ہے کوئی اسے مجبور کر کے خط نہیں لکھوا رہا۔ '**زید سے خط لکھوایا جاتا ہے۔**' اب دیکھیے کہ زمانہ وہی ہے یعنی فعل حال مطلق یعنی کسی عادت یا مستقل رویے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یعنی خط لکھوانے کا کام ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہاں **پہلا فرق** یہ ہے کہ زید خط لکھنے پہ مجبور نظر آتا ہے یہ مجبوری مرضی سے بھی ہو سکتی ہے جیسے ملازمت کرنا اور خلافِ مرضی بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی زید تو لکھنا نہیں چاہتا مگر اس سے بزور لکھوایا جاتا ہے تو اس صورت میں زید فاعل نہیں ہے اور وہ passive حالت میں ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اس تبدیلی کا فقرے کی ساخت پر کیا اثر پڑتا ہے۔

زید خط لکھتا ہے اور زید سے خط لکھوایا جاتا ہے میں جو بنیادی فرق ہے وہ فعل کی ساخت میں آیا ہے۔ اصل ورب یا فعل ہے لکھنا۔ پہلی صورت میں ہے 'لکھتا' جو کہ Active voice ہے جبکہ دوسری صورت میں ہے 'لکھوایا' جو کہ Passive Voice ہے مزید مثالیں دیکھتے ہیں: جاگنا سے جگایا، بلانا سے بلوایا، مارنا سے مروایا، اٹھانا سے اٹھوایا، کہنا سے کہلوایا، چھوڑنا سے چھڑوایا۔

آپ نے دیکھا کہ مفعولی حالت بناتے وقت زیادہ تر کسی فعل یا Verb کی صرف ماضی والی حالت ہی استعمال کی جاتی ہے اور مخصوص شکل 'وایا' استعمال نہیں ہوتی جیسے 'جاگنا سے جگوایا نہیں بنا بلکہ جگایا بنایا گیا' شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ 'وایا' کا اضافہ ہر فعل کے ساتھ پڑھنے یا بولنے میں مناسب نہیں لگتا۔ جیسے 'جاگنا سے جگوایا عجیب لگتا ہے اور جگایا مناسب ہے' مثلاً اگر کہیں کہ انسان کی سوئی ہوئی فطرت کو جگایا تو یہ جگوایا سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

دوسرا فرق

دوسرا اہم فرق یہ ہے فعلی حالت کے برعکس 'مفعولی حالت' میں فقرے کے اندر حروفِ ربط Prepositions (سے، کو، میں) وغیرہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ حروفِ ربط وہ حروف ہیں جو انسان، اشیاء، جگہ اور وقت کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو اس طرح واضح کرتے ہیں کہ بآسانی پتا چل جاتا ہے کہ کون سی چیز کہاں ہے اور اس کا ارد گرد کی اشیاء سے کیا تعلق ہے۔ حروفِ ربط کو اگلے سبق میں وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

تیسرا فرق

تیسرا فرق الفاظ کی ترتیب اور اضافے کا ہے۔ مفعولی حالت میں فعل یعنی Verb سے پہلے حروفِ ربط کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ نیز فعل کی ساخت میں تبدیلی کی جاتی ہے۔

In English language Past participle is used in passive voice tenses.

جبکہ اردو میں کیا ہوتا ہے اس کے لیے ایک مثال پر غور کرتے ہیں۔ فعل لکھنا سے ماضی ہے لکھا اور مفعولی حالت ہے لکھایا یا لکھوایا تو فعل کی ماضی حالت میں 'یا' اور بعض صورتوں میں 'وایا' کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

زید خط لکھتا ہے اور زید سے خط لکھوایا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کبھی کوئی جھوٹ اس قدر چل نہیں سکتا۔ آخر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بدی کرنے والے جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں۔ پھر کیا کوئی ایسا مفتری ہو سکتا ہے جو برابر پچیس برس سے خدا پر افترا کر رہا ہو اور نہ تھکا ہو اور خدا کو بھی اس کے لیے غیرت نہ آوے۔ بلکہ اس کی تائید میں نشانات ظاہر کرتا رہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے۔ دیکھو یہ جو پیشگوئی ہے کہ میری عمر 80 برس کے قریب ہو گی کیا کوئی مفتری اس قسم کی پیشگوئی کر سکتا ہے اور خصوصاً اس پر تیس برس بھی گزر گئے ہوں اور ایسا ہی اس وقت جب کوئی نہ جانتا تھا اور نہ کوئی یہاں آتا تھا یہ کہا یاتون من کل فج عمیقٍ اور یاتیک من کل فج عمیقٍ کیا یہ مفتری کر سکتا ہے کہ ایسا کہے اور پھر خدا بھی ایسے مفتری کی پروانہ کرے بلکہ اس کی پیشگوئی پوری کرنے کو دور دراز سے لوگ بھی آتے رہیں اور ہر قسم کے تحائف اور نقد بھی آنے لگیں۔ اگر یہ بات ہو کہ مفتری کے ساتھ بھی ایسے معاملات ہوتے ہیں تو پھر نبوت سے ہی امان اٹھ جاوے۔ یہی نشانات ہیں جو ہماری جماعت کی محبت اور اخلاص مین ترقی کا باعث ہو رہے ہیں۔ مفتری اور صادق کو تو اس کے منہ ہی سے دیکھ کر پہچان سکتے ہیں۔ فرمایا: سچائی کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ صادق کی محبت سعید الفطرت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ احمق کو یہ راہ نہیں ملتی کہ نور کا حصہ لے۔ ہر بات مین بد گمانی ہی سے کام لیتا ہے۔ فرمایا:۔ ہم کو تکلف اور تصنع کی حاجت نہیں۔ خواہ کوئی ہماری وضع سے راضی ہو یا ناخوش۔ ہمارا اپنا کوئی کام نہیں ہے۔ خدا کا اپنا کام ہے اور وہ خود کر رہا ہے۔ فرمایا:۔ جب انسان خدا کو چھوڑتا ہے تو پھر وہ مکائد پر بھروسہ کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 18-19 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی۔

فریبی: دھوکہ دینے والا

تھک کر رہ جانا: کسی ایسے کام سے بیزار آجانا جو انسان سمجھتا ہو کہ غلط ہے

مفتری: جھوٹا

برابر پچیس برس سے: پورے پچیس سال سے

افترا کرنا: جھوٹ بولنا، جھوٹی بات منسوب کرنا

غیرت نہ آنا: کوئی رد عمل نہ دکھانا

تائید: حمائیت سپورٹ

صادقوں: صادق کی جمع معنی سچے

پیشگوئی: پہلے سے کہی بات۔ پیش پہلے اور گوئی کہنا

پروانہ کرنا: نگرانی نہ کرنا، کیال نہ رکھنا

دور دراز: بہت دور سے

تحائف: تحفہ کی جمع

سعید الفطرت: اچھی پاک فطرت اور سوچ والا انسان دیانت دار، سچا

بدگمانی: برا خیال

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 ستمبر 2021ء)

(قسط16)

حرفِ ربط

گزشتہ باب میں ہم نے فقرات کی مفعولی حالت میں حروفِ ربط کا استعمال دیکھا۔ اس باب میں ہم حروفِ ربط پر تفصیلی بحث کریں گے اور کوشش کریں گے کہ آسان ترین انداز اور الفاظ میں ان حروف کی وضاحت کر سکیں۔

حرفِ ربط Prepositions

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ حروف ربط کی چند مثالیں پیش ہیں۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، ساتھ، کی طرف، کے ساتھ

کو

English preposition "to" in its general sense works as "کو" in Urdu.

مثالیں:

نام یا اسم کے بعد: احمد کو دے دو۔

صفت Adjective کے بعد: خدا تعالیٰ نیک انسان کو ضائع نہیں کرتا۔

علم ریاضی Maths میں: چھ کو چار سے ضرب دو (4x6) اسی طرح دس کو پانچ پر تقسیم کرو 10/5 اسی طرح آٹھ سو کو تین سو میں جمع کرو 800+300 ۔

ضمیر کے بعد: اُس کو بلاؤ۔ اسی طرح اِس کو دیکھو۔ اس طرح اُن کو یا اِن کو دعوتِ اسلام دو۔

سے

اردو زبان میں 'سے' کئی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے

فاصلہ یا دوری بتانے کے لیے: 'ربوہ احمد نگر سے 3 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے'۔

کسی خاص شے یا واقعے کے آغاز کو بتانے کے لیے: 'جب سے عالمی وباء کا آغاز ہوا۔ اس طرح داستان شروع سے آخر تک دلچسپ تھی۔

موازنہ کرنے کے لیے: شہد میں شکر سے زیادہ مٹھاس ہوتی ہے اسی طرح سیاہ گھوڑا سفید گھوڑے سے آگے نکل گیا۔

ضمائر کے بعد: اُس سے کہو، اِس سے پوچھو، اُن سے رابطہ کرو، ہم سے صلح کرو، مجھ سے پوچھو، تم سے کس نے کہا وغیرہ۔ انگریزی زبان میں اس انداز میں بات کرتے ہوئے حرفِ ربط استعمال نہیں ہوتے جیسے

Tell him/her اُس سے کہو.

Ask him/her اِس سے پوچھو وغیرہ

میں

یہ حرفِ ربط کئی طرح استعمال ہوتا ہے

جگہ یا مکانیت کے لحاظ سے۔ یعنی یہ بتاتا ہے کہ ایک چیز دوسری چیز یا جگہ کے اندر ہے۔

چینی اس ڈبے **میں** ہے۔ سکول **میں** پانی کا انتظام نہیں ہے۔ گھر **میں** کوئی نہیں ہے۔ میری جیب **میں** کچھ ہے۔ وغیرہ

وقت کے لحاظ سے

آٹھ بجنے **میں** پانچ منٹ باقی ہیں۔ جلسہ سال **میں** ایک بار ہوتا ہے۔ یہ دوا ہفتے **میں** چار بار لینی ہے۔

حالت یا کیفیت، طور یا طریقے کے لحاظ سے

وہ بہت جلد غصے **میں** آجاتا ہے۔ انسان خوشی **میں** سب کچھ بھول جاتا ہے۔ ہوش **میں** آؤ اور تعلیم پر توجہ دو۔ اس کی زبان **میں** بہت تاثیر ہے وغیرہ۔

موازنہ کرنے کے لیے

مجھ میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ لاکھوں میں ایک ہے۔

سے اور کے میں فرق

'سے' اور 'کے' سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جب کہیں کمرے کے باہر تو مراد ہے کمرے کے ارد گرد اور جب کہیں کے کمرے سے باہر تو مراد ہے کہ کمرے کی حدود و قیود boundaries سے لیکر باہر تک۔ کمرے کے باہر گملے رکھے ہیں۔ کمرے سے باہر نکل جاؤ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ خدا کہ معیت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ خدا ہی کی معیت ہو تو تبدیلی ہوتی ہے اور پھر اس کی خواہشیں اور اور جگہ لگ جاتی ہیں اور خدا کی نافرمانی اسے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے موت۔ بالکل ایک معصوم بچہ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے کوشش کرے کہ دقیق در دقیق پرہیز گار ہو جاوے۔ جب نماز میں کوئی خطرہ پیش آوے۔ اس وقت سلسلہ دعا کا شروع کر دے یہ مشکلات اس وقت تک ہیں کہ جب تک نمونہ قدرتِ الٰہی کا نہیں دیکھتا۔ کبھی دہریہ ہو جاتا ہے کبھی کچھ۔ بار بار ٹھوکریں کھاتا ہے۔ جب تک خدا کی معرفت نہ ہو گناہ نہیں چھوٹ سکتا۔ دیکھو جو لوگ جاہل ہیں۔ ڈاکہ مارتے ہیں۔ چوریاں کرتے ہیں۔ لیکن جن کو علم ہے کہ اس سے ذلت ہو گی۔ خواری ہو گی وہ ایسے کام کرتے شرماتے ہیں کیونکہ ان کی عظمت میں فرق آتا ہے۔ اس لیے ڈاکہ والوں کا یہ بھی علاج ہے کہ ان کی تعظیم کی جاوے اور ان کو بڑا آدمی بنا دیا جاوے۔ تاکہ پھر ان کو ڈاکہ مارتے شرم آوے۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 4 صفحہ 35-36)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

خدا کی معیت: خدا تعالیٰ سے تعلق اس کا ساتھ

خواہشیں اور اور جگہ لگ جانا: دلچسپیاں بدل جانا۔ بد عادات کی جگہ نیک عادات پیدا ہونا

دقیق در دقیق: ایسی چیز یا بہت مشکل سے سمجھ آئے، جسے سمجھنے کے لیے محنت کرنی پڑے، جیسے لیبارٹری میں مائکروسکوپ کے ذریعے ظاہری آنکھ سے نظر نہ آنے والے جراثیموں کو دیکھا جاتا ہے۔

نماز میں خطرہ پیش آنا: نماز میں سستی پیدا ہونا، دلچسپی کم ہونا

نمونہ قدرتِ الٰہی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشان، جیسے قبولیتِ دعا وغیرہ

دہریہ: وہ شخص جو کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نہیں ہے

ٹھوکریں کھانا: ارادے توڑنا، سست ہو جانا

معرفت: علم، تجربہ

جاہل: جو تعلیم یافتہ نہ ہو، تجربہ کار نہ ہو۔

ڈاکہ مارنا: چوری کرنا، لوٹنا

ذلت خواری: بے عزتی

عظمت: عزت

تعظیم کرنا: عزت سے پیش آنا۔ آپؑ نے مجرموں کی تعظیم کے ذریعے اصلاح کی تجویز دی جو آج کی جدید دنیا میں اپنالی گئی ہے اور قید خانوں کو اصلاح خانے Correctional Institutes بنانے پر زور دیا جارہا ہے جس کے پیچھے یہی فلسفہ کام کررہا ہے کہ دوران قید مجرموں کو عزت نفس سکھائی جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 ستمبر 2021ء)

(قسط 17)

حرفِ ربط Preposition- جزو2

گزشتہ باب میں ہم نے کو، سے، میں اور کے وغیرہ کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، ساتھ، کی طرف، کے ساتھ

کے (of)

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے ہم چند مثالوں کی مدد لیں گے۔ بچوں کے نام، اس کے بعد، اُس کے بعد، کس کے بعد، اِس کے اندر، اِس کے اطراف۔ ان مثالوں سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اردو میں (کے) کس طرح استعمال ہوتا ہے۔ یہ مختلف سیاق وسباق میں مختلف معنی دیتا ہے۔ کہیں یہ اشارہ کرنے میں مدد کرتا ہے، کہیں کسی شے کا جغرافیائی، مکانی اور زمانی لحاظ سے تعین کرتا ہے کہ وہ کہاں پر ہے۔

یادرہے: 'کہ' اور کے میں بہت فرق ہے۔ 'کہ' دو جملوں میں تعلق اس طرح بیان کرتا ہے کہ جملے کے پہلے حصے کا مفہوم یا مطلب بیان کر دیتا ہے۔ جیسے 'بات دراصل یہ ہے، کہ دنیا میں امن کی بہت ضرورت ہے' انگریزی زبان میں 'کہ' کو That کہتے ہیں۔

تک (Till/ until/ up to)

یہ حرفِ ربط جیسا کے انگریزی الفاظ سے بھی ظاہر ہے کسی چیز کا وقت اور اس کی شدت وغیرہ کے لحاظ سے تعین کرتا ہے۔ صبح کے 9 بج گئے ہیں دکان اب تک کھل گئی ہو گی۔ اس جملے میں (تک) وقت کے لحاظ سے کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا امکان ظاہر کر رہا ہے۔

چاولوں کو 10 منٹ تک ابالیں۔ اس مثال میں نہ صرف وقت کا تعین ہے بلکہ کسی شے کا حرارت کی شدت سے بھی تعلق بیان کیا گیا ہے۔

اردو کے مشہور شاعر اسداللہ خان غالب کا مصرعہ ہے

؎ مجھ تک کب ان کی بزم میں آتا تھا دورِ جام

یہاں تک سے مراد ہے رسائی ہونا، چیز ملنا جیسے وہ ایک اور جگہ کہتے ہیں: ؎ خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک۔ تو یہاں تک سے مراد رابطہ ہونا، سنوائی ہونا، التجا قبول ہونا وغیرہ مراد ہیں۔

قدیم اردو میں تک کو تلک بھی کہا جاتا تھا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار
کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ

(درثمین صفحہ 4، اشاعت 2002)

مزید مثالیں: کب تک How long۔ اب تک So far۔ جب تک untill۔ تم تک Upto you۔ مجھ تک upto me۔

پر (Over/On)

اردو زبان میں لفظ 'پَر' کم از کم تین مطالب دیتا ہے

پَر Wing: مرغی کا پر، جہاز کا پر، پنکھے کا پر، مور کا پر وغیرہ۔ **پر یعنی لیکن but:** نقصان سے دکھ تو ہوتا ہے **پر** انسان کو صبر سے کام لینا چاہیے۔ اور تیسرا کردار اس کا حرفِ ربط کا ہے جیسے:

کتاب میز پر رکھ دو۔

کامیابی کا انحصار محنت پر ہے

خدا کے پیاروں پر خدا کے فرشتے اترتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

طاعون کے متعلق ذکر ہوا فرمایا کہ:۔

ہمارا علاج کوئی کان دھر کر سنتا نہیں ہے مگر بہر حال آخری علاج یہی ہے۔ لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ ان کی نظر صرف اسباب پر رہتی ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ آسمان سے سب کچھ ہوتا ہے۔ جب تک وہاں نہ ہولے زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ دہریت کا آج کل طبائع میں بہت زور ہے۔ اخباروں میں ہمارے بتلائے ہوئے علاج پر ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ طاعون کو خدا سے کیا تعلق۔ ایک بیماری ہے جس کا علاج ڈاکٹروں سے کرانا چاہیے۔ ایک صاحب نے بعض لوگوں کا یہ اعتراض پیش کیا کہ طاعون سے اکثر غریب ہی مرتے ہیں مخالف اور امیر نہیں مرتے فرمایا کہ:۔

میرے الہاموں سے پایا جاتا ہے کہ ہم دور سے شروع ہوں گے۔ مکہ میں جب قحط پڑا تو اس میں بھی اوّل غریب لوگ ہی مرے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ ابو جہل جو اس قدر مخالف ہے۔ وہ کیوں نہیں مرا؟ حالانکہ اس نے تو جنگِ بدر میں مرنا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلا ہوا کرتا ہے اور یہ اس کی عادت ہے اور پھر اس کے علاوہ یہ اس کی مخلوق ہے۔ اس کو ہر ایک نیک و بد کا علم ہے۔ سزا ہمیشہ مجرم کے لئے ہوا کرتی ہے۔ غیر مجرم کے واسطے نہیں ہوتی بعض نیک بھی اس سے مرتے ہیں مگر وہ شہید ہوتے ہیں۔ اور ان کو بشارت ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ سب کی نوبت آجاتی ہے۔ اب رسل بابا جو مرا۔ کیا وہ امیروں میں سے نہ تھا۔ ہمارا بھی مخالف تھا۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 27 جلد 4 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

کان دھرنا: ایک محارہ ہے یعنی دھیان دینا توجہ کرنا اور غور سے کوئی بات سننا۔

دہریت: خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنا۔

طبائع: طرز فکر، ذہن، طبیعت کی جمع۔

ٹھٹھا: مذاق اڑانا۔

قحط: بارش کی کمی یا جنگ وغیرہ کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء کی سخت کمی ہو جانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 ستمبر 2021ء)

(قسط18)

حرفِ ربط Preposition-جزو3

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق اور ربط کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم انشاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ **گزشتہ باب میں ہم نے کو، سے، میں، کے، تک اور پر** وغیرہ کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، ساتھ، کی طرف، کے ساتھ

آگے Ahead, in front of, before, next, further, moreover

حرفِ ربط 'آگے' اردو میں کئی طریقوں سے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ انگریزی الفاظ سے واضح ہے۔ سب سے پہلا استعمال جگہ کے لحاظ سے کیا جاتا ہے تاکہ بتایا جاسکے کہ کوئی چیز دوسری چیزوں کے لحاظ سے کہاں پر ہے۔ جیسے

اس گھر سے **آگے** میرا گھر ہے۔

میرے گھر کے آگے کھیل کا میدان ہے۔

بچے اپنے گھر کے آگے کھیل رہے ہیں۔

دوسرا استعمال درجہ بندی کے بیان کے لحاظ سے ہوتا ہے جیسے

خدا کے آگے سب انسان برابر ہیں۔

اس کے آگے دولت کی کوئی اہمیت نہیں۔

ایک بہادر کے آگے جنگ ایک کھیل ہے۔

ایک استعمال اس کا مندرجہ ذیل مثال سے واضح ہوتا ہے۔

داستان میں اس سے آگے کیا ہوتا ہے؟ اس سے آگے کہانی ایک دلچسپ موڑ لیتی ہے۔ وغیرہ

مزید مثالیں:۔

تم آگے آگے چلو۔

یعنی رہنمائی کرنا، حفاظت کرنا۔

سب آگے پیچھے چلو۔

یعنی قطار بنا کر چلو۔

اس کے نہ کوئی آگے ہے نہ پیچھے۔

یعنی اس کی کوئی فیملی نہیں ہے۔ نہ والدین ہیں نہ بچے۔ پیچھے سے مراد والدین اور آگے سے مراد اولاد

انسان کے اعمال اس کے آگے آتے ہیں۔

یعنی یہاں 'آگے' سے مراد نتائج کا ظاہر ہونا۔

ہرن گاڑی کے آگے آگیا۔

یہاں آگے سے مراد ہے اچانک سامنے آجانا، ٹکرا جانا وغیرہ۔

انسان کو آگے کی طرف دیکھنا چاہیے۔

یعنی ترقی کرنی چاہیے، مستقبل کو سامنے رکھنا چاہیے۔

طرف Support, advocacy, self, Toward

یہ حرفِ ربط جغرافیائی اعتبار سے کسی چیز کی سمت متعین کرنے یا پوچھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً

یہ سڑک کس طرف جاتی ہے۔

یعنی اس سڑک کا دوسرے راستوں سے یا علاقوں سے کیا تعلق ہے اور اس کی ڈائرکشن کیا ہے۔

اس طرف دیکھو۔

یعنی اُس سمت میں دیکھو یا اُس جانب دیکھو۔

آپ ہماری طرف کب آئیں گے۔

اس کا مطلب ہے کہ آپ ہمارے گھر، شہر، دفتر کب آئیں گے یا آپ ہمارے ہم خیال کب ہوں گے۔ آپ کب ہم سے اتفاق کریں گے وغیرہ۔

وہ کس کی طرف ہے۔

یہاں 'طرف' کا مطلب ہے حمایت یا ہم خیال ہونا یعنی کئی شخص کس کی سائیڈ پہ ہے، کس ٹیم میں ہے، کس سیاسی جماعت میں ہے وغیرہ۔

پہلے اپنے گھر کی طرف دیکھو پھر دوسروں پہ تنقید کرنا۔

یہاں 'طرف' کا مطلب ہے اپنی ذات کو اور اس سے متعلق معاملات کا جائزہ لینا۔ خود کو پرکھنا۔

گھر کی اطراف میں پودے لگائیں۔

یہاں 'طرف' کی جمع 'اطراف' استعمال ہوئی ہے جس کا مطلب ہے ارد گرد۔

وقت اور تاریخ کے لحاظ سے بھی 'طرف' کا استعمال ہوتا ہے جیسے

یہ واقعہ بعض تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

یعنی اس واقعہ کا بعض تاریخی واقعات سے تعلق ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں
تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
بے احتیاط اُن کی زباں وار کرتی ہے
اِک دم میں اُس علیم کو بیزار کرتی ہے

اِک بات کہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں
پھر شوخیوں کا بیج ہر ایک وقت بوتے ہیں
کچھ ایسے سوگئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن
اُٹھتے نہیں ہیں ہم نے تو سو سو کئے جتن
سب عُضو سُست ہوگئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوکِ زباں میں ہی آگئی
یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں
تم دیکھ کر بھی بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے
شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمھیں ہے وہ بدنما
شاید تمھاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائشِ ربِّ غفور ہو
پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک
بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم نصرت الحق روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18-19)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

بدگمانی: بے بنیاد باتوں، خیالوں یا وساوس کی وجہ سے غلط سوچ بنالینا جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو۔

بنا ثبوت و مشاہدہ کسی کے بارے میں برا خیال کرنا۔

شیوہ: عادت بنالینا

وار کرنا: حملہ کرنا

علیم: کامل علم رکھنے والا۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت

بیزار کرنا: ناخوش کرنا۔ ناراض کرنا

اِک دم: اچانک، فوراً at once/ immediately

شوخیاں: مبالغہ کرنا، بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا

بیج بونا: زمین میں بیج ڈالنا۔ محاورتاً اس کا مطلب ہے بات کو آگے سے آگے بڑھاتے چلے جانا۔

جتن: کوشش

جسم کے حصے، اعضا عضو: Body Parts

سست: کام نہ کرنے کی عادت، محنت کی تحریک نہ ہونا Lazy / slow

نوکِ زباں: زبان کی دھار، تیز و تلخ گفتگو harsh language

عقابِ خدائے جہان: دنیا کے خدا کی سزا

غلطی کرنا خطا: Err

برا، گناہگار بد: Evil

دیکھنے میں بدصورت بھیانک لگنے والا بد نما: Seems evil

سمجھ : فہم Understanding

خشمِ خدائے پاک: خدا تعالیٰ جو ہر عیب سے پاک ہے اس کی ناراضی یا غضب

بھید: راز

: چھپی ہوئی بات کا ظاہر ہو جانا آشکار Disclosed

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 ستمبر 2021ء)

(قسط19)

حرفِ ربط Preposition- جزو4

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ باب میں ہم نے **آگے اور طرف** کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ تاہم اس باب میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئ فہرست پیش کی جارہی ہے اور کوشش ہو گی کے ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جاسکے۔

فہرست حروفِ ربط

بِنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سِرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نذدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں 'نزدیک' اور بنا یا بغیر۔

نزدیک۔ قریب۔ پاس۔ /Close/ near/ opinion/ affiliation/ association -proximity

نزدیک

ایک حرفِ ربط کی حیثیت سے 'نزدیک' بھی وقت اور جگہ کے لحاظ سے اشیاء کے درمیان پائے جانے والے تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے فاصلہ کتنا کم ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

میرا گھر مسجد کے نزدیک ہے۔

یعنی میرے گھر سے مسجد کا فاصلہ بہت کم ہے۔

ہمارے گاؤں کے نزدیک کوئی بڑا ہسپتال نہیں ہے۔

یہاں مراد کافی زیادہ فاصلہ ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ گاؤں کے بلکل قریب کوئی ہسپتال نہیں بلکہ مراد ہے کہ تیس چالیس کلومیٹر تک کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ مگر اس کے لیے بھی نزدیک ہی کا حرفِ ربط استعمال ہو گا۔

نزدیک یعنی رائے

ہمارے استاد کے نزدیک اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔

یہاں 'استاد کے نزدیک' کا مطلب ہے استاد کی رائے میں۔ یعنی استاد کے خیال میں اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔

مالی قربانی سے انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک آجاتا ہے۔

یہاں 'نزدیک' سے مراد ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا، محبت پانا وغیرہ۔

زید بہت بیمار ہے۔ لگتا ہے اُس کا وقت نزدیک ہے۔

یہاں 'نزدیک' وقت کے لحاظ سے کسی واقعہ کا قریب ہونا ظاہر کر رہا ہے۔ یعنی بیمار کی وفات قریب ہے۔

بکر کی شادی بہت نزدیک ہے۔

اس مثال میں بھی وقت کے لحاظ سے قریب ہونا مراد ہے۔

نزدیک تر Closer/ nearer

جب 'نزدیک' کے ساتھ 'تر' استعمال ہوتا ہے تو کسی کام کے جاری یا پروگیسو ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔
مثالیں دیکھیے
سیلاب کا پانی شہر سے نزدیک تر ہوتا جارہا ہے۔
یعنی سیلاب کا پانی مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور نزدیک ہوتا جارہا ہے۔

نزدیک ترین Nearest/ closest

ایک اور استعمال 'نزدیک ترین' کا قریب ترین چیز کے لیے بھی ہوتا ہے۔ مثال دیکھیئے۔
آپ کے گھر کے نزدیک ترین مسجد کہاں ہے؟
ہم اپنے گھر کے نزدیک ترین ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔
جدید اُردو بول چال میں 'نزدیک تر اور نزدیک ترین' کی بجائے 'سب سے نزدیک' استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح 'قریب' یا 'قریب ترین' بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انتہائی بے تکلفانہ بول چال میں 'پاس' استعمال ہوتا ہے۔ جیسے
میرے گھر کے پاس ہی ایک پارک ہے۔
ہمارے سکول کے قریب سے ریلوے لائن گزرتی ہے۔ بہر حال ان تینوں حروف کے بعض دیگر استعمالات بھی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔
جیسے یہ تو کہ سکتے ہیں کہ **میرے نزدیک** (یعنی میری رائے میں) فلاں بات ایسے ہے۔ مگر یہ نہیں کہ سکتے کے **میرے قریب یا پاس** فلاں بات ایسے ہے۔
اسی طرح خدا تعالیٰ کے تعلق میں 'نزدیک اور قریب' تو استعمال ہوتے ہیں مگر 'پاس' البتہ عام بول چال میں خدا تعالیٰ کے 'پاس' جانے کا مطلب وفات پا جانا ہے۔

پاس Have

یہ حرف کسی چیز کی ملکیت کو ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھیے۔
میرے پاس ایک کار ہے۔

یعنی میں ایک کار رکھتا ہوں۔

اس کے پاس بہت علم ہے۔

یعنی وہ بہت تعلیم یافتہ انسان ہے۔

پاس Cross

ایک اور استعمال اس حرف کا قریب سے گزرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جیسے۔

ایک کار میرے پاس سے گزری۔

پاس کرنا یا لحاظ کرنا Consideration/ regard/respect

ایک استعمال اس کا یہ بھی ہے کہ کسی کو کہنا یا کسی سے چاہنا کہ وہ آپ کا یا کسی معزز انسان کا لحاظ کرے۔ یا وہ خود اپنے عہد کا خیال کرے اور اس کے لیے 'پاس کرنا' استعمال کیا جاتا ہے۔ مثالیں

انسان کو اپنے وعدوں کا پاس کرنا چاہیے۔

یعنی یہ انسان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلاف کے باوجود اپنے وعدے پورے کرے۔

آپ میری ہی بات کا کچھ پاس رکھ لیتے۔

یعنی کچھ عزت دے دیتے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

علومِ ظاہری اور علومِ قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو۔ طبعی۔ فلسفہ۔ ہیئت و طبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اور امرِ الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدّ نظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسا اوقات عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم

ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تع اُن کا ذکر بھی نہیں کر سکتے مگر علومِ آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔

فرمایا:۔

میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بدقسمتی سے یہ سوچی کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 282-283 ایڈیشن 2003ء)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ظاہری علوم: سکولوں ،کالجوں اور دنیا کے اداروں میں پڑھائے جانے والے تمام علوم۔ جیسے فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، بزنس وغیرہ۔ لفظ علوم علم کی جمع ہے اور علم سے مراد تمام سائینسز ہیں۔

علومِ قرآنی: قرآنِ مجید کا علم

عظیم الشان: بہت بڑا، بہت نمایاں

دنیوی: دنیا کا

رسمی: Traditional

تقویٰ: خدا تعالیٰ کا خوف، خدا تعالی سے تعلق، روحانیت

صرف و نحو: زبان کا علم، گرامر کا علم

طبعی: Physical science/ Natural science

فلسفہ: علمِ فلسفہ: Philosophy

ہیئت: علمِ فلکیات (سیاروں، ستاروں، کہکشاؤں وغیرہ کا علم) Astronomy

طبابت: Medical science

صوم و صلوۃ: نماز اور روزہ

امرِ الٰہی: خدا تعالیٰ کے احکامات۔

نواہی: وہ باتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

مدّ نظر: عمل کرنا۔ کوئی کام کرتے ہوئے وہ اصول جس کو سامنے رکھا جائے۔

قول و فعل: باتیں اور عمل

بسا اوقات: اکثر

عموماً: جو بات عام پائی جائے۔

ماہر: Expert

طلبگار: Seeker/ researcher

دہریہ منش: خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والے یا ایسے لوگوں کی نقل کرنے والے۔

فسق و فجور: بدیاں برائیاں اللہ تعالیٰ کے نافرمان۔

باوجودیکہ: Despite it

ارضی علوم: Secular/ worldly sciences

اسرار: سر کی جمع معنی راز، بھید۔

صنعتوں یا صنعتیں: صنعت کی جمع معنی انڈسٹری

مغربی روشنی: western culture۔ فلاح: success/ progress۔ امام بنالینا: role model

تقلید: Conformity

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 ستمبر 2021ء)

(قسط20)

حرفِ ربط Preposition-جزو5

اس باب میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئی فہرست پیش کی جارہی ہے اور کوشش ہو گی کے ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جاسکے۔

حرفِ ربطPreposition

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔گزشتہ سبق میں ہم نے **آگے اور طرف** کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔تاہم

فہرست حروفِ ربط

بِنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سِرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نذدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک یا پاس
آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں
بنا یا بغیر without، لیئے، پار، پیچھے۔

بغیر

ایک حرفِ ربط کی حیثیت سے بغیر' بھی وقت، جگہ اور کیفیت کے لحاظ سے واضح کرتا ہے کہ اشیاء کے درمیان کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

بغیر یعنی کسی چیز کا نہ ہونا

مسجد نمازیوں کے بنا یا بغیر ویران ہوتی ہے۔ یعنی اگر نمازی نہ آئیں تو مسجد ویران ہو جاتی ہے۔

ہمارے گاؤں کا ہسپتال ایک اچھے ڈاکٹر کے بغیر بے کار ہے۔ یعنی 'بغیر' کا مطلب یہ ہوا کہ ہسپتال میں ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔

بغیر والدین کے بچوں کی پرورش کون کر سکتا ہے؟ اس فقرے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ اوّل: وہ بچے جن کے والدین نہ ہوں اُن کی پرورش کون کر سکتا ہے؟ دوئم: والدین کے علاوہ بچوں کی پرورش کون کر سکتا ہے؟

آپ کے بغیر تقریب میں رونق نہیں تھی۔

بغیر یعنی چھوڑنا

کیا وہ میرے بغیر سیر کو جائیں گے؟ کیا میرے بغیر آپ کا یہ کام ہو جائے گا؟ وغیرہ

بغیر یعنی وجہ

بنا کسی بات کہ وہ تو روٹھ گئے ہیں۔ وہ تو بغیر وجہ کے روٹھ گئے۔ وہ تو بلا وجہ روٹھ گئے۔ یعنی اُن کے روٹھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

ہم اُن کے گھر بنا بتائے پہنچ گئے۔ ہم اُن کے گھر بتائے بغیر پہنچ گئے۔یعنی ہم نے انھیں اطلاع نہیں کی کہ ہم آ رہے ہیں۔

بِن

بنا کی مختصر شکل 'بن' بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے

بن ماں کے بچے۔یعنی ایسے بچے جن کی ماں نہ ہو۔

اُسی طرح لفظ 'بغیر' کی مختصر شکل 'غیر' بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے غیر احمدی مسلمان، غیر اہم بات، غیر مناسب رویہ، غیر ممکن خیالات۔

ان تمام محاوروں میں 'غیر' اپنے بعد آنے والے الفاظ کی نفی کر رہا ہے۔یعنی غیر اہم بات کا مطلب ہے ایسی بات جو اہم نہیں ہے۔ حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے۔

؎ غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

اے میرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

یعنی ایک فلسفی تو سمجھتا ہے کہ مادی قوانین کے لحاظ سے ایک ناممکن بات ممکن نہیں ہو سکتی مگر دعا ایک ایسی طاقت ہے جو غیر ممکن کو ممکن کر دیتی ہے۔

خاطر یا لیے For/ therefore/sake/ get/ got

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔ عام طور پہ یہ حرف کسی کی ملکیت ظاہر کرتا ہے۔یا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فلاں چیز کسی کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے

میں جلسہ میں شمولیت کی خاطر (حرفِ ربط) برطانیہ آیا ہوں۔

ہم جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے (حرفِ ربط) یہاں آئے ہیں۔

لیے بمعنی قوت وصلاحیت

میرے لیے (حرفِ ربط) یہ کام بہت آسان ہے۔ یعنی میری صلاحیت اور طاقت کے لحاظ سے یہ کام سر انجام دینا آسان ہے۔

لیے یعنی رائے

یہ بات آپ کے لیے جھوٹ ہو گی میرے لیے تو یہی سچ ہے۔ یعنی میری رائے میں یہی سچائی ہے۔

لیے یعنی لے لینا Get

میں نے اس سے پیسے لے لیے (فعل) ہیں۔

ہم نے ان کے مکانوں کے پتے لے لیے (فعل) ہیں۔

یہاں لیے دراصل فعل 'لینا' کی ایک شکل ہے۔

لیے یعنی پانا

تم نے ابا سے کتنے روپے لیے (فعل)۔

یہاں بھی لیے دراصل فعل 'لینا' کی ایک شکل ہے۔

پار/Cross/across/pierce

یہ بھی ایک حرفِ ربط ہے۔ اس کا استعمال اور مطالب جاننے کے لیے ہم چند سادہ مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

ہم دریا کے اُس پار جانا چاہتے ہیں۔ یعنی دریا کے کہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر بذریعہ کشتی یا تیر کر جانا۔

خدا تعالی نے ہی اس مشکل وقت میں ہماری کشتی پار لگائی۔ یعنی یہاں 'پار' کا معنی کامیاب ہونا ہے

اس گلی کے پار ہمارا اسکول ہے۔ یعنی اس گلی کے اختتام پر سکول واقع ہے۔

تیر یا گولی اس کے سینے کے پار ہو گئی۔ یعنی سینے میں داخل ہو کر باہر نکل گئی یا نکل آئی۔

اس پُل کے پار سارا جنگل ہے۔ یعنی پُل کے اوپر سے گزرتے ہی جنگل شروع ہو جاتا ہے۔

Behind/ on the backside of/ rear/ reverse/ support/ Backing

پیچھے

یہ حرفِ ربط اردو میں وسیع معنی رکھتا ہے۔ دیکھتے ہیں مثالوں کے ذریعے اس کے کیا کیا مطالب اور استعمالات سامنے آتے ہیں۔

اس مکان کے پیچھے ایک میدان ہے۔ جہاں ہم کھیلتے ہیں۔ پس جگہ کے لحاظ سے یہ حرفِ ربط بتاتا ہے کہ کون سی چیز کس چیز کے بعد واقع ہے۔

میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ یعنی میری بات مانو، میرا حکم مانو۔

دیکھنا ہو گا کہ اس تحریک کے پیچھے کون ہے۔ یہاں پیچھے کا معنی ہے چھپی ہوئی طاقت یا مدد۔

اپنی گاڑی پیچھے لے جائیں۔ یہاں پیچھے کا مطلب ہے ریورس کرنا۔ ایک جگہ سے پیچھے کی طرف ہٹ جانا۔

میں نے نہیں دیکھا ذرا اس ویڈیو کو پیچھے کرو۔ یعنی ویڈیو کو دوبارہ دیکھنا۔

یہاں لفظ استعمال ہوا ہے 'دوبارہ' اس کی تفصیل اگلے سبق میں پیش کی جائے گی۔

ہمارا بچہ پڑھائی میں پیچھے رہ گیا ہے۔ یہاں پیچھے کا مطلب ہے کمزور یعنی تعلیمی میدان میں اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکا۔

انسان جب پیچھے مُڑ کے دیکھتا ہے تو اداس ہو جاتا ہے۔ یہاں پیچھے کا مطلب ہے 'ماضی' کی طرف دیکھنا اس زمانے کو یاد کرنا جو گزر گیا ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انسان جس قدر نیکیاں کرتا ہے اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک فرائض دوسرے نوافل۔ فرائض یعنی جو انسان پر فرض کیا گیا ہو۔ جیسے قرضہ کا اتارنا۔ یا نیکی کے مقابل نیکی۔ ان فرائض کے علاوہ ہر ایک نیکی کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں یعنی ایسی نیکی جو اس کے حق سے فاضل ہو۔ جیسے احسان کے مقابل احسان کے علاوہ اور احسان کرنا یہ نوافل ہیں۔ یہ بطور مکملات اور متممات فرائض کے ہیں۔ اس حدیث ا میں بیان ہے کہ

اولیاء اللہ کے دینی فرائض کی تکمیل نوافل سے ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً زکوٰۃ کے علاوہ وہ اور صدقات دیتے ہیں اللہ تعالی ایسوں کا ولی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ مین اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

جس قدر: جتنی تعداد میں

فرائض: فرض کی جمع ایسا کام جو کرنا لازم ہو

نوافل: نفل کی جمع۔ اپنی خوشی سے کیے جانے والا کام یا نیکی۔

حق سے فاضل ہو: ایسی چیز جو کسی چیز کی مقررہ حد سے بڑھ کر ہو۔ جیسے کسی سے آپ نے سو روپے لیے تو حق یہ ہے کہ سو روپے واپس کریں جبکہ فاضل یہ ہے کہ انسان کچھ پیسے بڑھا کر بطور شکر گزاری دے دے یا کوئی تحفہ دے دے۔

مکملات: مکمل کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی کام پوری طرح کرنا۔

متممات:۔ اتم کی جمع۔ یہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب بھی مکمل ہونا ہے۔ یعنی فرائض کے علاوہ نیکیاں فرائض میں کمی کو پورا کر دیتی ہیں۔

اولیاء اللہ: اولیا لفظ ولی کی جمع ہے اس کا معنی ہے دوست۔ اس کا مکمل معنیٰ ہوا اللہ تعالی کے دوست۔

صدقات: صدقہ کی جمع۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 اکتوبر 2021ء)

(قسط 21)

حرفِ ربط Preposition-جزو6

گزشتہ چند ابواب سے حروفِ ربط پر بحث جاری ہے۔ آج بھی اسی سلسلے میں بات ہو گی۔ آج ہم کچھ مزید حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، پاس، بنا، بغیر، لیے، پار، پیچھے

اس باب کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ **ہیں موافق، بھروسے، بیچ، پرے**

موافق Acceptable/ favorable/ fit/ suitable/ accommodating

آسان اُردو میں اس کا مترادف مناسب بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ معنوں میں فرق ہوتا ہے جیسے

یہ دوائی مجھے موافق نہیں ہے۔ یعنی میرا جسم یا طبیعت اس دوائی کو قبول نہیں کرتا الرجی ہوتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دوائی مجھے مناسب نہیں ہے۔ مناسب کا تعلق نسبت سے ہے یعنی برابری ہونا۔ جبکہ موافق موافقت سے ہے یعنی کسی چیز کا کسی چیز کے لیے پوری طرح راضی ہونا۔ پوری طرح قبول کرنا۔

مثالوں پہ غور کرتے ہیں اور اس لفظ کو مزید سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعض ممالک کے موسمی اور معاشرتی حالات وباء کے پھیلاؤ میں موافق ہیں۔ یعنی ایسے حالات ہیں کہ وبا کے پھیلاؤ میں مددگار ہیں۔ جیسے آبادی، ناقص صفائی، ناقص نظامِ صحت، اور غربت وغیرہ۔

یہ دوا ملیریا کے مریضوں کے موافق نہیں۔ یعنی ملیریا میں فائدہ مند نہیں ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے موافق عمل کرکے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ یعنی الٰہی احکامات کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

ربوہ میں مجھے اپنے دل کے موافق ماحول مل گیا۔ دل پسند ماحول ملنا۔

انسان کو اپنی طعیت کے موافق ہی روزگار تلاش کرنا چاہیے۔ یعنی ایسا کام تلاش کرنا جو آپ کو آتا ہو اور آپ اس میں دلچسپی رکھتے ہوں۔

انسان کو اس کی نیت کے موافق ہی پھل ملتا ہے۔ یعنی انسان کے کاموں کے نتائج اس کے ارادوں کے مطابق نکلتے ہیں۔ یہاں موافق مطابقت کا معنی دے رہا ہے۔

It means that consequences agree with one's intentions.

خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق دعا کرنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ یعنی دعا کرتے وقت ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا سیاق و سباق سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر ہماری دعا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے تو کیسے قبول ہوگی۔

ملکی نظام کو جدید ضرورتوں کے موافق بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یعنی ایسا نظام بنایا جارہا ہے جو جدید تقاضوں کو پورا کرسکے۔ یعنی موافق کا مطلب ہوا کہ جو ضرورت کو پورا کرے۔

سرکاری عمارتوں کو معذور افراد کے موافق بنایا جانا چاہیے

Public places should be accommodating for the disables.

تعلیمی اداروں میں ایسا نظام ہونا چاہیے جو معذور طلباء کے موافق حال ہو۔

In the universities of western countries, this system is called accommodations for disables.

اس نظام کے تحت معذور اور بیمار طلباء کو بعض سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ان سہولتوں میں امتحانی وقت میں اضافہ، کام جمع کروانے کی تاریخی حد کو بڑھانا، کلاس روم میں مناسبِ حال بیٹھنے کی جگہوں کو مخصوص کرنا، دورانِ لیکچر متعدد وقفے دینا وغیرہ شامل ہیں۔ اس نظام کو تیسری دنیا کے ممالک میں بھی رائج کیا جاسکتا ہے

اور اس طرح ان کا نظامِ تعلیم اسلام کی تعلیمات کے مطابق کمزوروں اور معذوروں کے موافق ہو جائے گا۔

بھروسہ یا بھروسے Trust/ dependence/ reliance

اردو زبان میں کچھ اور الفاظ بھی ہیں جو یہی معنٰی دیتے ہیں جیسے اعتبار، یقین، اعتماد، امید، آسرا، توکل۔ اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

انسان کو خدا تعالیٰ پہ بھروسہ کرتے ہوئے مقصد کے حصول کے لیے پوری کوشش کرنی چاہیے۔ یعنی یہ یقین رکھنا کہ خدا تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

اجنبیوں پہ بھروسہ کرنہ سمجھداری نہیں ہے۔ یہاں مراد ہے اعتماد کرنا۔

آج کے دور میں انسان کس پہ بھروسہ کرے۔ یعنی بے یقینی کی صورت حال ہے۔

کسی انسان کا بھروسہ نہیں توڑنا چاہیے۔ یہاں بھروسے سے مراد ہے اُمید۔

بیچ Between/ within/ among/ in between

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالیں دیکھتے ہیں۔

ہمارے بیچ میں کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ یعنی ہم دونوں فریقوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

میچ کو دوران ایک کبوتر میدان کے بیچ میں آ گیا۔ یعنی میدان کے مرکزی حصہ میں ایک کبوتر آ گیا۔ تو بیچ سے مراد مرکزی حصہ بھی ہے۔

ڈرامے کے بیچ میں ایک طویل وقفہ آ گیا۔ یہاں مراد ہے کسی جاری کام میں مداخلت کرنا۔ جیسے کہیں کہ تم بیچ میں کہاں سے آ گئے۔

تم بیچ میں اپنی ٹانگ نہ اڑاؤ۔ اس محاورے میں بھی بیچ کا مطلب مداخلت کرنا ہے۔

تم بیچ میں سے نکل جاؤ۔ یعنی تم اپنی حمائت یا وکالت بند کر دو۔ یعنی کسی معاملے سے کسی شخص کو دور رہنے کا کہنا۔

ہماری گلی کے بیچ میں ایک گڑھا ہے۔ یعنی راستے میں ایک گڑھا ہے۔

جنگل کے بیچوں بیچ ایک راستہ ہے۔ یعنی جنگل کے اندر اندر ایک راستہ ہے۔

پرے On the other side/away/across

اس حرفِ ربط کا تعلق جگہ سے ہے۔ یعنی یہ واضح کرتا ہے کہ کوئی چیز دوسری چیزوں سے جگہ کے لحاظ سے دور، فاصلے پہ ہے۔ اس کا متضاد ورے ہے جو اردو میں عام طور پر بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ 'پرے' کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ 'ورے' کی بجائے اِدھر، اِس طرف، اِس کنارے وغیرہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ایک دیوار کے پرے یعنی دیوار کے پیچھے اور دیوار کے ورے یعنی دیکھنے والے کے لحاظ سے دیوار سے پہلے۔

جب فقرے میں استعمال ہوتا ہے تو یہ مندرجہ ذیل معنی دیتا ہے۔

مثالیں:۔

سب پرے پرے ہو جائیں۔

میں اس کی بات کر رہا ہوں جو سب سے پرے بیٹھا ہے۔

اس کے علاوہ یہ مندرجہ ذیل معنی دیتا ہے۔

زیادہ بلند یا پست، آگے

اس پہاڑ سے پرے ایک وادی ہے۔

یعنی وادی کے بعد یا وادی کے اختتام پر

اس دریا کے پرے ایک بلند پہاڑ ہے۔

یعنی اُس طرف، اُس پار، اُدھر، ورے کی ضد۔

بیٹے کے غم سے نڈھال ہو کر دنیا سے پرے ہٹ گیا۔

ایک طرف کو، الگ، علیحدہ. یعنی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا، مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اس طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابلِ اعتراض ہے۔ خدا اور رسول کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گزر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبتِ دین نہیں۔

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

روحانی معارف: روحانی علوم

روحانی لذات: روحانی تجربات، لذت کی جمع

کورانہ تقلید: اندھادھند پیروی کرنا، بلا سوچے سمجھے کسی عقیدے یا نظریے کو ماننا۔

ہتک: بے عزتی

روحانی آنکھ: روحانی سمجھ بوجھ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اکتوبر 2021ء)

(قسط22)

حرفِ ربط Preposition- جزو7

فہرست حروفِ ربط List of Urdu prepositions

بِنا، پر، تک، تیئں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

اس باب کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں **سمیت، سنگ، سپرد اور روبرو**

تو آج کا سبق ہم حرفِ ربط **'سمیت'** سے شروع کرتے ہیں۔

سمیت Including/ counting/ with/ along with

اس کے معنی ہیں بشمول، ہمراہ اور ساتھ: آسان الفاظ میں اگر ہم اس کو واضح کریں تو یہ لفظ یعنی **'سمیت'** یہ مطلب دیتا ہے کہ ایک چیز دوسری کے ساتھ ہے۔ جیسے کہیں کہ وہ جوتوں سمیت قالین پر چڑھ گیا۔ تو اس کا مطلب ہو گا کہ جوتے اتارے بنا۔ جوتے پہنے ہوئے۔ اسی طرح اگر کہیں کہ تم سمیت سب بچے شرارتی

ہیں۔ تو اس کا مطلب ہو گا کہ تم بھی شرارتی ہو۔ اسے ایسے بھی کہا جاسکتا ہے کہ بشمول تمھارے سب بچے شرارتی ہیں۔ یعنی بشمول سمیت کا مترادف لفظ ہے جسے انگریزی میں Synonym کہا جاتا ہے۔

مزید امثال دیکھتے ہیں:

اب تو انسان اپنی کار سمیت بحری جہاز اور ٹرین میں سوار ہو سکتا ہے۔ یعنی کار ٹرین اور بحری جہاز میں داخل ہو جاتی ہے۔

سوشل میڈیا Social Media کا بے جا Execessive استعمال مغربی ممالک سمیت تمام دنیا کے لیے لمحہ ءِ فکریہ ہے۔ یعنی سب ممالک اس مسلئے کا شکار ہیں۔

بعض لوگ مرغی کو کھال سمیت پکاتے ہیں۔ یعنی کھال اتارے بغیر۔

میری جماعت میں مجھ سمیت سب بچے احمدی ہیں۔ یعنی میں بھی اُن میں شامل ہوں۔

سنگ Company/accompany/ with/ stone

ساتھ ساتھ، صحبت میں، ہمراہ، پتھر، سخت دل وغیرہ

یہ لفظ ادبی تحریرات یا شاعری میں استعمال ہوتا ہے۔ عام بول چال میں اس کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ شاعری میں بھی اس کا استعمال گیتوں میں کثرت سے کیا گیا ہے۔

اگر تحریرات میں اس کا استعمال دیکھیں تو اس لفظ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

مجھے بھی اپنے **سنگ** لے چلو۔ یعنی مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔

میرے **سنگ سنگ** آیا تیری یادوں کا میلہ یعنی تمھاری یادیں میرے ساتھ ہیں۔

ایک مثالی شریکِ حیات وہ ہے۔۔۔ جس کے **سنگ** زندگی کا سفر حسین اور خوشگوار گُزرے

یہاں بھی **سنگ** کا معنی ساتھ اور ہمراہی ہے۔

سنگِ راہ

یعنی ایسے پتھر جو راستے میں پڑے رہتے ہیں۔ لیکن جب یہ شاعری میں استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے بے گھر، لاوارث، بے قیمت، راہ گم کردہ، جس کی کوئی منزل نہ ہو۔

سنگِ میل

وہ پتھر جو ہر ایک میل کے بعد نصب ہوتا ہے۔ یعنی پرانے انداز کا سائن بورڈ جو پتھر کا ہوتا تھا۔ اس کا ادبی زبان میں مطلب ہے کسی اہم مقصد کا حصول۔ یعنی جب کوئی اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے تو کہتے ہیں کہ **سنگِ میل** عبور کر لیا۔ کسی گروہ، جماعت یا فرد کی زندگی یا ماضی کا اہم واقعہ بھی **سنگِ میل** کہلاتا ہے۔ جیسے کہیں کہ ایم ٹی اے کا اجراء جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم **سنگِ میل** تھا۔

سنگ ہو لینا

مداری کو دیکھ کر بچے بھی اس کے **سنگ** ہو لیے۔ یعنی تماشہ دکھانے والے کو دیکھ کر بچے اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

کوئی سنگ نہ ساتھی

یعنی تنہا انسان جس کا معاشرے میں کوئی تعلق نہ ہو۔ بے یارومددگار انسان۔

سنگت

سنگ کا معنی ہے ساتھ اس لیے **سنگت** کا مطلب بنتا ہے صحبت۔ اس کا مطلب ساتھ دینا بھی ہے جیسے جب دو گانے والے مل کر کوئی نظم گاتے ہیں تو کہا جائے گا کہ انھوں نے **سنگت** میں یہ نظم گائی ہے۔

Custody/ hand over/ guardianship/ confinement/ imprisonment سپرد

حوالے کرنا، اپنے اختیارات رضاکارانہ طور پہ کسی دوسرے کو دے دینا۔

مثالیں:

میں نے تمام ضروری کاغذات وکیل کے سپرد کر دیے ہیں۔ یعنی قانونی طور پہ کاغذات وکیل کو دے دینا۔

بیعت کا مطلب خود کو امام کے سپرد کر دینا ہے۔ یعنی تمام اختیارات امامِ وقت کے حوالے کر دینا۔

اس یتیم بچے کو میرے سپرد کر دو یعنی اس یتیم بچے کو میری نگرانی میں دے دو۔

گھر سے نکلتے ہوئے ماں نے دعا دی 'اچھا بیٹا اللہ کے سپرد' یعنی اللہ کی حفاظت میں۔ گھر سے باہر، سفر میں اللہ تعالی اپنی حفاظت میں رکھے۔

Face to face/ in person/ one on one/ Vis-a-vis **روبرو**

آسان اردو میں اس کے معنی ہیں آمنے سامنے ہونا، کسی کو خود جا کر ملنا۔ انھیں معنوں میں بالمشافہ، دوبدو بھی استعمال ہوتے ہیں۔

امثال:

روبرو عام طور پہ شاعری میں استعمال ہوتا ہے۔ تاہم انھیں معنوں کے لیے عام بول چال یا تحریر میں آمنے سامنے، سامنے آنا، ملاقات ہونا، ٹکراؤ ہونا وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

؎ اب تک نہ کھُل سکا کہ مرے **روبرو** ہے کون
کس سے مکالمہ ہے پسِ گفتگو ہے کون

امجد اسلام امجد

یعنی میرے سامنے کون ہے۔

یہ آرزو تھی تجھے گل کے **روبرو** کرتے
ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے

آتش

یعنی سامنے پیش کرتے، جواب دہی کرتے، جیسے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے۔

روبرو گفتگو میں جو مزہ ہے وہ ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کے ذریعے بات کرنے میں کہاں۔

کسی کے پیچھے بات کرنے کا کیا فائدہ اگر آپ کو اعتراض ہے تو اس کے **روبرو** کہیے

جب ایک احمدی حضور انور کے **روبرو** ہوتا ہے تو بے شمار برکتیں سمیٹتا ہے۔

عورت کے حقوق کو جس طرح اسلام نے دنیا کے **روبرو** پیش کیا کسی اور مذہب نے نہیں کیا۔

برسوں سے پردیس میں مقیم بیٹا ماں باپ کے **روبرو** آن کھڑا ہوا۔

بلمشافہ ملاقات میں حضور انور کے روبرو انسان خوشی کے باعث اکثر سوال بھول جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

شیخ رحمت اللہ صاحب کا خط دربارہ کسی ابتلاء کے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں پہنچا، جس پر حضور نے فرمایا: میں اس ابتلاء میں ان کے بہت دعا کرتا ہوں۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت ابتلا بڑی رحمت کا موجب ہوتے ہیں کہ ایک طرف عبودیت مضطر ہو کر چاروں طرف سے کٹ کر اُسی اکیلے سبب ساز کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے اور اُدھر سے الوہیت اپنے فضلوں کے لشکر لے کر اس کی تسلی کے لیے قدم بڑھاتی ہے۔ ہمیشہ یہ سنت انبیاء علیہم السلام اور سنت اللہ دیکھتا ہوں کہ جس قدر اس گرامی جماعت کی رأفت و رحمت ابتلا کے وقت اپنے خدام کی نسبت جوش مارتی ہے۔ آرام و عافیت کے وقت وہ حالت نہیں ہوتی۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد 2 صفحہ 4 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

دَربَارہ: کسی کے متعلق، بارے میں، سلسلے میں۔

ابتلاء: امتحان، آزمائش، مشکل

دَرحقیقت: اصل میں، یعنی بات یہ ہے کہ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ۔

بڑی رحمت: عام معمول سے ہٹ کر خاص رحمت

موجب: باعث، وجہ ہونا، یعنی اس کی وجہ سے یہ ہوتا ہے۔

عبودیت: عبد کہتے ہیں آدمی کو انسان کو اس طرح وہ کام یا عمل جو انسان خدا تعالی کے لیے کرے یا خدا تعالی کی طرف سے کسی حکم یا تقدیر کے رد عمل میں کرے، اسے عبودیت کہتے ہیں۔

مضطر: بے چین، بے قرار، کرب میں، اسی سے مضطرب ہے اور اضطراب ہے

In English it is called anxiety, anxious, agony etc.

چاروں طرف سے کٹ کر: یہ ایک محاورہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی مدد نہ ملنا۔ بے یارو مددگار ہو جانا۔ وغیرہ

سبب ساز: یعنی خدا تعالی۔ جو مدد کے مشکلیں حل کرنے کے تمام سامان رکھتا ہے، اور پیدا کرتا ہے۔

الوہیت: خدا تعالی اور اس کی صفات۔

لشکر: فوج، فرشتے وغیرہ

سنت: طور طریق۔

گرامی: معزز، محترم، عزیز، پیارا

رأفت: محبت

خدام: جماعت کے خدمت گار، رکن، ممبر۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 نومبر 2021ء)

(قسط 23)

حرفِ ربط Preposition-جزو8

فہرست حروفِ ربط

نیچے وہ حروف دیے جا رہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک، پاس، بنا، بغیر، لیے، پار، پیچھے، موافق، بھروسے، بیچ، پرے، سمیت، سنگ، سپرد اور روبرو

اس باب کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں باوجود، باوصف، بجز، برخلاف، برعکس

باوجود ،باوصف Despite/ In spite of/ regardless/ disregarding

آسان اردو میں اس کے معنی ہیں: کسی بات کے ہوتے ہوئے، اس پر بھی، اس کے بعد بھی۔

مزید سمجھنے کے لیے ہم مندرجہ ذیل امثال پہ غور کرتے ہیں۔

والدین کی نصیحت کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا۔ یعنی ماں باپ سمجھاتے ہیں، مگر وہ نماز نہیں پڑھتا۔

بارش کے باوجود اجتماع کے ورزشی مقابلے منعقد ہوئے۔ یعنی بارش ایک کام کو روک نہ سکی۔

اعتراضوں کے باوجود اس کی دلیل مضبوط تھی۔ یہاں باوجود کا مطلب ہے کہ بہتری کا امکان موجود ہے مگر دلیل مضبوط ہے۔

بجز، علاوہ، بدوں، سوا، سوائے Except/ save/ beside

بجز اور بدوں کا استعمال قدیم اردو زبان میں کثرت سے ملتا ہے۔ تاہم موجودہ دور کی جدید اردو میں ان کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے۔ موجودہ دور میں علاوہ یا سوا کا استعمال کیا جاتا ہے۔

امثال:

اب بجز دعا کہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ یعنی ہر طرف سے ناکامی ہو گئی ہے صرف دعا سے ہی کام ہو سکتا ہے۔

بر خلاف، بر عکس Contrary/unlike/ inverse/ vice versa

یہ حرف ربط اس صورت میں استعمال ہوتے ہیں جب معاملات حقائق یا توقعات سے مختلف ہوں۔ جیسے یہ کہا جائے کہ انتخابات کے نتائج امیدوں کے برعکس نکلے ہیں۔ اسی طرح یہ مثال دیکھیے کہ آپ واقعات حقائق کے بر خلاف بیان کر رہے ہیں۔

مزید امثال:

والدین کی نصیحتوں کے بر خلاف اس نے تعلیم کو خیر باد کہ دیا۔ یعنی اس نے والدین کی رائے سے اختلاف کیا۔

وہ اپنے وعدے کے بر خلاف واپس چلا گیا۔ یعنی وعدہ نہیں نبھایا۔ وعدہ خلافی کی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا۔ مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر بعض عجیب و غریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ ان میں سے ایک ھم و غم کی بھی حالت ہے۔ ان اختلافات حالات اور تغییر و تبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے۔

؎ اگر دنیا بیک دستور ماندے
بسا اسرار ہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ھم و غم دنیا میں نہیں پہنچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازمی رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔ اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشا تو ہو نہیں سکتا کہ ان کو کسی لڑائی کے لیے طیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے۔، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضاء جو حرکت کو چاہتے ہیں۔ اگر ان کو بلکل بے کار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اس طرح پر اس کو پورا کیا جائے۔ بظاہر ورزش کرنے سے اعضاء کو تکلیف اور کسی قدر تکان ان کی پرورش اور صحت کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح پر ہماری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے ۔ تاکہ تکمیل ہو جاوے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے۔ جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ اس سے اس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔ جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف کے پہنچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکشی میں آرام دیکھتا ہے، مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر اس قسم کی ابتلاء آویں اور تاکہ اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین بڑھے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 1-2 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

مصالح: مصلحت، حکمت یعنی ایسی بات جو فائدہ مند ہو مگر چھپی ہو

امور: امر کی جمع مطلب معاملات، باتیں، نکات۔

عجیب وغریب اوقات: Unusual times and events

ھم و غم: دکھ پریشانی، غم

اختلافاتِ حالات: حالات کا بدلنا، اچھے اور برے حالات کا آنا جانا

تغیر و تبدیل اوقات: تغیر کا مطلب ہے تبدیلی یعنی کسی چیز کا وقت، جگہ، حالات وغیرہ کے مطابق بدل جانا ۔ جیسے ایک انسان کی عمر ہر وقت تغیر میں ہے یعنی بدل رہی ہے۔ اوقات، وقت کی جمع ہے، یہاں مراد ہے حالات وواقعات۔

عجیب در عجیب قدرتیں: یعنی خدا تعالیٰ کی طاقتیں مختلف طریق سے سامنے آتی ہیں۔ جو مشکل حالات کے بغیر انسان دیکھ نہیں سکتا۔

اسرار: سِر کی جمع یعنی راز

اگر دنیا بیک دستور ماندے: اگر دنیا ایک ہی طریق سے چلے، یعنی سب کے حالات ایک جیسے ہوں۔

بسا اسرارہا مستور ماندے: تو بہت سے راز یعنی علوم اس کو حاصل ہی نہ ہوں۔ جیسے اگر صرف بیماری ہی کی مثال دیکھیں تو ہر مرض بہت سے ایسے امراض کے علاج کا راستہ بھی کھول دیتا ہے جو آنے والے دنوں میں آسکتے ہیں۔ تحقیق کرنے سے انسان صرف اپنے ایک ہی مقصد تک نہیں پہنچتا بلکہ اس دوران اس پر مزید علوم کے راستے کھلتے ہیں۔

ورزش و قواعد: Exercises, drills, and disciplinary actions

قواعد: قاعدہ کی جمع ہے اس کا معنی ہے اصول، طریق، قانون وغیرہ۔

سر رشتہ تعلیم کے افسر: نظام تعلیم کے افسر۔

منشا: ارادہ، منصوبہ

طیار: تیار کی قدیم تحریری شکل۔

اعضاء: عضو کی جمع یعنی جسم کے حصے، بازو ٹانگیں، دل، پھیپھڑے وغیرہ۔

تکان: تھکاوٹ، تھکان۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 نومبر 2021ء)

(قسط24)

Gender جنس

جنس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جاننا کہ ایک اسم یا چیز، چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان، مذکر ہے یا مونث ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں، حقیقی اور مصنوعی۔

حقیقی جنس

اس سے مراد جاندار اشیاء کی جنس ہے ، اس کی تین اقسام یا Categories ہیں ایک نر یعنی مذکرMasculine/male دوسری مادہ یعنی مونث Feminine/femaleاور تیسری جو نہ نر ہے نہ مادہ neutral/ non-binary gender ۔اس کے علاوہ اردو زبان نے بے جان اشیاء کو بھی مذکر اور مونث میں تقسیم کیا ہے جیسے کرسی مونث ہے اور میز مذکر۔ دوسری زبانوں میں یہ اصول مختلف ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں عام طور پہ بے جان اشیاء کو نیوٹرل رکھا جاتا ہے یعنی وہ نہ مذکر ہوتی ہیں نہ مونث مگر یہ قاعدہ ہر بے جان چیز یا اسم پر لاگو نہیں ہوتا، جیسے لفظ 'ملک' اردو میں مذکر ہے مگر انگریزی زبان میں مونث۔

مصنوعی جنس

اردو میں جنس کی دو اقسام تو ہیں یعنی مذکر اور مونث، مگر مصنوعی جنس کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

اردو میں جب کسی چیز کی مونث کے لیے کوئی لفظ مخصوص نہ ہو تو اس کے مذکر کی شکل تبدیل کر کے مونث اور اسی طرح مذکر نہ ہونے کی صورت میں مونث لفظ کی شکل تبدیل کر کے مذکر بنالیا جاتا ہے۔ اسی کو مصنوعی جنس کہا جاتا ہے۔ اکثر اس مقصد کے لیے اس لفظ کا آخری جز یا حرف بدل دیا جاتا ہے۔

امثال:

شیشہ (اصل لفظ مذکر)

شیشی (مصنوعی جنس مونث کیونکہ چیز چھوٹی ہے، اور اس کو مونث بنانے کے لیے شیشہ کا آخری جز 'ہ' کو 'ی' سے بدل دیا گیا)

چمچ (اصل لفظ مذکر)

چمچی (مصنوعی جنس مونث کیونکہ چیز چھوٹی ہے، اور اس کو مونث بنانے کے لیے چمچ کے آخر پہ 'ی' کا اضافہ کیا گیا)

بچہ سے بچی

عام اصول

اردو زبان میں عام طور پہ بڑی Large ، بھاری بھرکم heavy ، قوی powerful اور عظیم الشان magnificent چیزیں مذکر ہیں جیسے پہاڑ، دریا، سمندر، صحرا، ملک، بادشاہ، مذہب وغیرہ۔ جبکہ چھوٹی، کمزور، اور ہلکی پھلکی چیزیں مونث ہیں جیسے ندی، روح، آنکھ، پہاڑی وغیرہ۔ اس کے علاوہ اگر اصل لفظ مذکر ہو جیسے پہاڑ اور اس کی چھوٹی، کمزور یا ہلکی صورت بیان کرنی ہو تو اسے مونث بنالیا جاتا ہے جیسے پہاڑ سے پہاڑی۔ اسی طرح اگر اصل لفظ مونث ہو اور اس کی بڑی یا بھاری بھرکم شکل بیان کرنی ہو تو اسے مذکر بنالیا جاتا ہے۔ جیسے رسّی سے رسّا، گولی سے گولہ، پگڑی سے پگ یا پگڑ وغیرہ۔

علامت

اردو میں مذکر الفاظ کے آخر پہ عام طور پہ (ا) آتا ہے جیسے لڑکا، اور مونث الفاظ کے آخر پہ (ی) آتی ہے جیسے لڑکی۔

مشکلات

یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ **اردو زبان میں مذکر و مونث کا اصول کافی الجھا ہوا ہے** کوئی ایسا قانون یا اصول نہیں جو جب سب صورتوں پر لگتا ہو اس لیے اردو زبان میں مذکر و مونث الفاظ کے درست استعمال کے لیے مطالعہ بہت ضروری ہے۔ اس مشکل کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ اردو کے زیادہ تر الفاظ ہندی اور سنسکرت سے آئے ہیں لیکن بہت زیادہ تبدیل ہو چکے ہیں، خاص طور پہ ان الفاظ کا آخری حرف غائب ہو گیا ہے یا بدل دیا گیا ہے، جبکہ مذکر اور مونث ہونے کا علم ہوتا ہی آخری حرف سے ہے۔

جان داروں میں مذکر و مونث Gender in living things

اردو زبان میں جاندار اور بے جان دونوں اقسام میں مذکر و مونث کا فرق کیا جاتا ہے۔ تاہم جانداروں میں مذکر اور مونث میں فرق کرنا آسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بے جان چیزوں میں ایسی علامتیں نہیں ہوتیں جن سے ان کے مذکر یا مونث ہونے کا اندازہ لگایا جا سکے۔

جانداروں میں مذکر و مونث کے قواعد

۱۔ جن الفاظ کے آخر پہ (ا) یا (ہ) ہو گی وہ مذکر ہونگے۔ جیسے لڑکا، گھوڑا، بندہ وغیرہ۔

لیکن عربی کے ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (ہ) مونث کی علامت کے طور پر ہو جیسے والدہ، ملکہ وغیرہ یا ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (یٰ یعنی الف مقصورہ) آئے جس کا مقصد اس انسان یا چیز کی فضیلت بیان کرنا ہوتی ہے جیسے کبریٰ، صغریٰ وغیرہ تو ایسے الفاظ اس قاعدے یعنی اصول سے مستثنیٰ ہوں گے۔

یا ہندی زبان کے ایسے الفاظ جن کے آخر پہ (یا) اس لیے آتا ہے تاکہ ان کا چھوٹا اور مونث ہونا ظاہر کیا جا سکے وہ بھی اس قاعدے کے تحت نہیں آئیں گے۔ جیسے چڑیا، بڑھیا، بندریا وغیرہ۔

۲۔ جن الفاظ کے آخر پہ (ی) آئے وہ مونث ہوتے ہیں۔ جیسے گھوڑی، ٹوپی، لڑکی، وغیرہ۔ مگر یہاں بھی استثنائی الفاظ موجود ہیں جیسے پانی، موتی، گھی، جی (دل کی خواہش)، ہاتھی، دہی وغیرہ سب مذکر ہیں۔

وہ الفاظ جو اس قاعدے کے تحت نہیں آتے یعنی مستثنیٰ ہیں وہ اصل میں قدیم زبان سنسکرت کے بگڑے ہوئے الفاظ ہیں۔ سنسکرت الفاظ کے آخر میں (ی) نہیں ہوتا۔ ہوا یہ کہ ان الفاظ کی جنس تو وہی رہی جو سنسکرت میں تھی البتہ شکل بگڑ گئی۔ اب دیکھنے میں وہ مونث لگتے ہیں مگر انھیں اردو میں مذکر لکھا اور بولا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض پیشہ وروں کے نام بھی اس قاعدے کے تحت مونث نہیں ہیں۔ ان کے آخر پہ (ی) آتی ہے مگر وہ مذکر ہیں جیسے دھوبی، مالی، تیلی وغیرہ۔ پھر ایسی صورتوں میں جہاں الفاظ کے آخر میں آنے والی (ی) کسی کی نسبت یا قومیت (نیشلیٹی) ظاہر کرتی ہے۔ وہاں بھی ایسے الفاظ اس قاعدے کے تحت مونث نہیں ہوتے۔ جیسے پاکستانی، بھارتی، پنجابی، بنگالی، احمدی وغیرہ۔

جیسا کہ ان اسباق کے آغاز میں ہم نے بیان کیا تھا کہ اردو میں وہ الفاظ جو عربی یا فارسی وغیرہ سے آئے ہیں ان پہ گرامر کے قواعد بھی انھیں زبانوں کے ہیں۔ یا یہ کہہ لیجیے کہ ابھی اردو نے ان الفاظ کو کسی ایک اصول کے تحت لانے کے لیے کام نہیں کیا۔

پس فارسی اور عربی کے الفاظ پر یہ قاعدہ کہ جس لفظ کے آخر پہ (ی) آئے وہ مونث ہوتا ہے۔ پوری طرح اطلاق نہیں پاتا۔ یعنی اثر نہیں کرتا۔

اس لیے بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کے آخر میں (ی) آتا ہے مگر وہ مونث نہیں ہیں بلکہ مذکر ہیں۔ جیسے قاضی، منشی وغیرہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ہر چیز پہ قادر ہے، لیکن جن کو تفرقہ اور ابتلاء نہیں آتا ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے۔ وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہوگئے ہیں اُن کا سر اوپر کی طرف نہیں اُٹھتا۔ خدا تعالیٰ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اس کے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں، کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لیے وہ راحت اور اطمینان کے سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دنیا کی لذت میں نہیں ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے

انگارہ پہ خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں، لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جن کو ایمان اور یقین کی دولت سے مالامال کرتا ہے ان پر ابتلاء آتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 2 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

تفرقہ: Unusual circumstances۔ یعنی ایسے حالات پیش آنا جو عام حالات سے فرق رکھتے ہوں۔

فرق کرنا تفریق کرنا، یعنی جب انسان خدا تعالیٰ کے احکامات کو مانتا ہے تو معاشرہ اس سے امتیازی سلوک کرتا ہے۔ الگ کرتا ہے۔ جیسے احمدیوں کو اس تفریق کا سامنہ کرنا پڑتا ہے۔

ابتلاء: آزمائش، امتحان، مشکلات وغیرہ۔

بالکل: Completely/ entirely/ wholly

منہمک: کھو جانا، ڈوب جانا، سراسر اپنا لینا۔ پوری توجہ اس طرف موڑ دینا۔

سر اوپر نہیں اٹھتا: یعنی دنیا کے کاموں میں ساری دلچسپی ہے، کسی علمی، ادبی، روحانی کام کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ خاص طور پہ دین کی طرف سے لاپرواہ ہیں۔

بھول کر بھی خیال نہ آنا: محاورہ ہے۔ یعنی ایک بات کا بالکل خیال نہ آنا۔ پوری طرح سے اسے بھول جانا۔ جیسے کہ وہ ان کی فطرت بن جاتی ہے اور اس سے ہٹ کے انھیں خیال آتا ہی نہیں۔

اعلیٰ درجہ کی خوبیاں: یعنی ذہنی، روحانی صلاحیتیں جو جسمانی صلاحیتوں سے بہتر ہیں۔

ادنیٰ درجہ کی باتیں: کم قیمت، کم حیثیت باتیں، کام وغیرہ۔

سوزش: جلنے سے ہونے والی تکلیف۔ سوجن، تکلیف اور غم وغیرہ۔

نقصان رسانی: Damaging/ side effects

یعنی بظاہر ایک خوشنما چیز جیسے آگ جو درحقیقت نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 نومبر 2021ء)

(قسط25)

جنس جزو-2

اُردو زبان میں قواعدِ مذکر و مونث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث جاری ہے۔ اس باب میں ہم مزید قواعد کے بارے میں بات کریں گے۔ گزشتہ باب میں دو قواعد بیان کیے گئے تھے۔ نیز یہ وضاحت کی گئی تھی کہ اُردو زبان کئی زبانوں کے الفاظ اور قواعد سے مل کر بنی ہے اس لیے گرامر کے قواعد پوری طرح سے ہر لفظ پہ کام نہیں کرتے اور جگہ جگہ استثنائی معاملات پیش آتے ہیں۔

قاعدہ نمبر3

یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ مذکر کے آخری (ا) یا (ہ) کو بدل کر (ی) لگا دیں تو مونث بن جاتا ہے۔ جیسے لڑکا سے لڑکی شیشہ سے شیشی وغیرہ۔ اس طرح پیشہ وروں کے ایسے نام جن کے آخر پہ (ی) ہو جیسے دھوبی، مالی، تیلی وغیرہ اگر ان کے آخری (ی) کو (ن) سے بدل دیں تو وہ مونث بن جاتے ہیں جیسے دھوبن، مالن، تیلن وغیرہ۔ لیکن اگر پیشہ وروں کے نام کے آخر میں (ا) یا (ی) نہ ہو تو مشکل در پیش آتی ہے۔ ایسی صورت میں مونث بنانے کے لیے یا تو الفاظ کا ضافہ کیا جاتا ہے یا علامت تبدیل کی جاتی ہے۔ جیسے استاد سے استادن غلط ہے، بلکہ الفاظ کا اضافہ کر کے اور لفظ کی شکل بدل کر مونث (استانی) بنایا گیا۔ پس ایسے الفاظ کی وضاحت علیحدہ سے آئے گی۔

بے جان چیزوں میں لفظ کے آخر پہ (ی) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے یا پھر (ا) کو (ی) سے بدل دیا جاتا ہے اس طرح بظاہر مونث لفظ بن جاتا ہے لیکن اصل میں ایک بڑی شے کو چھوٹا کر دیا جاتا ہے۔ جیسے پہاڑ سے

پہاڑی، ٹوکرے سے ٹوکری وغیرہ۔ یعنی اردو زبان میں بے جان اشیاء کے لیے مذکر اور مونث حقیقی نہیں ہوتے بلکہ مصنوعی طور پہ ایک بڑی شے کو چھوٹا کر کے مونث کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔ تاہم جاندار اشیاء میں ایسا نہیں ہوتا۔

قاعدہ نمبر 4

ایسے مذکر الفاظ جن کے آخر پہ کوئی ایسی علامت نہیں ہوتی جس سے ان کو مذکر قرار دیا جائے ان کے آخر پہ (ی) کا اضافہ کر کے مونث بنایا جاتا ہے۔ جیسے ہرن سے ہرنی، کبوتر سے کبوتری وغیرہ۔

قاعدہ نمبر 5

جانداروں میں یا تو مذکر مونث کے لیے الگ الگ الفاظ ہوتے ہیں جیسے بیل، گائے اور دوسری صورت میں مذکر لفظ کے آخر میں علامت بدلنے سے یا الفاظ کا اضافہ کرنے سے مونث بنایا جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کی امثال دیکھتے ہیں۔

ا۔ جب دونوں لفظ الگ الگ ہوں

باپ، ماں۔ غلام، باندی یا لونڈی۔ میاں، بیوی یا بی بی۔ نواب، بیگم۔ بیل، گائے۔ مینڈھا، بھیڑ۔

۲۔ جب مذکر کے آخر کا (ا) یا (ہ) مونث بنانے کے لیے (ی) سے بدل دیے جاتے ہیں۔

لڑکا، لڑکی۔ بیٹا، بیٹی۔ اندھا، اندھی۔ گھوڑا، گھوڑی۔ بکرا، بکری۔ شہزادہ، شہزادی۔ بندہ، بندی۔ چیونٹا، چیونٹی۔ مرغا، مرغی۔ بھانجا (بہن جایا)، بھانجی۔ بھتیجا (بھائی جایا)، بھتیجی۔ چچا، چچی۔ پھوپھا، پھوپھی۔ لنگڑا، لنگڑی۔

امثال جب (ی) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے

تیتر، تیتری۔ ہرن، ہرنی۔ ماموں ممانی۔ پٹھان، پٹھانی۔ کبوتر، کبوتری۔

جب مذکر کے آخری حرف کو (ن) سے بدل دیا جاتا ہے۔ امثال: نائی (بال کاٹنے والا، شادی بیاہ کا کھانا پکانے والا)، نائن۔ جوگی، جوگن۔ مالی، مالن۔ دھوبی، دھوبن۔ بھنگی، بھنگن۔ گوالا (دودھ کا کاروبار کرنے

والا) گوالن۔ فرنگی(انگریز) فرنگن۔ پارسی(آگ کی عبادت کرنے والا) پارسن۔ بھائی، بہن۔ حاجی، حجن۔ دلہا، دلہن۔ چودھری، چودھرائن۔ ناگ، ناگن۔

جب آخری حرف کو ہٹا کر یا ہٹائے بغیر (نی) یا(انی) کا اضافہ کر کے مونث بنایا جاتا ہے۔

شیر، شیرنی۔ ملاّ، ملانی۔ استاد، استانی، مغل، مغلانی۔ ہاتھی، ہتھنی۔ اونٹ، اونٹنی۔ راجہ، رانی۔ فقیر، فقیرنی۔ مور، مورنی۔ جیٹھ، جیٹھانی۔ دیور، دیورانی۔ بھوت، بھتنی۔ جن، جنّاتنی۔

جب آخری حرف میں کچھ تبدیلی کے بعد، یا بغیر تبدیلی کے (یا) کا اضافہ کرنے سے مونث بنتا ہے۔

کتا، کتیا۔ بندر، بندریا۔ چوہا، چوہیا۔ چڑا، چڑیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلاء نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں۔ وہ نازونعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہے، مگر وہ حق بول نہیں سکتی۔ خدا کی حمد و ثنا اس پر جاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لیے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ ان کی آنکھیں ہیں، مگر وہ قدرت کا نظاّرہ نہیں دیکھ سکتیں، بلکہ وہ بدکاری کے لیے ہیں۔ پھر ان کو خوشی اور راحت کہاں سے میسّر آتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کو ھم و غم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے۔ نہیں۔ خدا اس کو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے۔ اسی طرح خدا کی راہ میں ھم و غم آنا ضروری ہے۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقعہ شدہ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے۔ اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 2-3 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ابتلاء: امتحان، آزمائش، تکلیف Trials

بد قسمت: بد کا مطلب ہے برا، یا بری اور قسمت کا لفظ تقسیم سے ہے جس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے درمیان دولت، رزق، صحت، اولاد، زمین جائیداد کی ایک تقسیم کی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جسے دنیا کی دولت، رزق، اولاد وغیرہ کثرت سے ملے ہیں وہ خوش قسمت ہیں یعنی اچھی تقسیم ملی ہے اور جنھیں دکھ، بیماری، غربت کا سامنہ ہے وہ بری قسمت والے ہیں۔

نازونعمت: آرام دہ زندگی، نوکر چاکر، خدمت گاروں، جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ زندگی۔

بہائم: جانور، چوپائے وغیرہ مراد ہے ایسا انسان جو بے فکر، بے نیاز، خود غرض ہو صرف کھانا پینا اور سو رہنا اس کا معمول ہو۔ بے شعوری کی زندگی گزارنے والا۔

حق بولنا: سچی بات کہنا، خوشامد نہ کرنا، مصلحتاً سچ کو نہ چھپانا۔

خدا کی حمد وثنا: یعنی خدا تعالیٰ کی صفات پر اس کے حسن پر اس کے انعامات پر گفتگو کرنا۔

فسق وفجور کی باتیں: جاہلانہ باتیں کرنا، دنیا کی دولت اور باہم مقابلہ بازی کی باتیں کرنا، لغو باتیں کرنا وغیرہ

مزہ چکھنے کے واسطے: یعنی کھانے پینے میں غرق رہنا اور طرح طرح کے دنیاوی ضائقوں کا مزہ لینا۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں نہ کرنا، سچی گواہی نہ دینا۔

قدرت کا نظارہ: خدا تعالیٰ کی طاقتیں اور صفات جو خوبصورت نظاروں، اور رشتوں میں بکھری ہوئی ہیں ان سے بے خبر رہنا۔

بدکاری: برے کام، جب آنکھوں کی بدکاری کی بات کی جائے تو فی زمانہ اس کا مطلب ہے لغو اور بے ہودہ ویڈیوز، فلمیں دیکھنا۔ بد نظری کرنا۔ یعنی غیر عورتوں کو گھورنا۔

مرہم: Ointment/ medication

جراحی: Surgery

امر واقعہ شدہ: ایک ثابت شدہ حقیقت۔

حقیقت: اصلیت، یعنی ایک چیز جو نظر کچھ اور آتی ہو مگر ہو کچھ اور، پس اس کی اصل شکل ظاہر کرنا۔

بلائیں: مصیبتیں، حادثے، مشکلات۔

عجیب و غریب خواص اور اثر: کسی چیز کے ایسے خواص جو پہلے معلوم نہ ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 نومبر 2021ء)

(قسط26)

قواعد مذکر و مونث۔ جزو3

اُردو زبان میں قواعدِ مذکر و مؤنث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث جاری ہے۔ اس باب میں ہم مزید قواعد کے بارے میں بات کریں گے۔ گزشتہ سبق میں دو قواعد بیان کیے گئے تھے۔ نیز یہ وضاحت کی گئی تھی کہ اُردو زبان کئی زبانوں کے الفاظ اور قواعد سے مل کر بنی ہے اس لیے گرامر کے قواعد پوری طرح سے ہر لفظ پہ کام نہیں کرتے اور جگہ جگہ استثنائی معاملات پیش آتے ہیں۔

قاعدہ نمبر5(جز3)

بعض غیر زبانوں کے مذکر و مؤنث اُردو زبان میں اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح وہ ان زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

بیگ، بیگم۔(فارسی)، خان، خانم(ترکی)، سلطان، سلطانہ(عربی)، ملک، ملکہ(عربی)۔

جز(4)

بعض اوقات مونث بنانے کے لئے ایک مذکر اسم خاص Proper Noun کے آخر پر ن یا بعض اوقات (ی)کا اضافہ کر لیتے ہیں۔ جیسے:

رحیم، رحیمن۔ امیر، امیرن۔ کریم، کریمن۔ نور، نورن۔ محمد، محمدی۔ نصیب، نصیبن۔

جز(5)

بعض اسمِ خاص Proper Nouns مرد اور عورت دونوں جنسوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی مذکر اور مؤنث سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جیسے

گلاب چہرہ: مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ احمدی: مردوزن دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مسلمان: مرد اور عورت دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

غرض بے شمار مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ بہت سے اسمِ خاص یعنی Proper nouns ایسے ہیں جن پہ جنس اثر انداز نہیں ہوتی اور وہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے ایک ہی شکل میں استعمال ہوتے ہیں۔

عام طور پہ مونث لفظ اپنے مذکر سے بنتا ہے لیکن بعض مذکر ایسے بھی ہیں جو مونث سے نکل کر مذکر بنتے ہیں۔ جیسے: بھینس سے بھینسا۔ بلی سے بلاؤ۔

جز(6)

بعض الفاظ ایسے ہیں جو صرف مذکر استعمال ہوتے ہیں اور ان کا مؤنث نہیں بنتا۔ بعض لوگ بناتے بھی ہیں ۔ جیسے: طوطا، کوّا، اژدھا، تیندوا، باز، الو، چیتا۔

اسی طرح بعض الفاظ صرف مونث استعمال ہوتے ہیں اور مذکر ان کا نہیں بنتا۔

امثال: چیل، بطخ، مینا، بلبل، فاختہ، لومڑی، ڈائن، چڑیل، بیوہ، سوت (خاوند کی اپنے سوا دوسری بیویاں)

جز(7)

چھوٹے جانور اور حشرات الارض Insects/ bugs / reptiles: میں اکثر ایک ہی جنس ان کی تمام اقسام کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یعنی ان کا پورا گروہ یا تو مذکر ہوتا ہے یا مؤنث۔

جیسے: مکھی (مؤنث، یعنی تمام مکھیاں مؤنث ہوتی ہیں)، جگنو (مذکر، یعنی تمام جگنو مذکر ہوں گے)، چھپکلی (مونث)، چھچھوندر (مونث)، کچھوا (مذکر)، بھڑ (مونث)۔

جز(8)

بعض ناموں کے ساتھ لفظ 'مادہ' یا 'نر' کا اضافہ کرنے سے الفاظ مذکر اور مونث بن جاتے ہیں۔

امثال: مادہ خرگوش، چیتے کی مادہ، نر زیبرہ، مادہ ریچھ وغیرہ

جز(9)

بعض اوقات اندازِ گفتگو کے مطابق مذکر لفظ مونث کے لیے بھی استعمال ہو جاتے ہیں۔

جیسے والدین بیٹی کو پیار سے بیٹا کہہ دیتے ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ بیٹی نیک انسان بنو وغیرہ۔ اسی طرح بعض مشترک الفاظ جو مذکر ہوتے ہیں مگر دونوں کے لیے استعمال ہو جاتے ہیں جیسے۔ بچہ، جانور، انسان وغیرہ۔

جز(10)

وہ ہندی الفاظ جن کے آخر پہ (ا) یا (ہ) ہوتی ہے مونث بنانے کے لیے ان کے آخری حرف کو (ی) سے بدل دیتے ہیں۔ اسی طرح فارسی الفاظ بھی اسی قاعدے کے مطابق اردو میں استعمال ہونے لگے ہیں۔ جیسے : شاہزادہ سے شاہزادی، بیچارہ سے بیچاری، بندہ سے بندی وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالی کے مامور خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جیسے آتشک ہو، جذام ہو یا اور کوئی ایسی ہی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں ہی کو ہوتی ہیں۔ الخبیثت للخبیثین (النّور: 28) اس میں عام لفظ رکھا ہے۔ اور نکات بھی عام ہیں۔ اس لیے ہر خبیث مرض سے اپنے ماموروں اور برگزیدوں کو بچالیتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مومن پر جھوٹا الزام لگایا جاوے اور وہ بری نہ کیا جاوے۔ خصوصاً مصلح اور مامور۔ اور یہی وجہ ہے کہ مصلح یا مامور حسب نسب کے لحاظ سے بھی ایک اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ اگرچہ ہمارا مذہب یہی ہے اور یہی سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تکریم اور تعظیم کا معیار صرف تقویٰ ہی ہے۔ اور ہم مانتے ہیں کہ ایک چوہڑا بھی مسلمان ہو کر اعلیٰ درجہ کا قرب اور درجہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل کر سکتا ہے۔ اور وہاں کسی خاص قوم یا ذات کے لئے فضل مخصوص نہیں ہے، مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ جس کو مامور اور مصلح مقرر فرماتا ہے، اس کو ایک اعلیٰ

خاندان میں ہونے کا شرف دیتا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ لوگوں پر اس کا اثر پڑے اور کوئی طعنہ نہ دے سکے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 23-24 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

خبیث: ناپاک

ذلیل: بے عزت کر دینے والی چیز، ایسی چیز جو باعث ذلت سمجھی جائے۔

آتشک: Syphilis

جذام: Leprosy

حسب نسب: ذات اور خاندانی پس منظر جیسے مغل، راجپوت وغیرہ

تکریم: عزت

تعظیم: عظمت، عزت، شان

چوہڑا: ہندوستان اور پاکستان میں ایک ایسا شخص جس کا پیشہ صفائی کرنا ہو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 دسمبر 2021ء)

(قسط27)

قواعد مذکر و مونث۔ جزو4

اُردو زبان میں قواعدِ مذکر و مؤنث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث جاری ہے۔۔ گزشتہ باب میں قاعدہ نمبر 5 کے 10 اجزا بیان کیے گئے تھے۔ اس باب میں **بے جان اشیاء کے مذکر یا مونث** ہونے سے **متعلق قواعد** جاننے کی کوشش کریں گے۔ اردو زبان میں بے جان اشیاء کے مذکر یا مونث ہونے کا فیصلہ اندازے سے کیا جاتا ہے۔

1۔ اکثر وہ الفاظ جن کے آخر میں (ا) یا (ہ) ہوتی ہے مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈبا۔ چولھا۔ حقہ وغیرہ۔ لیکن ایسے الفاظ بھی ہیں جن کے آخر پہ (ا) یا (ہ) تو آتی ہے مگر وہ مذکر نہیں ہوتے۔ ایسے الفاظ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔

(ا) تمام ہندی الفاظ جو چیز کے چھوٹے ہونے کو ظاہر کرتے ہیں ان کے آخر پہ (ا) تو آتا ہے مگر وہ مونث ہوتی ہیں۔ جیسے پڑیا، ڈبیا وغیرہ۔

(ب) عربی زبان کے ایسے تمام الفاظ جو تین حرفوں سے مل کر بنتے ہیں جیسے ادا، قضاء، حیا، رضا، خطا وغیرہ اردو زبان میں مونث ہیں حالانکہ ان کے آخر پہ بھی (ا) آتا ہے۔

(ج) بعض عربی مصادر جن کے آکر میں (ا) ہو خواہ (ء) ہو یا نہ ہو اردو میں مونث ہوتے ہیں۔ جیسے ابتدا، انتہا وغیرہ

Infinitive**مصدر:** the basic form of a verb, without an inflection binding it to a particular subject or tense.

2۔ زبانوں کے نام اردو میں عموماً مونث ہوتے ہیں مثلاً انگریزی، فارسی، اردو، سنسکرت، فرنچ، ڈچ۔
3۔ ایسے الفاظ جو آواز کی نقل ہیں مونث ہوتے ہیں۔ جیسے سائیں سائیں، چٹ چٹ، دھڑ دھڑ وغیرہ۔
4۔ دنوں اور مہینوں کے نام اردو میں مذکر استعمال ہوتے، جمعہ، ہفتہ، اتوار، سوموار، منگل، بدھ، صرف جمعرات مستثنیٰ ہے
5۔ دھاتوں اور جواہرات کے نام بھی اردو میں مذکر ہیں، سونا، ہیرا، نیلم، لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ، چاندی مستثنیٰ ہے۔
6۔ ستاروں اور سیاروں کے نام بھی اردو میں مذکر ہیں، سورج، چاند، مریخ، عطارد، زہرہ۔
7۔ کتاب بذاتِ خود اردو میں مونث ہے۔ اگر اس کا نام بھی مونث ہو اور اس کا نام یک لفظی ہو تو اسے مونث ہی استعمال کیا جائے گا۔ لیکن اگر کتاب کا نام دو یا تین الفاظ سے مل کر بنا ہو تو کتاب کے مذکر یا مونث ہونے کا انحصار نام کے پہلے حصے پہ ہو گا۔ یہ پہلا حصہ اکثر مضاف ہوتا ہے۔ جیسے براہینِ احمدیہ میں پہلا لفظ براہین ہے جو مضاف ہے اور مونث ہے۔ براہین عربی زبان کا لفظ ہے اور برہان کی جمع ہے۔ اس کا مطلب ہے دلیل اور جمع دلائل۔ براہینِ احمدیہ میں براہین مضاف ہے اور احمدیہ مضاف علیہ۔ مضاف اور مضاف علیہ کا مطلب ہوتا ہے کہ ایک چیز کا تعلق دوسری چیز سے ہے۔ جیسے کہیں کہ احمدیہ کے براہین۔ اسی کو مضاف اور مضاف علیہ کے ذریعے کہیں گے براہینِ احمدیہ پس براہین مونث ہیں اس لئے یہ کتاب بھی مونث ہے۔ مزید دیکھیے جیسے قصہ حلیمہ دائی میں پہلا لفظ قصہ ہے جو مذکر ہے تو یہ کتاب بھی مذکر ہے۔
8۔ اسی طرح اردو زبان میں تمام نمازوں کے نام مونث ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔
9۔ ہندی زبان کے مصدر جو اردو میں استعمال ہوتے ہیں ان سے Nouns یعنی اسم بھی بنائے جاتے ہیں اور فعل Verbs بھی جیسے پکارنا ایک مصدر ہے اور پکارو، پکارا وغیرہ افعال ہیں اسی طرح پکار ایک اسم ہے

جو پکارنا سے بنا ہے جیسے مظلوم کی پکار۔ اسی لئے اسے حاصلِ مصدر کہا جائے گا یعنی جو چیز مصدر سے حاصل ہوئی۔ مصدر کی انگریزی اور اردو تعریف اوپر بیان کی جاچکی ہے۔ پس ایسے اکثر اسم جو ہندی مصدر سے بنے ہوں جیسے پکار، پھٹکار، پھنکار، جھنکار، پھسلن، دھڑکن، کھرچن، چبھن، بناوٹ، کھچاوٹ، نیلاہٹ، مہک، روک، چوک، جھلک، چمک، مٹھاس، کھٹاس، نکاس وغیرہ اردو میں مونث ہوں گے۔ ایک بات قابل غور ہے کہ ان الفاظ کے مذکر یا مونث ہونے میں ان کی ادائیگی کا بہت گہرا تعلق ہے، جسے اردو میں لفظ کا وزن کہا جاتا ہے۔ اب دیکھیے ایسے الفاظ جو برتاؤ، بچاؤ کے وزن پہ ہیں وہ مذکر ہیں جیسے بناؤ، لگاؤ، اٹکاؤ، تاؤ، لداؤ وغیرہ۔

حروف تہجی میں ب، پ، ت، ج، چ، ح، خ، د، ڈ، ذ، ر، ز، ژ، ط ظ، ف مونث ہیں۔ **10۔**

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دیکھو! جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالی کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمھیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر امیت غالب ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 386 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ابدال: بدل کی جمع، معنی خود کو بدلنے والا، روحانی ترقی کرنے والا

زمرہ: شمار میں آنا، کسی گروہ یا جماعت کا حصہ بن جانا۔

حقائق: حقیقت کی جمع، یعنی اصل بات، گہرے معنی۔

حقائق کھلنا: حقیقت کا علم ہونا۔ اصل علم حاصل ہونا۔

قلب: دل

تاریکی: اندھیرا

زنگ: پانی سے یا بعض کیمکل سے لوہے کا گلنا اور خراب ہو جانا Rust

استیصال: جڑ سے اکھیڑ دینا، مٹا دینا۔

فیض: فائدہ، نفع، برکت۔

بشارت دینا: خوشخبری سنانا۔

فضل: بخشش، عطا، احسان، دانائی، علم، دانش، زیادتی، افزونی، فضیلت۔

دستگیری کرنا: معاونت، مدد، حمائت، تعاون۔

معلم: استاد

امیت: غیر تعلیم یافتہ، ان پڑھ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 دسمبر 2021ء)

(قسط27ب)

قوائد مذکر و مونث۔ جزو5

اُردو زبان میں قواعدِ مذکر و مؤنث یا اسم کی جنس کے متعلق بحث جاری ہے۔ اس باب میں ہم مزید قواعد کے بارے میں بات کریں گے۔

1۔ عربی زبان میں الفاظ کو ان کی ساخت کے لحاظ سے مختلف بابوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اردو میں عربی کے الفاظ اور گرامر کا بہت سا حصہ استعمال ہوتا ہے اس لئے عربی الفاظ کے مذکر یا مونث ہونے میں عربی گرامر کا اثر پایا جاتا ہے۔ جیسے

بابِ افعال

اس وزن پر آنے والے اردو الفاظ مذکر ہوتے ہیں۔ مثلاً اکرام، احسان، انعام وغیرہ تاہم یہاں بھی بعض ایسے الفاظ ہیں جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسے انشا، افراط، ایذا، امداد، الحاح، اصلاح وغیرہ۔

بابِ افتعال

اس باب کے ہم وزن الفاظ اختیار، اعتدال، اضطراب وغیرہ سب مذکر ہیں۔ مگر بعض الفاظ اس قاعدے کے تحت نہیں آتے جبکہ ان کا وزن یہی ہوتا ہے۔ جیسے ابتداء، انتہا، التجا، احتیاط، احتیاج، اطلاع، اشتہا، اصطلاح، اقتدار وغیرہ سب اردو میں مونث ہیں۔ یعنی جیسے ابتدا ہوتی ہے، انتہا ہوتی ہے وغیرہ۔ ابتدا ہوتا ہے غلط ہے۔

بابِ استفعال

ایسے الفاظ جو بابِ استفعال کے وزن پہ ہیں۔ جیسے استعفا، استقلال، استعمال وغیرہ مذکر ہیں۔ جبکہ بعض الفاظ اس وزن پہ ہونے کے باوجود اس واعدے سے آزاد مونث ہیں جیسے استعداد، استدعا، استغنا، استمداد، استغفار وغیرہ۔ تاہم بعض الفاظ ایسے بھی ہیں جو وقت کے ساتھ مذکر کے طور پہ استعمال ہونے لگے ہیں جیسے استغفار اور استغنا جدید اردو زبان میں مذکر ہی سمجھے اور بولے جاتے ہیں۔ جیسے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بہت استغفار کرنی چاہیے۔ اور یہ بھی کہ سکتے ہیں استغفار کرنا چاہیے۔

بابِ انفعال

ایسے الفاظ جو بابِ انفعال کے وزن پہ ہیں جیسے انکسار، انقلاب، انحراف وغیرہ مذکر ہیں۔

ایسے الفاظ جو بابِ تفعّل کے وزن پہ ہیں جیسے توکّل، تکلّف، تعصّب وغیرہ مذکر ہیں۔ تاہم توقع، توجہ، تمنا، ترشح، تضرع، تہجّد وغیرہ اسی وزن پہ ہونے کے باوجود مونث ہیں۔

بابِ تفاعل

ایسے الفاظ جو بابِ تفاعل کے وزن پہ ہیں جیسے تغافل، تنازع، تلاطم، وغیرہ مذکر ہیں لیکن استثنا بھی موجود ہے جیسے تواضع۔

بابِ تفعلہ

ایسے الفاظ جو بابِ تفعلہ کے وزن پہ ہیں جیسے تذکرہ، تجربہ، تصفیہ، تخلیہ وغیرہ۔

بابِ مفاعلہ

ایسے عربی الفاظ جو بابِ مفاعلہ کے وزن پہ ہیں جیسے مجادلہ، مشاعرہ، معاملہ، مناظرہ، وغیرہ مذکر ہیں۔

بابِ تفعیل

2۔ ایسے تمام عربی الفاظ جو بابِ تفعیل کے وزن پہ ہیں اردو میں مونث ہیں جیسے تحریر، تقریر وغیرہ

3۔ ایسے عربی و فارسی الفاظ جن کے آخر پہ آنے والی (ہ) اضافی ہوتی ہے اکثر مذکر ہوتے ہیں۔ جیسے نسخہ، روضہ، صفحہ، ذرہ، شیشہ، آئینہ، پیمانہ وغیرہ۔ تاہم بعض الفاظ اسی وزن پہ ہونے کے باوجود مونث ہیں۔ جیسے دفعہ، فقہ، توبہ، زوجہ وغیرہ۔

4۔ تمام فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں (ش) ہے مونث ہوتے ہیں۔ جیسے دانش، خواہش، بخشش وغیرہ۔ اس قاعدے کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایک لفظ مصدر اس وقت کہلاتا ہے جب وہ اپنی اصل حالت میں ہوتا ہے۔ یعنی وہ کسی زمانے کے مطابق فعل میں نہیں ڈھلا ہوتا۔ پھر اس لفظ سے فعل، اسم، اسمِ صفت، وغیرہ بنتے ہیں۔ یہی اصول انگریزی میں بھی ہے۔ اس کو انگریزی میں واضح کرتے ہیں۔

"To drive" is an infinitive which is called (مصدر) in Urdu or Persian. From "to drive" we can make driving and itis called gerund in English. A gerund has two functions: it is a noun, and it is an adjective as well.

اب اُردو میں لفظ ہے (بخشنا) جو ایک مصدر ہے اب اس لفظ سے بن سکتا ہے بخشش جو ایک اسم ہے اور حاصلِ مصدر ہے۔ اسی طرح اگر کہیں یہ زمیں بادشاہ کی بخشی ہوئی ہے تو یہاں یہ اسمِ صفت بن جاتا ہے۔ اگر کہیں کہ میں نے اسے بخش دیا۔ تو یہاں یہ لفظ اسم فعل بن جاتا ہے یعنی فعل سے بننے والا اسم۔

5۔ ایسا لفظ جو دو افعال سے مل کر بنتا ہے یا ایک اسم اور ایک فعل سے مل کر بنتا ہے وہ اکثر مونث ہوتا ہے جیسے۔ آمد و رفت، زدو کوب، نشست و برخاست، قطع و برید، تراش خراش، تگ و دو، خرید و فروخت، بود و باش، شکست و ریخت، داد و ہش تاہم بعض الفاظ اسی ساخت کے اس قاعدے سے آزاد بھی ہوتے ہیں ۔ جیسے سوز و گداز، بندوبست۔

6۔ اگر اس طرح بنے ہوئے الفاظ میں سے ایک مذکر اور اور دوسرا مونث ہو تو اس کے مذکر یا مونث ہونے کا دارومدار آخری لفظ کے لحاظ سے ہو گی۔ جیسے آب مذکر ہے اور ہوا مونث تو جب ان دونوں سے مل کر لفظ بنتا ہے آب و ہوا تو اسے بطور مونث استعمال کیا جاتا ہے۔

مثال

شہر کی آب و ہوا صاف نہیں رہی۔

مزید مثالیں: قلم دوات، کشت و خون، تاخت و تاراج، عنایت نامہ، وغیرہ

مگر جب دونوں جز مذکر ہوں تو دونوں سے مل کر بننے والا لفظ بھی مذکر ہو گا۔ اور اگر دونوں مونث ہوں تو مونث ہو گا۔ جیسے آب ورنگ میں آب اور رنگ دونوں مذکر ہیں تو مل کر بھی مذکر ہی رہیں گے۔ اس کی مزید مثالیں ہیں: آب ودانہ، گلقند وغیرہ۔

7۔ بعض الفاظ کی جنس ان کے معنوں کے لحاظ سے بدل جاتی ہے۔ جیسے دوپہر جب دن کے ایک مخصوص وقت کے لیے استعمال ہوتی ہے تو مونث ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں دوپہر ڈھل گئی۔ لیکن جب یہ پہر کے لئے استعمال ہو تو مذکر ہو گا کیونکہ پہر مذکر ہے۔ جیسے کہیں کہ رات کے دوپہر گزر چکے تھے۔

اسی طرح (گزر) جو کہ (گزرنے) کا حاصل مصدر ہے، تو بطور حاصل مصدر یہ مذکر ہے۔ جیسے ایک بادشاہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ لیکن

اگر اس کو بطور بسر اوقات لیا جائے تو یہ مونث ہے جیسے کم آمدنی میں میری گزر نہیں ہوتی۔ ایک اور مثال لفظ تکرار ہے۔ جب اس کا معنی ہو بحث اور جھگڑا تو یہ مونث ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ دوبارہ کے معنوں میں آئے تو مذکر ہو گا۔ جیسے اس لفظ کا تکرار درست نہیں۔ لفظ آب کے بھی دو معنی ہیں پہلا ہے چمک یا صفائی اور یہ مونث ہے جبکہ دوسرا معنی ہے پانی جو مذکر ہے۔

لفظ مد کے کم از کم تین معنی ہیں ایک ہے پانی کی بلند لہریں جیسے کہتے ہیں مدوجزر تو یہاں مد مذکر ہے جیسے دریا کا مد۔ دوسرا معنیٰ ہے حساب جیسے یہ روپے آپ کو کون سی مد میں دیئے جائیں۔ اور یہاں مد مونث ہے۔ تیسرا مد اعراب میں ڈالا جاتا ہے جیسے الف پہ مد ڈالو۔ اور یہ مد مذکر ہے۔

دنیا کے قید خانہ ہونے کی حقیقت:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

آئندہ زندگی میں مومن کے واسطے بڑی تجلّی کے ساتھ ایک بہشت ہے۔ لیکن اس دنیا میں بھی اس کو ایک مخفی جنت ملتی ہے۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ دنیا مومن کے لئے سجن یعنی قید خانہ ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ ابتدائی حالت میں جبکہ ایک انسان اپنے آپ کو شریعت کی حدود کے اندر ڈال دیتا ہے اور وہ اچھی

طرح اس کا عادی نہیں ہوتا، تو وہ وقت اس کے لئے تکلیف کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ لامذہبی کی بے قیدی سے نکل کر نفس کے مخالف اپنے آپ کو احکامِ الٰہی کی قید میں ڈال دیتا ہے۔، مگر رفتہ رفتہ وہ اس سے ایسا انس پکڑتا ہے کہ وہی مقام اس کے لئے بہشت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو قید خانہ میں کسی پہ عاشق ہو گیا ہو۔ پس کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ قید خانہ سے نکلنا پسند کرے گا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 169 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

تجلّی (اسم، مونث): روشنی، نور، اجالا، چمک، شان و شوکت، جلال، عظمت، ظہور، جلوہ، جھلک، ظاہر ہو جانا، غیب سے ظہور میں آجانا، نظر آنے لگنا۔ بڑی تجلّی سے مراد ہے زیادہ واضح اور خوبصورت طور پہ نظر آجانا۔

بہشت (اسم، مذکر): جنت، باغ، جنت جیسی جگہ

مخفی: چھپی ہوئی، پوشیدہ۔

شریعت کی حدود: اسلامی احکامات

عادی: عادت ہونا

لامذہبی: دین اور مذہب سے دور رہنا۔

بے قیدی: غیر منظم زندگی، آزادی

انس پکڑنا: تعلق ہو جانا، محبت اور واقفیت پیدا ہو جانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 دسمبر 2021ء)

(قسط28)

صفت Adjective

اس باب میں ہم اردو زبان میں اسم صفت اور اس کی اقسام کے متعلق بحث کریں گے۔ اس کی کتنی اقسام ہیں اور اس کا درست استعمال کیسے ہوتا ہے نیز یہ کہ صفت ایک اسم میں کیا کیا تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہے۔ صفت کسی بھی اسم کی حالت، کیفیت، تعداد اور مقدار وغیرہ کے بارے میں بتاتی ہے۔ صفت کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ یہ اسم کی حالت کو محدود کر دیتی ہے۔ جیسے (لوگ) ایک اسم یا ناؤن ہے لیکن بغیر کسی صفت کے یہ وسیع یا غیر معین معنی دے رہا ہے مگر جب اس کے ساتھ کوئی صفت لگائیں گے تو اس اسم کا دائرہ محدود ہو جائے گا۔ جیسے اچھے لوگ، بیکار لوگ، بے روزگار لوگ، برے لوگ تو اس طرح ایک صفت اسم کی درجہ بندی کر دیتی ہے اسے ایک مخصوص کیٹیگری میں بند کر دیتی ہے۔

صفت کی اقسام

1۔ صفت ذاتی

2۔ صفت نسبتی

3۔ صفت عددی

4۔ صفت مقداری

5۔ صفت ضمیری

صفت ذاتی

یہ ایک اسم کی ایسی صفت ہوتی ہے جو اس اسم کی اندرونی یا بیرونی حالت بیان کرے جیسے ہلکا، بھاری، ٹھوس، سبز وغیرہ۔

اس صفت کو بنانے کے لئے بعض اوقات دوسرے اسما Nouns یا افعال Verbs استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً لڑنا ایک فعل ہے تو اس سے صفت بنے گی لڑاکا اسی طرح کھیل ایک اسم ہے تو اس سے صفت ہے کھلاڑی۔

اکثر اس صفت، یعنی صفت ذاتی کو بنانے کے کے لئے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے **ہنسی** ایک اسم تو اس سے صفت بنانے کے لئے دو الفاظ استعمال ہوں گے یعنی ہنس اور مکھ (چہرہ) اور صفت بنے گی ہنس مکھ۔ تو آدمی زیادہ تر خوش مزاج رہتا ہو سب سے ہنس کر بات کرتا ہو اسے **ہنس مکھ** کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص بدلحاظ ہو اور بے ادبی سے بات کرتا ہو اسے **منہ پھٹ** کہا جاتا ہے۔

فارسی علامتیں

اسی طرح بعض فارسی زبان میں استعمال ہونے والی علامتیں عربی اور ہندی الفاظ کے ساتھ لگا کر اردو زبان میں صفات بنائی جاتی ہیں۔ وہ علامتیں ہیں مند، نا، بے، دار وغیرہ اور ان کے ذریعے بننے والی صفات کی مثالیں ہیں سعادت مند، ارادت مند، احسان مند، ناشکرا، نافرمان، ناشائستہ، ناگوار، نالائق، بے فکر، بے چین، بے بس، بے یار و مددگار، بے سبب، سمجھ دار، جمع دار، پہرہ دار، چوکیدار، وفادار وغیرہ۔

فارسی و عربی صفات

بذات خود فارسی زبان اور عربی زبان کی ایسی صفات جو ذاتی ہیں اردو زبان میں کثرت سے استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے دانا، احمق، بینا، شریف، نفیس وغیرہ۔ یعنی یہ صفات بنائی نہیں گئیں بلکہ اپنی اصل حالت میں ہی اردو میں آ گئیں ہیں۔

صفات ذاتی کے تین مدارج: Degrees of adjective

درجہ اول میں جو صفت بیان ہوتی ہے وہ صرف اسی چیز یا اسم تک اپنا اثر ڈالتی ہے جس کی بات ہو رہی ہو جیسے اچھا یا برا۔

درجہ دوم میں صفت کے ذریعے دو چیزوں کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ ایک کو دوسرے پہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے لئے حرف (سے) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے یہ کپڑا اس سے اچھا (صفت) ہے۔ راشد، اکبر سے طاقتور (صفت) ہے۔ کینیڈا رقبے کے لحاظ سے پاکستان سے بڑا (صفت) ہے۔

درجہ سوم میں ایک چیز کو اس قسم کی سب چیزوں پہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے لئے (سب سے) کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہ کپڑا سب کپڑوں میں سب سے اچھا ہے۔ جماعت (کلاس) میں یہ لڑکا سب سے ہشیار (سمارٹ) ہے۔

مبالغہ

بعض الفاظ صفات کے ساتھ اس صورت میں استعمال کئے جاتے ہیں جب **صفت کو مبالغے** کا رنگ دینا ہو، اس میں زور پیدا کرنا ہو۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔

بہت، بہت اچھا، بہت ہی اچھا۔ مثلاً یہ منظر بہت پیارا ہے۔ اس شہر کا موسم بہت اچھا ہے۔ یہ رنگ تو بہت ہی پھیکا ہے۔

پھر ایک لفظ صفت کے درجہ دوم پہ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد بھی بات میں زور یا مبالغہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ وہ لفظ ہے (کہیں)۔ مثلاً یہ لڑکا تو اس لڑکے سے کہیں بہتر ہے۔ تو مقصد موازنہ ہی ہے جو کہ صفت ذاتی کے درجہ دوم پہ کیا جاتا ہے مگر بات میں مبالغہ لایا گیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ یہ لڑکا سب سے بہتر ہے مگر اس لڑکے سے کئی گنا بہتر ہے۔

ایک اور لفظ ہے (زیادہ) یہ بھی درجہ دوم میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ زیادہ اچھا ہے۔ اس کا استعمال عام طور پہ سوال کے جواب میں کیا جاتا ہے۔ جب کوئی آپ سے دو چیزوں کے بارے میں رائے مانگے اور بظاہر دونوں چیزیں قابل تعریف ہوں تو فیصلہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ اچھی ہے۔

حجم یا شان و شوکت

اس طرح حجم یا شان و شوکت کے درست بیان کے لئے بعض الفاظ کا صفت کے ساتھ اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں بڑا، کافی، بہت وغیرہ۔ جیسے کہیں کہ میں ایک لمبا سانپ دیکھا۔ اب آپ کہنا چاہتے ہیں کہ چھوٹا

موٹا نہیں بلکہ بہت لمبا سانپ، پوچھنے والا پوچھتا ہے کتنا لمبا سانپ تو آپ کہیں گے کافی لمبا سانپ، بڑا لمبا سانپ وغیرہ۔ تو یہ الفاظ منظر کی درست تصویر کشی کے لئے استعمال ہوں گے۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کر دے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بد عملیوں کے سبب آتی ہے، ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔ میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 170 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ظالم: ظلم کرنے والا، انصاف نہ کرنے والا، حقوق کو دبانے والا

حاکم: ملکی سطح پہ بادشاہ، وزیر اعظم، صدر، صوبائی سطح پہ گورنر، وزیر اعلیٰ، ضلعی سطح پہ پولیس کا افسر وغیرہ

حالت میں اصلاح کرنا: اخلاقی اور روحانی ترقی کرنا، علوم، ہنر سیکھنا، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا، دیانت داری سے قومی، شہری حقوق و فرائض ادا کرنا۔

بد عملیاں: برے کام، بد دیانتی، خیانت، جھوٹ، حقوق دبانا جرائم وغیرہ

خدا کا ستارہ: یعنی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہر تقدیر خیر و شر ہے۔

تلف کرنا: ختم کرنا۔ مارنا، دبانا وغیرہ

حقوق: حق کی جمع۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 دسمبر 2021ء)

(قسط29)

صفت۔ جزو2

گزشتہ باب سے ہم نے اردو زبان میں صفت کے استعمالات پہ بحث کا آغاز کیا ہے۔ اور یہ واضح کر دیا تھا کہ صفت کو انگریزی میں adjective کہتے ہیں۔ صفت کسی اسم یعنی کسی شخص، چیز یا جگہ کے نام میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ جیسے سادہ نام ہے لڑکا تو نیک ایک صفت ہے پس جب ہم کہیں گے کہ نیک لڑکا تو ہم اسم لڑکا میں اضافی معلومات دیں گے کہ لڑکا ہے اور نیک ہے وغیرہ۔ اسی طرح صفت کی اقسام ہوتی ہیں جن پہ ہم آئندہ آنے والے اسباق میں بات کرتے چلے جائیں گے۔ اس وقت جس قسم کا ذکر چل رہا ہے وہ ہے 'صفت ذاتی' اس وقت ہم اسم صفت کے ساتھ لگ کر معنوں کو مزید بڑھانے والے، مبالغہ پیدا کرنے والے اور درست تصویر کشی میں مدد کرنے والے الفاظ پر بات کریں گے۔

بڑا

یہ لفظ کسی چیز کے حجم یا جسامت کو بیان کرنے میں اس وقت مدد کرتا ہے جب کسی چیز کا حجم یا جسامت عام حد سے زیادہ بڑی ہو۔ مثلاً لمبا سانپ کو مزید وضاحت دینے کے لئے کہیں گے بڑا لمبا سانپ۔ گہرا تالاب۔ بڑا گہرا تالاب۔

نہایت

یہ لفظ فارسی الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ لیکن ایک عام اردو بولنے والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ کون سا لفظ اردو میں فارسی ہے۔ لہذا مشق اور مطالعہ کسی زبان میں کمال حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اب مثالیں دیکھتے ہیں۔ نہایت عمدہ، نہایت نفیس۔

ایک

بعض اوقات 'ایک' کا لفظ بھی زور یا مبالغہ پیدا کر دیتا ہے مگر برائی اور مذمت کے معنی میں۔ جیسے ایک چھٹا ہوا یعنی بہت برا، بدنامِ زمانہ شخص۔ ایک بد ذات ہے۔ وغیرہ

اسی طرح: **اعلیٰ، اعلیٰ درجہ، اوّل نمبر، اوّل درجہ، پرلے درجہ** کے الفاظ بھی یہی کام دیتے ہیں۔ جیسے اوّل نمبر کا احمق، پرلے درجے کا بیوقوف۔

سا

یہ لفظ بھی صفات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد کسی چیز کی کسی دوسری چیز سے تھوڑی مشابہت بیان کرنا ہوتا ہے جو صفت میں کمی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسے پاگل سا۔ یعنی پاگل نہیں ہے بس پاگلوں جیسی کچھ حرکات ہیں۔ اسی طرح بیوقوف سا، لال سا، کالا سا وغیرہ۔

بعض اوقات 'سا' کو ہٹا کر ایک مبالغہ ظاہر کیا جاتا ہے یعنی کمہ کی بجائے ایک زیادتی ظاہر کی جاتی ہے۔ جیسے اس کا چہرہ غصے سے لال انگارہ ہو گیا۔ **لال بھبوکا، کالا بھجنگ، کڑوا زہر، ٹھنڈا برف، سوکھا کانٹا، اندھیرا گھپ، میلا چیکٹ، بڈھا پھوس۔**

'سا' کا استعمال صفت کی زیادتی کے لئے اس طریق سے بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے بہت سا آٹا، بڑا سا گھر۔ سا ان معنوں میں سنسکرت جو کہ ہندوستان کی ایک انتہائی قدیم زبان ہے اس کے الفاظ شس بمعنی گُنا (جیسے ایک گنا، دو گنا) اور سما سے نکلا ہے جو مشابہت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں یہ الفاظ 'سا' بن گئے۔

منفی صفات ذاتی

اردو زبان میں بعض حروف اور الفاظ ایسے ہیں جن کے لگانے سے صفت میں نفی کے معنی آجاتے ہیں۔ جیسے ا (الف) لگانے سے اٹوٹ (نہ ٹوٹنے وال)، اٹل (نہ بدلنے والا)، امر (نہ مرنے والا) بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اَن لگانے سے انجان۔ بے لگانے سے بے دھڑک (نڈر)، بے جوڑ (یعنی جو بے ربط ہو)۔ بِن لگانے سے بن بیاہا، بن بلایا۔ نِ لگانے سے جیسے نڈر وغیرہ

صفات نسبتی

صفات نسبتی وہ صفات ہیں جن سے کسی دوسری چیز سے تعلق، دلچسپی یا رشتہ ظاہر ہو۔ مثلاً ہند یا ہندوستان سے ہندی، عرب سے عربی فارس سے فارسی، آب یعنی پانی سے آبی جیسے مچھلی ایک آبی جانور ہے۔ پیاز سے پیازی یعنی پیاز کے چھلکوں کے رنگ کا کپڑا وغیرہ۔

1۔ عموماً یعنی عام اصول یہ ہے کہ صفاتی نسبت یا تعلق کے اظہار کے لئے اسم کے آخر پہ 'ی' لگا دیتے ہیں جیسے پہلے بیان ہوا کہ ہند سے ہندی اور پیاز سے پیازی۔

2۔ اگر کسی اسم یعنی چیز وغیرہ کے نام کے آخر پہ 'ی، ہ یا الف' ہو تو 'ی، ہ اور الف' کو واؤ سے بدل کر 'ی' بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے موسیٰؑ سے موسوی، عیسیٰؑ سے عیسوی، دہلی سے دہلوی وغیرہ۔

3۔ بعض اوقات 'ہ' کو غائب کر کے یہ صفت بنالی جاتی ہے جیسے مکہ سے مکی، مدینہ سے مدنی اور قادیان سے قادیانی وغیرہ۔

ایک بات غور طلب ہے کہ اگر صفات نسبتی بغیر کسی اسم کے آئے تو بجائے خود اسم کا کام دیتی ہے جیسے بنگالی بڑے ذہین ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریاکاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔ متقی ہونا مشکل ہے۔ مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تونے قلم چرایا ہے تو، تُو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصولِ تقویٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے ملہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے

الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کی منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 173 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

باریک مضمون: پیچیدہ، مشکل، عام فہم نہ ہونا، بلکہ غور طلب ہونا

ریاکاری: دکھاوا کرنا، صرف لوگوں میں عزت حاصل کرنے کے لئے کوئی کام کرنا

واپس الٹانا: یعنی برعکس نتیجہ نکلنا، بجائے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے ناراض کر لینا۔

پرہیز: سیاق وسباق کے مطابق اس کا مطلب ہے کسی بدزنی، بدگمانی کا جواب دینے کی بجائے محض خدا تعالیٰ کی خاطر خاموش رہنا اور غصے کے وقت غصہ نہ کرنا۔

طیش: سخت غصہ

روبحق: رو کا معنی ہے چہرہ یا توجہ اور حق سے مراد ہے اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہ ہونا۔

معجزات: معجزہ کی جمع، ایسا کام جو غیر معمولی ہو۔ عام قانون قدرت سے مختلف ہو۔

الہامات: الہام کی جمع، اللہ تعالیٰ کا کسی انسان سے کلام کرنا۔

فرع: قِسم، نوع، شاخ، حصّہ، شعبہ

ملہم: جسے الہام ہو

جانچو: سمجھنا، پرکھنا

منازل: منزل کی جمع

سب طرف سے آنکھیں بند کر کے: محاورہ ہے یعنی پوری توجہ سے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 جنوری 2022ء)

(قسط30)

صفت۔ جزو3

گزشتہ باب میں جہاں سلسلہ رکا تھا وہیں سے اسے لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ صفت نسبتی پہ بات ہو رہی ہے۔ صفات نسبتی وہ صفات ہیں جن سے کسی دوسری چیز سے تعلق، دلچسپی یا رشتہ ظاہر ہو۔ مثلاً ہند یا ہندوستان سے ہندی، عرب سے عربی فارس سے فارسی، آب یعنی پانی سے آبی جیسے مچھلی ایک آبی جانور ہے۔ پیاز سے پیازی یعنی پیاز کے چھلکوں کے رنگ کا کپڑا وغیرہ۔ اب اس کے بنانے یا بننے کے مزید قواعد پہ نظر ڈالتے ہیں۔

انہ

1۔ (انہ) بڑھانے سے بھی نسبت ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے غلام سے غلامانہ۔ غلام ایک اسم ہے جس کا معنی ہے ایسا شخص جو کسی کی ملکیت ہو خواہ مستقل طور پہ یا عارضی طور پہ۔ زمانہ قدیم میں غلام بطور نوکر کے کام کرتے تھے اور جنگوں وغیرہ میں جو جنگی قیدی ہوتے تھے ان کو غلام بنالیا جاتا تھا۔ موجودہ دور میں غلام گھریلو نوکر، ملازم پیشہ افراد کی شکل میں موجود ہیں۔ تو جب غلامانہ کہیں گے تو یہ غلام سے نسبتی صفت بن جائے گی۔ غلامانہ سوچ، کردار وغیرہ۔ پھر عاقل سے عاقلانہ۔ عاقل بذات خود بھی صفت ہے جو عقل سے نکلی ہے۔ یعنی ایسا شخص جو عقل استعمال کرے۔ ایسے شخص کی سوچ یا قوت فیصلہ کو عاقلانہ کہیں گے۔ جاہل سے جاہلانہ اور مرد سے مردانہ وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

ہندی کی علامتیں

2۔ ہندی کی بعض علامتیں اگر کسی اسم کے آخر پہ لگادی جائیں تو وہ نیا لفظ اسی اسم کی صفت نسبتی بن جائے گی۔ یعنی اس اسم سے ایک تعلق کا اظہار کرنے والی صفت بن جائے گی۔

اسم کے آخر پہ را یا لا لگانے سے: سنہرا (سنہری رنگ کا)، روپہلا (اجالے کی لکیر، چاندی جیسا)، چچیرا (چچازاد)۔

ار لگانے سے: جیسے گنوار (غیر تہذیب یافتہ) گاؤں سے نکلا ہے۔

لا یا الا لگانے سے: سانولا (سیاہی مائل گندم گوں رنگ)، رنگیلا (رنگ سے، ماڈرن اور آزاد خیال مگر برے معنوں میں)، مٹیالا (مٹی سے، مٹی جیسے رنگ کا) اکیلا، منجھلا (درمیان والا، جیسے تین بھائیوں میں سے درمیان والا، بڑے سے چھوٹا، سب سے چھوٹے سے بڑا)، پچھلا، اگلا۔

والا لگانے سے: جیسے سبز والا، پہلے والا، چھوٹے والا۔

کا لگانے سے: جیسے غضب کا (یعنی بہترین)، قیامت کا (اچھے برے دونوں معنوں میں آتا ہے)۔

سا لگانے سے: چاند سا، پھول سا۔

صفت عددی

یہ کسی اسم کی ایسی صفت ہوتی ہے جو اس کی تعداد بتاتی ہے۔ تعداد دو قسم کی ہوتی ہے۔

معین تعداد: جب کسی چیز کا ٹھیک ٹھیک عدد معلوم ہو جیسے پانچ آدمی، چھ گھوڑے،

تعداد غیر معین: جب ٹھیک ٹھیک تعداد کسی چیز کی معلوم نہ ہو جیسے چند لوگ، بعض احباب۔

تعداد غیر معین کے لئے اکثر یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

کئی، چند، بعض، سب، کل، بہت، بہت سے، تھوڑا، تھوڑے، کم، کچھ

تعداد معین کی اقسام

1۔ معمولی تعداد جیسے دو، تین، چار، وغیرہ

2۔ تعداد ترتیبی: جس سے کسی شے کی ترتیب معلوم ہوتی ہو۔ جیسے ساتواں، پانچواں وغیرہ۔ اس کے بنانے کا طریق یہ ہوتا ہے کہ تعداد معین کے آخر آگے 'وان' لگادیتے ہیں۔ لیکن پہلے چار عدد اور چھ کا ہندسہ اس قاعدے کے تحت نہیں آتے۔ ان کی تعداد ترتیبی یہ ہے۔

پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا، چھٹا۔

بعض اوقات اعداد کے آخر پہ 'وں' لگا دیا جاتا ہے اس کا مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کے سب کے سب یعنی کلیت کے اظہار کے لئے۔ جیسے پانچوں، تینوں، چاروں، ساتوں، آٹھوں وغیرہ۔ بعض اوقات تاکید کے لئے ایسے الفاظ کو دہرا دیا جاتا ہے۔ جیسے وہ دونوں کے دونوں چلے گئے، وہ ساتوں کے ساتوں نکلے نکلے وغیرہ۔ یہ بات یاد رہے کہ ان تمام طریقوں سے صفت نسبتی بنائی جاتی ہے۔

فارسی زبان میں عدد کے آخر پہ م کا اضافہ کرنے سے بھی صفت نسبتی بن جاتی ہے جیسے یکم، دوم، سوم، چہارم وغیرہ۔

3۔ تیسری قسم تعداد معین کی **تعداد اضافی** ہے۔ اس میں کسی عدد کا ایک یا ایک سے زائد بار دہرانا پایا جاتا ہے۔ اُردو میں کئی طرح سے استعمال ہوتی ہے۔

(ا)۔ عدد کے آگے گُنا لگا دینے سے جیسے دُگنا، تگنا، چوگنا۔ گنا دراصل سنسکرت کے لفظ (گون آ) سے ہے جس کے معنی ہیں قسم۔ تو دُگنا کا آسان مطلب ہوا دو دفعہ، دوبار وغیرہ۔

(ب)۔ عدد کے آگے (چند) بڑہانے سے بھی صفت نسبتی بن جاتی ہے۔ جیسے دوچند، سہ چند، دہ چند وغیرہ۔

(ج)۔ عدد کے آگے (ہرا) لگانے سے صفت نسبتی بن جاتی ہے۔ جیسے اکہرا، دوہرا، تہرا، چوہرا وغیرہ۔

قاعدہ

بعض اوقات تعداد معین کے آگے (ایک) کا لفظ بڑہا دینے سے وہ تعداد غیر معین ہو جاتی ہے۔ جیسے وہاں پچاس آدمی بیٹھے تھے۔ یہ فقرہ ایک معین تعداد کو ظاہر کر رہا ہے اگر اس کے اس طرح کر دیں کہ وہاں پچاس ایک آدمی بیٹھے تھے تو یہ ایک غیر معین تعداد کو ظاہر کرے گا جو بتا رہی ہے کہ اندازاً وہاں پچاس آدمی ہوں گے۔

قاعدہ

اسی طرح غیر معین تعداد کو بیان کرنے کے لئے ، دس، بیس، پچاس، سینکڑوں ، ہزاروں ، لاکھوں ، کروڑوں بھی استعمال ہوتے ہیں جو محض ایک اندازے کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً مجھے دسیوں کام ہیں۔ اس مکان میں بیسیوں کمرے ہیں۔ ہر روز سینکڑوں آدمیوں سے ملنا پڑتا ہے۔ وہاں ہزاروں آدمی

جمع تھے۔ اس کام پہ لاکھوں روپیہ صرف ہوگا۔ اسی طرح ان کی جمع بھی استعمال ہوتی ہے جیسے صدہا، لکھو کھا، کروڑہا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جتنے نبیؑ آئے سب کا مدعا یہی تھا کہ تقویٰ کا راہ سکھلائیں۔ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ (الانفال: 35) مگر قرآن شریف نے تقویٰ کی باریک راہوں کو سکھلایا ہے۔ کمال نبی کا کمال امت کو چاہتا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین تھے ﷺ اس لئے آنحضرتؐ پر کمالات نبوت ختم ہوئے۔ کمالات نبوت ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم نبوت ہوا۔ جو خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے اور معجزات دیکھنا چاہے اور خارق عادت دیکھنا منظور ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی بھی خارق عادت بنا لے۔ دیکھو امتحان دینے والے محنتیں کرتے کرتے مدقوق کی طرح بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ پس تقویٰ کے امتحان میں پاس ہونے کے لئے ہر ایک تکلیف اٹھانے کے لئے طیار ہو جاؤ۔ جب انسان اس راہ پر قدم اٹھاتا ہے تو شیطان اس پر بڑے بڑے حملے کرتا ہے لیکن ایک حد پر پہنچ کر آخر شیطان ٹھہر جاتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب انسان کی سفلی زندگی پر موت آکر وہ خدا کے زیر سایہ ہو جاتا ہے۔ وہ مظہر الہیٰ اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ مختصر خلاصہ ہماری تعلیم کا یہی ہے کہ انسان اپنی تمام طاقتوں کو خدا کی طرف لگا دے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 174-173 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مدعا: مقصد، غرض

تقویٰ کا راہ: تقویٰ کا مطلب خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت، ایسی حکمت عملی جس کے ذریعے تقویٰ حاصل ہو سکتا ہے۔

باریک راہیں: ایسی حکمت عملی جو تفصیلی ہو اور جس کے ذریعے انسان ترقی کے نئے مدارج طے کر سکتا ہو۔

کمال: یعنی ترقی کا انتہائی مقام، جہاں تمام صلاحیتیں نکھر کے سامنے آجائیں۔

خارق عادت: غیر معمولی بات یا کام۔

مدقوق: دق یعنی ٹی بی کا مریض Patient of tuberclosis

طیار: تیار کی پرانی تحریری شکل

سفلی زندگی: پست اور ناپاک خواہشات والی زندگی

زیر سایہ: پناہ میں آجانا

مظہر الہیٰ: خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنانے والا

خلاصہ: سمری، بات کا مقصد چند الفاظ میں بیان کرنا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 جنوری 2022ء)

(قسط31)

صفت۔ جزو4

اسم صفت اس کی اقسام اور ان اقسام کی تفاصیل زیر بحث ہیں۔ گزشتہ باب میں ہم نے اسم صفت کی قسم صفت نسبتی پہ بحث مکمل کی تھی۔ اس باب میں ہم اسم صفت کی قسم صفت مقداری پہ بات کریں گے۔

صفت مقداری

یہ کسی اسم کی ایسی صفت ہوتی ہے جو کسی چیز کی مقدار یا جسامت کو ظاہر کرتی ہے۔

Quantitative Adjective(صفت مقداری): **A word that modifies (اثرڈالنا) a noun (اسم) by indicating a number/quantity** is called a quantitative adjective.

مقدار دو قسم کی ہے۔ ایک معین (یعنی جو مقرر ہو،Fixed) دوسری غیر معین۔

غیر معین: یہ ایک ایسی مقدار ہوتی ہے جو مقرر نہیں ہوتی۔ جیسے بہت، تھوڑا، کم، کچھ، زیادہ وغیرہ۔

(ا)۔ یہ الفاظ تعداد (یعنی جو چیز گنی جاسکے) اور مقدار (جو چیز گنی نہ جاسکے مگر وزن کی جاسکے) دونوں کے لئے آتے ہیں۔ اور یہ کب مقدار کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور کب تعداد کے لئے اس کا فیصلہ اس اسم سے ہوتا ہے جس کے لئے یہ استعمال ہو رہے ہوں۔ دیکھنا یہ ہو گا کہ وہ چیز جس کے لئے یہ استعمال ہو رہے ہوں کیا وہ گنی جاسکتی ہے یا اسے تولا جاتا ہے۔ جیسے بہت سے آدمی ہیں (تعدادی)۔ اور بہت سا گڑ رکھا ہے (مقداری)۔

(ب)۔ ان کے علاوہ کتنا، جتنا، اتنا بھی صفات مقداری کے لئے آتے ہیں۔

مثالیں: دیکھو برتن میں **کتنا** (یعنی کتنی مقدار ہے) پانی ہے۔ **جتنا** (مقدار) کھانا کھا سکو کھاؤ۔ **اتنا** پانی مت پیو۔ اُف **اتنا** بڑا کیڑا۔ بعض موقعوں پہ **(یہ اور وہ)** ان معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے **یہ بڑا** بچھو، اب کی برسات کا **وہ زور** ہے کہ خدا کی پناہ، **یہ ڈھیر** کتابوں کا پڑا ہے۔

صفات ضمیری: یہ ایسی ضمائر ہوتی ہیں جو صفت کا کام دیتی ہیں۔

There are pronouns (ضمائر) that work as adjectives.

صفت ضمیری

جیسے وہ، کون، کون سا، جو، کیا یہ الفاظ جب تنہا آتے ہیں تو ضمیر ہیں اور جب کسی اسم کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو صفات ہیں۔ **وہ** عورت آئی تھی۔ **یہ** کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ **کون** شخص ایسا کہتا ہے۔ **جو** کام تم سے نہیں ہو سکتا اسے ہاتھ کیوں لگاتے ہو۔ **کیا** چیز گر پڑی۔

صفت کی تذکیر و تانیث

اردو زبان میں اسم صفت پہ اس چیز کی جنس کا اثر پڑتا ہے جس چیز کی وہ صفت ہوتی ہے۔ اگر وہ چیز واحد یعنی ایک ہوگی تو صفت کی تحریری شکل اور ہوگی جیسے اچھا لڑکا۔ یہاں ایک لڑکا ہے تو صفت ہے 'اچھا' دوسری مثال دیکھیے۔ اچھے لڑکے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جیسے لڑکا سے لڑکے بنا اسی طرح اسم صفت اچھا سے اچھے بن گیا۔ تو چیز کے واحد یا جمع ہونے کا بھی اسم صفت پہ اثر پڑتا ہے۔ اب مذکر اور مونث کا اسم صفت پہ اثر دیکھتے ہیں۔ اچھا لڑکا۔ میں اچھا اسم صفت ہے اور لڑکا مذکر ہے۔ اچھی لڑکی۔ یہاں اچھی اسم صفت ہے اور لڑکی مونث ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ اسم کی جنس تبدیل ہوتے ہی اسم صفت کی شکل بھی بدل گئی۔

قاعدہ: اگر مذکر کے آخر میں (الف) ہوتا ہے تو یہ (الف) بدل کر (ی) سے بدل جاتا ہے۔ اسی طرح جمع میں بھی (الف) کو (ی) سے بدل دیتے ہیں۔ مگر جمع مونث میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

اچھا مرد (واحد مذکر)، اچھے (تبدیل ہو گیا) مرد (جمع مذکر)، اچھی عورت (واحد مونث)، اچھی (کوئی تبدیلی نہیں ہوئی) عورتیں (جمع مونث)۔

دیوانہ انسان (واحد مذکر)، دیوانے (تبدیل ہو گیا) انسان (جمع مذکر)، دیوانی عورت (واحد مونث)، دیوانی (کوئی تبدیلی نہیں ہوئی) عورتیں (جمع مونث)۔

یہی اثرات عددی صفات پہ بھی پڑتے ہیں جب چیز کی جنس بدل جاتی ہے۔ جیسے پانچواں مرد (واحد مذکر)، پانچویں عورت (واحد مونث)۔

However, when a preposition (حرف ربط) comes after a masculine noun (اسم مذکر) then adjective's(اسم صفت کی شکل) form will be changed and become a passive (مجہول)form. However, there won't be any difference in case of feminine noun.

جیسے پانچواں اونٹ کے بعد اگر حرفِ ربط آجائے تو پانچواں بدل کر پانچویں ہو جائے گا۔ جیسے پانچویں اونٹ پر (حرف ربط) سامان زیادہ لادا گیا۔ لیکن اگر اسم مونث ہو تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جیسے پانچویں منزل۔ اور وہ لوگ پانچویں منزل پہ رہتے ہیں۔ یہاں منزل مونث ہے اور اس مراد بلڈنگ کا پانچواں لیول ہے۔

صفات کی تصغیر

اردو زبان میں جیسے اسم یا چیز کی جنس اسم صفت پہ اثر انداز ہوتی ہے اسی طرح چیز کا چھوٹا یا بڑا ہونا بھی بعض اوقات اسم صفت پہ اثر انداز ہوتا ہے۔ لمبی چیز اگر کچھ زیادہ ہی لمبی ہو اور اس کا حلیہ عجیب و غریب ہو تو اسے لمبوتری یا لمبوترا بھی کہا جاتا ہے اس میں کسی قدر حقارت یا تنقید بھی پائی جاتی ہے۔ اسی طرح چھوٹے سے چھٹکا وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جبکہ ہر جوہر قابل کے لئے خدا نے یہی قانون رکھا ہے وہ اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں مگر کچھ وقت نہیں گزرتا کہ وہ اس سبزہ کی طرح (جو خس و خاشاک میں دبے ہوئے دانے سے نکلتا ہے) نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار

ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطہءِ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن نہ اس لئے کہ غرق کئے جاویں بلکہ اس لئے کہ ان موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کی تہ میں ہیں۔ وہ آگ میں دالے جاتے ہیں نہ اس لئے کہ جلائے جائیں بلکہ اس غرض کے لئے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دکھایا جاوے۔ غرض ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور ہنسی کی جاتی ہے۔ ان پہ لعنت کرنا ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اپنی نصرت کی چمکار دکھاتا ہے۔ اس وقت دنیا کو ثابت ہو جاتا ہے اور غیرت الہیٰ اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اس کی باری آتی ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 177 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

جوہر: ہنر، کمال، لیاقت، عطر، قیمتی پتھر مثلاً ہیرا، یاقوت، یہاں مراد ہے ان خوبیوں کا حامل انسان۔

قابل: قیمتی، نایاب

قانون: Law of nature

مٹی میں پھینک دینا: مشکلات میں سے گزارنا، بظاہر نظر انداز کر دینا۔

خس وخاشاک: گھاس پھوس

آب: چمک دمک، شان وشوکت۔

قدیم سے: جب سے دنیا بنی ہے۔

ورطہ: وہ زمین جہاں راستہ نہ ہو، ہلاکت کا مقام نیز گڑھا، کنواں، غار، بھنور، گرداب پانی کا چکر، مصیبت، تباہی، بربادی۔

عظیمہ: عظیم کی مونث، سخت، شدید۔

غرق: ڈوبنا، تباہ ہونا۔

دریائے وحدت: خدائے واحد کی ہستی کا علم، محبتِ الہٰی کا عرفان۔

ٹھٹھا: مذاق، تمسخر۔

جلوہ: تجلی، نظارہ، تائید و نصرت۔

چمکار: چمک، تجلی۔

اعداء: دشمن۔

پاش پاش کرنا یا ہونا: تباہ و برباد کر دینا۔

نوبت: وقت، زمانہ، باری۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 جنوری 2022ء)

(قسط32)

ضمیر Pronoun

وہ الفاظ جو کسی اسم کی بجائے استعمال کئے جاتے ہیں اردو زبان میں ضمیر کہلاتے ہیں۔ ان کے استعمال کی وجہ اکثر زبانوں میں تقریباً ملتی جلتی ہے۔ یعنی کسی اسم یا نام کو بار بار استعمال کرنے سے بچنے کے لئے ضمیر استعمال ہوتی ہے کیونکہ اس طرح تحریر و تقریر میں روانی قائم نہیں رہتی اور پڑھنے والوں اور سننے والوں پہ بھی کسی نام کا بار بار لیا جانا ناگوار گزرتا ہے۔

ضمیر کی مثالیں: وہ، تم، میں آپ وغیرہ ہیں۔

ضمیر کی اقسام

1۔ شخصی، 2۔ موصولہ، 3۔ استفہامیہ، 4۔ اشارہ، 5۔ تنکیر

شخصی ضمیر: یہ اشخاص یعنی انسانوں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں (Forms)

جو بات کرتا ہے، ضمیر متکلم (کلام یعنی بات کرنے والا):First person

جس سے بات کی جاتی ہے (مخاطب یعنی جس کو مخاطب کیا جائے):Second person

جس کی بات کی جاتی ہے (غائب):Third person

جبکہ اس کی تین حالتیں ہیں:Three Cases

فاعلی، مفعولی، اضافی:Subjective, objective, Possessive

ضمیر متکلم: میں اور ہم۔ میں واحد کے لئے اور ہم جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(میں) حالت فاعلی:Subjective Case

(مجھے یا مجھ کو)حالت مفعولی:Objective Case

(میرا)حالت اضافی یعنی ملکیت:Possessive Case

(ہم)حالت فاعلی:Subjective Case

(ہمیں یا ہم کو)حالت مفعولی:Objective Case

(ہمارا)حالت اضافی یعنی ملکیت:Possessive Case

یعنی جب انسان خود اپنی بات کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں نے یہ کہا یا میں یہ لکھا وغیرہ تو یہ ضمیر متکلم کی فاعلی حالت ہوتی ہے۔ جب کوئی اس انسان سے کوئی معاملہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے یہ کہا گیا یا مجھ کو بتایا گیا وغیرہ تو یہ ضمیر متکلم کی مفعولی حالت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب وہ کہنا چاہتا ہے کہ یہ چیز میری ملکیت ہے تو وہ کہتا ہے میری تحریر، میرا کھانا، میرا کام وغیرہ اور یہ ضمیر متکلم کی اضافی حالت ہوتی ہے۔ یہی معاملہ ہم کے ساتھ ہے۔

ضمیر مخاطب: تو اور تم

(تُو)حالت فاعلی:Subjective Case

(تجھے یا تجھ کو)حالت مفعولی:Objective Case

(تیرا)حالت اضافی:Possessive Case

جب کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو مخاطب کرتا ہے تو وہ اسے تُو، تم یا آپ کہتا ہے۔ جدید اردو میں تُو کا استعمال جب کسی انسان کے لئے کیا جائے تو یہ حقارت کے معنوں میں ہو گا لیکن جب تُو خدا تعالیٰ کے لئے آئے تو اس کی وحدانیت کی شان کو ظاہر کرتا ہے۔ پس انسانوں کو بے تکلفی کی صورت میں، کم عمری، کم مرتبہ ہونے کی صورت میں تم کہا جاتا ہے۔ تاہم انتہائی محبت کے لئے بھی تم استعمال کیا جاتا ہے۔ تاہم تم واحد اور جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے تم اچھے انسان ہو۔ تم لوگ اپنی تعلیم پہ توجہ دو۔ جب تم جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے ساتھ بعض الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے تم لوگ، تم سب، تم

سارے وغیرہ۔ اسی طرح جدید اردو میں آپ بھی واحد، جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آجکل کی مہذب دنیا میں کم عمر، ماتحتوں کو بھی مہذب انداز میں مخاطب کرنے کے لئے آپ کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ عزت اور مرتبے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح تُو سے تجھے یا تجھ کو اور تیرا بنتے ہیں اسی طرح تم سے تمھیں یا تم کو اور تمھارا بنتے ہیں اور یہ بالترتیب حالت فاعلی، حالت مفعولی اور حالت اضافی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اردو میں جس حالت کو حالت اضافی کہا جاتا ہے وہ دراصل ملکیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اس کے لئے درست اصطلاح حالت ملکیت ہونی چاہئیے۔

ضمیر غائب: وہ

(وہ) حالت فاعلی: Subjective Case

اسے یا اس کو حالت مفعولی: Objective Case

(اس کا) حالت اضافی یعنی ملکیت: Possessive Case

بس **'وہ'** مذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ لڑکا، وہ عورت، وہ مرد، وہ مکان، وہ دکان وغیرہ۔ اسی طرح جمع کے لئے بھی 'وہ' ہی استعمال ہوتا ہے جیسے وہ لڑکے، وہ عورتیں، وہ مکانات، وہ دکانیں۔ تاہم جب حالت مفعولی ہو تو واحد اور جمع میں فرق آجاتا ہے۔ جیسے واحد کے لئے اسے یا اس کو استعمال ہوتا ہے۔ یہ کتاب اس لڑکے کو دے آؤ۔ یہ بچہ اس عورت کا ہے۔

جمع کی صورت میں **'ان کو یا انھیں'** استعمال ہو گا۔ یہ کتابیں ان بچوں کو دے دو۔ ان بچوں سے ان کا نام پوچھو۔ ان عورتوں کو ادویات پہنچادو۔ یہ خط انھیں دے دیں۔ 'انھیں' عزت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع کے لئے بھی۔

حالت اضافی یا ملکیت میں بھی واحد اور جمع کا فرق ہے مگر مذکر اور مونث کا کوئی فرق نہیں۔ اس لڑکے یا لڑکی سے **اس کا** نام پوچھو۔ یہ گھر **اس کا** ہے۔ ان لڑکوں سے **ان کا** نام پوچھو۔ ہمارے محلے میں غیر ملکی رہتے ہیں یہ گھر **ان کا** ہے۔ چند خاص باتیں ضمائر سے متعلق:

تُو جو واحد مخاطب کی ضمیر ہے۔ عام بول چال میں صرف اس وقت استعمال کی جاتی ہے جب غصہ، نفرت یا حقارت کا اظہار کرنا ہو۔

تُو خدا تعالیٰ کے لئے اس کی وحدانیت کی شان کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس میں شدید محبت اور اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ کوئی تیرے جیسا نہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تُو شاعری اور ادبی نثر میں بھی محبت کے لئے یا انتہائی توقع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہیں اے میرے پیارے بیٹے مجھے تجھ سے یہ امید نہ تھی۔ تو یہاں حقارت نہیں انتہائی توقع کا اظہار ہے جو ٹوٹ گئی۔

تم بھی شاعری اور نثر میں بعض اوقات انتہائی محبت، بے تکلفی یا دوستی کے رشتے کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ہم جو کہ ضمیر متکلم کی جمع ہے واحد کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ اندازِ گفتگو ہو سکتا ہے جیسے بعض علاقوں میں لوگ میں کی بجائے کود کو ہم کہتے ہیں۔ اسی طرح طاقتور اور امیر لوگ یا علم و معرفت اور روحانیت میں بہت بڑے مقام پہ فائز لوگ بھی خود کو ہم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ جیسے بادشاہ کہتے ہیں کہ ہمارے حکم کی تعمیل کیوں نہیں ہوئی، اردو کے مشہور ادیب اور شعرا بھی میں کی بجائے ہم کا لفظ استعمال کرتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے مقدس ملفوظات میں بھی خود کے لئے ہم کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ہم کا استعمال بات کرنے والا اس صورت میں بھی کرتا ہے جب وہ بات کو عمومیت کا رنگ دینا چاہے۔ جیسے ہم سب نے ہی ایک دن دنیا سے چلے جانا ہے۔ ہماری قوم ترقی نہیں کر سکتی وغیرہ۔

آپ عزت و احترام کے لئے واحد غائب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آپ نے فرمایا، آپ نے صبر کا نمونہ دکھایا وغیرہ۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اُس طرف سے اگر تکاہل اور تساہل ہو گا تو اِدھر سے بھی حرکت نہ ہو گی۔ اُدھر سے مجاہدہ ہو گا تو اِدھر سے بھی حرکت ہو گی۔ مجاہدہ ایک ایسی شے ہے کہ اس کے بدوں انسان کسی ترقی کے بلند مقام کو پا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) جو لوگ ہم

میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔ غرض مجاہدہ کرو اور خدا میں ہو کر کرو تا کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں اور ان راہوں پر چل کر تم اس لذت کو حاصل کر سکو جو خدا میں ملتی ہے۔ اس مقام پر مصائب اور مشکلات کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔ یہ وہ مقام ہے جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں شہید کہتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 180 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

اُس طرف سے: انسان کی طرف سے۔

تکاہل: کاہلی، سستی۔

تساہل: سستی، بے پروائی، غفلت۔

حرکت نہ ہونا: کوئی ردعمل نہ ہونا، جواب نہ ملنا، محبت کا اظہار نہ ہونا، نتیجہ نہ نکلنا۔

مجاہدہ: سخت محنت، کوشش۔

اس کے بدوں: اس کے بغیر، اس کے بنا۔

راہیں کھول دینا: عرفان، فہم وادراک عطا فرمانا۔

خدا میں ہو کر: خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے۔

مصائب: مصیبت کی جمع

مشکلات: مشکل کی جمع، جو کام آسان نہ ہو۔

کچھ حقیقت نہ رہنا: غیر اہم ہو جانا، بے اثر ہو جانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 جنوری 2022ء)

(قسط 33)

ضمیر:Pronoun۔ جزو2

قاعدہ: اگر ایک فقرے میں ایک اسم (نام، شخص) یا ضمیر فاعل ہو یعنی فقرے کا Subject ہو اور وہی اس فقرے کا مفعول یعنی Object بھی ہو تو ضمیر کی **مفعولی حالت یعنی Objective case** استعمال کرنے کی بجائے، **آپ کو، اپنے تیئں، اپنے آپ کو، خود کو** وغیرہ میں سے کوئی ایک استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً اکبر اپنے آپ کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔ اس فقرے میں کام کرنے والا بھی اکبر ہے یعنی فاعل اور جس پر کام ہو رہا ہے وہ بھی اکبر ہے یعنی مفعول تو یہاں بجائے یہ کہنے کے کہ اکبر اِس کو یا اُس کو لوگوں سے دور رکھتا ہے یہ کہیں گے کہ اکبر اپنے آپ کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔ پھر ایک اور فقرہ دیکھتے ہیں۔ اکبر اپنے تیئں بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ جدید اردو میں اس کو اس طرح کہتے ہیں کہ اکبر خود کو بڑا آدمی سمجھتا ہے، اکبر خود کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔

فاعل ہی مفعول ہو

پس جب فاعل ہی مفعول ہو تو **ضمیر مفعولی** کی بجائے مندرجہ بالا الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

قاعدہ: اگر فقرے میں فاعل ہی مفعول ہو یعنی ایک انسان یا چیز خود اپنے ہی بارے میں بات کر رہی ہو اور اس کی ملکیت ظاہر کرنی ہو تو ضمیر کی اضافی حالت کی بجائے **اپنا، اپنی، اپنے** حسب موقع استعمال ہوں گے۔ مثلاً اکبر **اپنی** حرکت سے باز نہیں آتا۔ تم اپنا کام کرو۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ تم تمھارا کام کرو۔ یا اکبر اس کی حرکت سے باز نہیں آتا۔ پھر دیکھیے فقرہ مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں۔ ایک اور فقرہ دیکھتے ہیں۔ وہ خود تو چلے گئے مگر اپنا کام مجھ پہ چھوڑ گئے۔

لیکن یہ اسی صورت میں ہو گا جب کہ فقرے میں کام کرنے والا یعنی **فاعل** **Subject** کہتے ہیں ایک ہو اگر فاعل الگ الگ ہیں تو **اپنے** کی ضمیر نہیں آئے گی، بلکہ جس ضمیر کا موقع ہو گا اسی کی اضافی حالت آئے گی اور یہ **آپ کو یاد ہو چکا ہو گا کہ اضافی حالت ملکیت کو ظاہر کرتی ہے**۔ اب اس نکتے کو آسان مثال سے سمجھتے ہیں۔

وہ تو چلے گئے مگر ان کا **کام** مجھ پر آن پڑا۔ اس فقرے میں دو فاعل ہیں ایک (وہ) اور دوسرا (ان کا کام) اس لئے لفظ اپنا استعمال نہیں ہوا بلکہ ضمیر اضافی ان کا، استعمال ہوئی۔ اگر یہاں ہوتا کہ وہ تو چلا گیا تو پھر ضمیر ہوتی **اس کا کام**۔ پس چلے گئے سے فاعل کا جمع ہونا ظاہر ہے یعنی ایک سے زائد لوگ چلے گئے اس لئے ضمیر جمع کی آئی یعنی ان کا کام۔ اردو میں عزت کے لئے بھی جمع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ تم تو چلے گئے مگر تمھارا کام انھوں نے مجھے سونپ دیا۔ اس فقرے میں بھی دو فاعل ہیں **تم اور انھوں نے**۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ضمائر بھی بطور فاعل استعمال ہوتی ہیں اور یہ انگریزی زبان میں بھی ہوتا ہے ۔ **یہ تو آپ کو یاد ہو گیا ہو گا کہ ضمیر کو انگریزی Pronoun کہتے ہیں۔**

قاعدہ: اس کا فیصلہ **کہ اپنا، اپنی، اپنے** میں سے کون سا لفظ کب اور کہاں آئے گا **مضاف** کے لحاظ سے حسبِ ترتیب کیا جاتا ہے ۔ اگر مضاف واحد مذکر ہے تو 'اپنا' آئے گا۔ جیسے علی اپنا کھانا ساتھ لایا۔ اگر علی کوئی مونث چیز لایا ہے تو فقرہ اس طرح ہو گا۔ علی اپنی سائیکل لایا۔ اگر وہ چیز جو علی لایا وہ جمع اور مذکر ہو تو فقرہ اس طرح ہو گا۔ علی اپنے جوتے لایا۔ اگر علی کوئی مونث جمع چیزیں لایا تو فقرہ اس طرح ہو گا۔ علی اپنی کتابیں لایا۔ **مضاف سے مراد وہ لفظ ہے جس کے متعلق بات ہو رہی ہو۔ جیسے گلاب کا پھول میں گلاب مضاف ہے۔ علی اپنا کھانا ساتھ لایا میں کھانا مضاف ہے۔**

قاعدہ: اگر مضاف کے بعد **حروف ربط یعنی** Prepositions آجائیں تو 'اپنا' بدل کر 'اپنے' ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ (مذکر، مونث واحد) اپنے کام (مضاف) سے (حرفِ ربط) پریشان ہے۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے۔ آپ اپنے بچوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں۔ ان تمام مثالوں میں سے، میں اور کو حرف ربط ہیں جنھیں انگریزی میں پریپوزیشنز کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان تمام مثالوں میں کام، ہوش اور بچوں مضاف ہیں۔

تاکید کے لئے

آپ اور اپنا دوسرے ضمائر کے ساتھ تاکید کے لئے بھی آتا ہے جبکہ وہ انسان کی اپنی مرضی اور پسند کا اظہار کرتا ہے۔ جیسے میں وہاں آپ گیا تھا۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ میں خود اپنی مرضی سے وہاں گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں نے خود وہاں جا کر مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ ذاتی تجربہ کیا ہے۔ اس میں ایک تیسرا معنی بھی ہے وہ یہ کہ میں نے اس جگہ کو اہمیت دی اور وہاں خود گیا۔ اس طرح یہ مثالیں دیکھیں۔ ہم آپ آئے تھے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے آئے تھے اور ہم خود گواہ ہیں کیونکہ ہم نے خود مشاہدہ کیا۔ تم آپ گئے تھے ۔ یعنی تم اپنی مرضی سے گئے تھے کسی نے تمھیں جانے پر مجبور نہیں کیا وغیرہ۔

ایک اور اصول دیکھتے ہیں۔ ملکیت کے اظہار کے لئے لفظ اپنا کا استعمال کس طرح ہوتا ہے۔ یہ میرا اپنا کام تھا۔ یعنی یہاں بتانے والا یہ بتانا چاہتا ہے کہ کام پوری طرح میرا ذاتی تھا تو تاکید کے لئے بجائے میرا کی تکرار کے اپنا استعمال ہو گا۔ جیسے یہ کہنا کہ یہ میرا میرا کام تھا۔ غلط ہو گا بلکہ اس طرح کہیں گے کہ یہ میرا اپنا کام تھا۔ پس یہاں اپنا ضمیر کی حالت اضافی کے طور پہ استعمال ہوا ہے۔ **یہ تو آپ کو یاد ہو چکا ہو گا کہ ضمیر کی حالت اضافی کا مطلب ہے پروناؤن کا پوزیسو کیس**۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا باغ ہے۔ یہاں بھی بات میں زور پیدا کیا گیا ہے کہ یہ باغ نہ صرف ان سے تعلق رکھتا ہے بلکہ ان ہی کی ملکیت ہے نہ کے کرائے یا سمجھوتے پہ لی گئی جگہ۔

خود کا استعمال

یہ ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں **'آپ یا اپنے'**۔ مثال کے طور پہ، انھوں نے خود فرمایا۔ خود بعض لحاظ سے زیادہ واضح معنی دیتا ہے۔ خاص طور پہ جب بات کرنے والا ہی مفعول ہو تو 'آپ' سے زیادہ بہتر معنی لفظ خود دیتا ہے۔ مثال دیکھتے ہیں۔ میں نے خود اسے یہ کتاب دی۔ اب اگر خود کی جگہ آپ استعمال کریں جیسے میں نے آپ اسے یہ کتاب دی۔ تو یہ عجیب لگتا ہے۔

مشکل

ایک مشکل کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیا خود کا **تعلق میں نے** سے ہے **یا اسے** سے ہے۔ لہٰذا اس کا بہترین **حل** یہ ہے کہ **خود** کا **تعلق** جس سے ہو اس لفظ سے **پہلے خود** لگانا چاہیے۔ **جیسے** اگر **خود** کا **تعلق میں نے** سے ظاہر کرنا ہو تو اس طرح کہا جائے گا کہ، **خود** میں نے اسے یہ کتاب دی۔ یہاں زور **میں نے** پہ ہے۔ **مزید یہ بات یاد** رکھنی چاہیے کہ جب حالت اضافی ہو تو خود غیر مناسب ہو گا بلکہ اپنا کا ستعمال زیادہ بہتر ہو گا۔ **جیسے**، **میں نے اسے اپنا نام بتایا** کو اگر کہیں کہ **میں نے اسے خود کا نام بتایا** تو یہ معنوں کو واضح نہیں کرے گا۔ یا یہ کہنا کہ یہ مکان میرا خود کا ہے درست طریق نہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ یہ مکان میرا اپنا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ مومن کا ہاتھ اوپر ہی پڑا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم کافروں کی تدبیریں ہمیشہ الٹی ہو کر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں۔ وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیرُ المٰکِرِینَ (اٰل عمران: 55) میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو میرے ساتھ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ میں ملل باطلہ کے رد اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا کہ ملل باطلہ کے رد کرنے کے لئے جس قدر جوش مجھے دیا گیا ہے میرا قلب فتویٰ دیتا ہے کہ اس تردید و ابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلّہ میں رکھے جاویں اور میں اکیلا ایک طرف تو میرا پلّہ ہی وزن دار ہو گا۔ آریہ، عیسائی اور دوسری باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اس قدر ہے پھر اگر ان لوگوں کو میرے ساتھ بغض نہ ہو تو اور کس کے ساتھ ہو۔ ان کا بغض اسی قسم کا ہے جیسے جانوروں کا ہوتا ہے۔ تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنّی مَعَ الاَفوَاجِ اٰتِیکَ بَغتَۃً میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے، اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس

سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں۔ جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 183 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ہاتھ اوپر پڑنا: غالب رہنا۔

تدبیر الٹی پڑنا: کوشش کا نتیجہ وہ نہ نکلنا جس کی توقع کی جائے۔

عداوت: دشمنی

بغض: پوشیدہ نفرت جو دل و دماغ میں بڑھتی رہے۔

ملل: ملت کی جمع، ملت یعنی قوم۔

ملل باطلہ: دنیا کی وہ قومیں جو جھوٹے نظریات پہ قائم ہیں اور ان کو فروغ دیتی ہیں۔

رد: توڑ کرنا، جھوٹے دلائل کو توڑنا۔

مبالغہ: بات کو حد سے، عقلی تقاضوں سے بڑھا کے پیش کرنا۔

جوش: عزم و ہمت۔

قلب: دل۔

فتویٰ: رائے، گواہی۔

تردید و ابطال: دلیل کے ساتھ غلط نظریات کی حقیقت واضح کرنا اور ان کا جھوٹا ہونا ثابت کرنا۔

روئے زمین: زمین کا چہرہ، مراد ہے ہر ایک مسلم آبادی۔

ترازو: پرانی طرز کا وزن تولنے کا آلہ جس کے دو حصے ہوتے ہیں جنھیں پلہ یا پلڑا کہا جاتا ہے۔ سکیل

وزن دار: بھاری۔

جانوروں جیسا بغض: یعنی انتقامی جذبہ جو عقل و فہم سے عاری یعنی خالی ہو محض جذبات پہ اس کی بنیاد ہو۔

مقدمات: مقدمہ کی جمع، یعنی عدالت میں چلنے والا کیس۔

افواج: فوج کی جمع۔

مقابل: یعنی جواب میں یا مقابلہ کرنے کے لئے۔

نفسانی: جو نفس سے متعلق ہو، جیسے ذاتی دشمنی ہونا۔

رحمانی: خدا تعالیٰ کی صفت رحمٰن سے متعلق۔

حد ہو جانا: یعنی ایک چیز کا انتہائی نکتہ تک پہنچ جانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 فروری 2022ء)

(قسط34)

ضمیر موصولہ

ضمیر کو انگریزی گرائمر میں **پروناؤن** **Pronoun** کہتے ہیں۔ ضمیر موصولہ سے مراد وہ الفاظ ہوتے ہیں جو کسی اسم کی حالت بیان کرتے ہیں اور دو فقرات کو جوڑنے کا کام کرتے ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔ آپ کے دوست **جو** بچوں کے ڈاکٹر ہیں مجھے ملے تھے۔ یہاں (جو) دوست کا احوال بیان کر رہا ہے یعنی کون سا دوست تھا۔

وہ کتاب جو کل چوری ہوگئی تھی مل گئی۔ ان دونوں مثالوں میں جو ضمیر موصولہ ہے جو نہ صرف کتاب، اور دوست کا پتہ دیتا ہے بلکہ دو فقرات کو جوڑتا ہے۔ اب ضمیر موصولہ کی مختلف حالتیں دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بتایا ہے کہ یہ پروناؤن ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پروناؤن کے تین کیسز ہوتے ہیں جنھیں اردو میں حالتیں کہتے ہیں۔ اسی طرح اردو اور انگریزی میں واحد اور جمع سے بھی پروناؤن یا ضمیر کی شکل بدلتی ہے تو ان شکلوں کو بھی جاننا ضروری ہے۔ جیسے واحد کے لئے میں اور جمع کے لئے ہم استعمال ہوتا ہے۔

ضمیر موصولہ جو کی مختلف حالتیں یہ ہیں

حالت فاعلی، واحد(Subjective Case): جو (حرف نے کے ساتھ) جس نے۔

یعنی جب جو فاعل کی حیثیت سے کام کرتا ہے تو وہ یا تو جو ہوتا ہے یا جس نے۔

جو محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ جس نے والدین کی خدمت کی اس نے اس کا اجر پایا۔ پس ان دونوں فقرات میں ضمیر موصولہ یعنی جو، اور جس نے فاعل ہیں یعنی Subject اور واحد ہیں۔

حالت فاعلی، جمع(Subjective Case):

جو (نے کے ساتھ) اور جنھوں نے۔یعنی جب جو فاعل کی حیثیت سے کام کرتا ہے اور جمع ہوتا ہے تو وہ یا تو جو ہوتا ہے یا جنھوں نے۔

جو عورتیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتی ہیں وہ خوش قسمت ہوتی ہیں

جنھوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھا وہ کامیاب ہو گئے۔

ان دونوں مثالوں میں جو اور جنھوں نے فاعل ہیں اور جمع ہیں۔ پس جمع کے ساتھ جو کی فاعلی حالت جنھوں نے ہے۔

حالت مفعولی، واحد(Objective Case):

جس کو یا جسے۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ہم ضمیر موصولہ پر بات کررہے ہیں جسے انگریزی میں Determiner Pronoun کہتے ہیں۔ اور آپ کو یاد رکھنا ہے کہ پرناؤن کے کیسز یعنی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ اب ہم مثالیں دیکھتے ہیں۔

آئفل ٹاور وہ مشہور جگہ ہے جس کو دیکھنے کے لئے لاکھوں سیاح ہر سال پیرس جاتے ہیں۔

اسلام وہ زندہ مذہب ہے جسے حضرت محمد ﷺ نے پیش کیا۔

حالت مفعولی، جمع(Objective Case):

جن کو یا جنہیں.

مثالیں دیکھتے ہیں:

وہ بچے سکول آسکتے ہیں جن کو یا جنھیں کووڈ ویکسینیشن کی دو خوراکیں دی جاچکی ہیں۔

وہ لڑکیاں جن کو انعامات دیے گئے بہت خوش تھیں۔

یہ وہ دکانیں ہیں جنھیں خالی کرایا جارہا ہے۔

ان مثالوں میں آپ نے غور کیا ہوگا کہ مذکر اور مونث دونوں کے لئے جن کو یا جنھیں ہی استعمال کیا گیا۔

حالت اضافی، واحد مذکر(Possessive Case) جس کا، حالت اضافی، واحد مونث(Possessive Case) جس کی

یعنی جب کوئی چیز کسی کی ملکیت ظاہر کرنی ہو اور وہ چیز واحد بھی ہو یعنی ایک شخص یا چیز وغیرہ ہو اور مذکر بھی ہو جیسے لڑکا، بکرا، ہسپتال، شہر وغیرہ تو جس کا استعمال ہو گا۔ جیسے یہ وہ لڑکا ہے جس کا باپ ایک ڈاکٹر ہے۔اس فقرے میں باپ مذکر اور واحد ہے۔ ایک اور مثال دیکھیں۔ یہ لڑکا ہے جس کی سائیکل گم گئی ہے۔تو سائیکل کیونکہ واحد مونث ہے اس لئے جس کا استعمال نہیں ہوا بلکہ جس کی آیا ہے۔

یہ وہ ہسپتال ہے جس کا نام بہت مشہور ہے۔ مثال وہ دی گئی ہے جس کی اصل بات سے کوئی مماثلت ہی نہیں۔ تو ان دو مثالوں میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہسپتال واحد مذکر ہے اس لئے جس کا استعمال ہوا جبکہ لفظ مثال مونث ہے اس لئے جس کی استعمال ہوا۔

حالت اضافی، جمع مذکر(Possessive Case): جن کا

حالت اضافی، جمع مونث(Possessive Case): جن کی

یہاں بھی فرق صرف جمع کا۔ اگر وہ چیزیں جن کی ملکیت ظاہر کرنی ہے مذکر ہوں گی تو جن کا استعمال ہو گا۔ جیسے وہ عورتیں جن کا زیور چوری ہو گیا تھا۔ وہ مرد جن کا نام فہرست میں شامل نہیں۔ پھر دیکھیں۔ وہ خواتین جن کی کتابیں ارسال کی گئیں۔ وہ مرد جن کی درخواستیں نمٹا دی گئیں۔ وغیرہ ان مثالوں میں زیور مذکر ہے جبکہ فہرست، کتابیں اور درخواستیں مونث اس لئے جن کا اور جن کی کا فرق واضح ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

عقل ناقص جہالت سے بڑھ کر نقصان رساں ہے۔ مثل مشہور ہے نیم ملّا خطرہ ایمان۔ ناقص عقل تکذیب اور توہین کی طرف جلدی کرتی ہے۔ غرض تو دوسرا نشان عقل رکھا ہے۔ تیسرا نشان جو خدا نے مقرر کیا ہے وہ تائیداتِ سماویہ ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے ساتھ ضروری ہوتا ہے کہ تائیداتِ سماویہ بھی ہوں۔ اس کے اور اس کے غیر میں ایک فرقان ہوتا ہے۔ جس سے غیر کو شناخت کرسکتے ہیں کیونکہ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر نہیں آتا اور جس کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے

اس کو وہ نور اور فرقان نہیں دیا جاتا۔ اس فرقان میں ظاہر اور باطن کے برکات ہوتے ہیں اور دانشمند انسان قوتِ شامّہ سے تمیز کرلیتا ہے کہ اس کے ساتھ تائیداتِ سماویہ ہیں۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 195 ایڈیشن2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

عقل: خرد، سمجھ، فہم، دانش، وہ قوّت جس کے وسیلے سے انسان برے بھلے کی تمیز اور دقائق اشیا کو حل کرے reasoning/ rationality

ناقص: ادھورا، نامکمل، ناتمام، وہ جس میں کچھ کمی رہ جائے، عیب دار، داغ دار، بد، کھوٹا، غیر خالص، نکما، ناکارہ، خراب، غیر مفید، بے مصرف، نادرست، غیر صحیح، کچا، خام، ناپختہ۔ غیر متناسب، وہ جس میں تعدیل وتناسب نہ پایا جائے۔

جہالت: ان پڑھ ہونا، بے علمی، بے تعلیمی، ناواقفیت، بے وقوفی، نادانی۔

نقصاں رساں: نقصان پہنچانے والا، تکلیف دینے والا، مضر۔

نیم: آدھا، نصف، اَدھ؛ ادھورا۔

نیم ملّا خطرہ ایمان: کم علم شخص دوسروں کے ایمان کو بھی خطرے میں ڈال دیتا ہے۔

تکذیب: جھٹلانا

توہین: بے عزتی کرنا۔

تائیدات: تائید کی جمع، خدا تعالیٰ کی مدد اور حمایت۔

سماویہ: آسمانی، فلکی، علوی، ملکوتی، روحانی، نہایت لطیف وپاکیزہ، ربانی، خدائی، روحانی، مقدس، الہامی۔

فرقان: حق وباطل میں فرق کرنے والا، وہ چیز جو سچ اور جھوٹ میں تمیز کرے۔ کلام اللہ، قرآن کریم۔

غیر کو شناخت کرنا: ایک چیز جو دوسری چیز سے متضاد خصوصیات رکھتی ہو اسے پہچان لینا۔ جیسے آگ اور پانی کی خصوصیات میں جو فرق ہے اسے پوری طرح سمجھ جانا۔

نور: روشنی، فہم وادراک، بصیرت، عقل، معاملہ فہمی کی اعلیٰ صلاحتیں۔ علوم۔

ظاہر و باطن کے برکات: مادی اور روحانی، دینی و دنیاوی علوم کی گہری بصیرت۔

دانشمند: عقل مند، عالم۔

قوت شامّہ: سونگھنے کی صلاحیت۔ یعنی دانش مند انسان سچائی کو، خدا کے مامور کو انتہائی کم وقت میں شناخت کرلیتا ہے۔ جیسے انسان کسی شے کی حقیقت کو محض سونگھ کر کہ جان لے اسے چھونے اور چکھنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی طویل بحث اور دلائل کی اسے ضرورت نہیں پڑتی۔ اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ دانا انسان کو ایسے حواس عطا ہوتے ہیں کہ اسے خدا والوں سے ایک خوشبو آتی ہے اور وہ اس کے ذریعے اس کو شناخت کرلیتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 فروری 2022ء)

(قسط 35)

ضمیر موصولہ Relative Pronoun۔ جزو 2

گزشتہ باب میں ہم نے ضمیر موصولہ پہ بات کا آغاز کیا تھا۔ سادہ الفاظ میں ضمیر موصولہ ایک ضمیر بھی ہوتی ہے اور یہ فقرات کو آپس میں جوڑتی بھی ہے۔ یا یہ کہہ سکتے ہیں کے جب فقرے کا ایک حصہ دوسرے حصے کی وضاحت میں آتا ہے تو ضمیر موصولہ بتاتی ہے کہ کون سا حصہ کس حصے کی وضاحت کر رہا ہے۔ جیسے وہ کتاب جو کل خریدی تھی گم ہوگئی۔ اس جملے کے اندر دو جملے ہیں۔ ا۔ وہ کتاب گم گئی۔ ۲۔ جو کل خریدی تھی۔ اور یہاں (جو) ضمیر موصولہ ہے جبکہ گرامر کی زبان میں (کل خریدی تھی) صلۂ ضمیر ہے۔ یعنی وہ حصہ جسے ضمیر (جو) جملے کے پہلے حصے سے جوڑ بھی رہی ہے اور اس کی وضاحت بھی کر رہی ہے۔ تو یہ سادہ الفاظ میں ایک وضاحت تھی۔

جو

جو جب جملے میں فاعل بن کے آتا ہے تو چاہے فاعل واحد ہو یا جمع دونوں کے لئے جو ہی استعمال ہوتا ہے۔
جیسے: جو لڑکا محنت کرتا ہے کامیاب ہو جاتا ہے۔ جو لڑکے محنت کرتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں۔
جب **فاعل Subject** ہو اور اس کے بعد نے آئے تو جو بدل کر **جس** نے ہو جاتا ہے جیسے: جس نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اس نے اجر پایا۔ اور اگر فاعل جمع ہو تو جو بدل کر جنھوں نے بن جاتا ہے۔ جیسے جنھوں نے خدا تعالیٰ کو یاد رکھا خدا تعالیٰ نے انھیں یاد رکھا۔

جو اور سو

کبھی کبھی **جو** کے جواب میں آنے والے فقرے میں **سو** آتا ہے جیسے جو ہوا سو ہوا۔ جو ہو سو ہو۔ جو بوئے گا سو کاٹے گا۔ جو چڑھے گا سو گرے گا۔

جونسا

جون بھی ہندی ضمیر موصولہ ہے مگر یہ جب اردو میں آتا ہے تو **سا** کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ان میں سے **جونسا** پھل چاہو لے لو۔

کہ

کہ بھی ایک ضمیر موصولہ کے طور پہ استعمال ہوتا ہے جیسے۔ میں **کہ** آشوب جہاں (آفتِ زمانہ) سے تھا ستم دیدہ (ستایا ہوا) بہت۔ ہم **کہ** ٹھہرے اجنبی اتنی ملاقاتوں کے بعد۔

جو جو اور جن جن

جو اور جن جب دو بار آئیں تو اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے جتنی اشیاء ہیں یا ان میں سے آپ جتنی بھی چاہیں لے لیں یا پسند کر لیں یا منتخب کر لیں۔ مثلاً ان کتابوں میں سے **جو جو** تمھیں پسند ہو لے لو۔ میں **جن جن** کے پاس گیا انھوں نے یہی جواب دیا۔

ضمیر استفہامیہ

استفہام عربی لفظ ہے اور اس کا معنی ہے سوال پوچھنا ۔ گرامر میں ایسا فقرہ جس میں سوال پوچھا جائے استفہامیہ فقرہ کہلاتا ہے۔ پس ایسی ضمیر جو سوال پوچھنے کے لئے استعمال ہوں استفہامیہ کہلاتی ہیں اور یہ دو ہیں۔ **کون اور کیا۔**

کون اکثر جانداروں کے لئے آتا ہے اور **کیا** بے جان اشیاء کے لئے۔

جیسے **کون** کہتا ہے، **کیا** چاہیئے۔

کون کی مختلف حالتیں۔

حالت فاعلی(Subjective Case)، واحد(Singular)

کون جب نے کے ساتھ ہو تو کس نے بن جاتا ہے۔

کسی ضمیر کی فاعلی حالت وہ حالت ہوتی ہے جب وہ جملے میں سب سے اہم ہو، اکثر جب جملے کے شروع میں ہو یا کسی اسم کے فوراً بعد ہو، مرکزِ گفتگو ہو وغیرہ۔ یہاں بات ہو رہی ہے **کون** کی۔ جب کون فقرے میں فاعل ہو اور کام کرنے والا یعنی فاعل ایک ہو تو **کون** ہی استعمال ہو گا جیسے **کون** ہے جو یہ کام کرے گا؟ وہ **کون** ہے جو یہ بات کہتا ہے؟ لیکن جن جملے میں **نے** استعمال ہو تو **کون** کی بجائے **کس نے** استعمال ہو گا۔ جیسے کس نے یہ بات کی ہے؟ کس نے یہ کام کیا ہے؟

حالت فاعلی(Subjective Case)، جمع(Plural)

کون جب نے کے ساتھ ہو تو کنھوں نے بن جاتا ہے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں بھی **کون** فاعل ہے یعنی کام کر رہا ہے مگر فرق یہ ہے کہ کام کرنے والے ایک سے زائد ہیں۔ یعنی جمع ہیں اور بغیر **نے** کے تو اس صورت میں بھی **کون** ہی استعمال ہو گا جیسے **کون** سے ممالک میں سردی زیادہ پڑتی ہے؟ لیکن جب جملے میں **نے** ہو تو پھر **کنھوں نے** استعمال ہو گا جیسے کنھوں نے کہا تھا وہ اس بات کو نہیں مانتے؟ کنھوں نے امتحانات نہیں دیے؟ وقت کے ساتھ اردو زبان میں تبدیلیاں بھی آئیں ہیں تو موجودہ دور میں کنھوں کی بجائے **کن لوگوں** استعمال ہوتا ہے۔ البتہ اردو میں ایک عام اصول یہ ہے کہ عزت کے لئے بھی جمع کا صیغہ (Expression) استعمال ہوتا ہے۔

حالت مفعولی(Objective Case)، واحد(Singular)

کسے یا کس کو۔

جب استفہامیہ ضمیر **کون** مفعولی حالت میں ہو یعنی اس پر کام ہو رہا ہو تو واحد یعنی ایک شخص یا چیز ہونے کی صورت میں **کسے یا کس کو** استعمال ہو گا۔ جیسے آپ نے وہ کتاب **کسے** دی تھی؟ آپ نے میرا پیغام **کس کو** دیا تھا؟

حالت مفعولی(Objective Case)، جمع(Plural)

کن کو یا کنھیں

اسی طرح اگر **کون** مفعولی حالت میں ہو اور لوگ یا چیزیں ایک سے زائد ہوں یعنی جمع ہوں تو **کن کو یا کنھیں** استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے وہ کتابیں کن کو دی تھیں؟ آپ نے میرا پیغام کنھیں دیا تھا؟ یا جدید اردو میں، آپ نے میرا پیغام کس کس کو دیا تھا؟ یعنی **کس** لفظ کی تکرار سے یہاں جمع کا اظہار کیا جارہا ہے۔

حالت اضافی(Possessive Case)واحد(Singular)

کس کا

اگر استفہامیہ ضمیر **کون** اضافی حالت میں ہو یعنی وہ کسی کی ملکیت ظاہر کررہی ہو اور جس کی ملکیت ظاہر کررہی ہو وہ ایک ہو یعنی واحد تو **کس کا** استعمال ہوگا۔ یہ تھیلا کس کا ہے؟ یہ قول کس کا ہے؟ ان جملوں کو اس طرح بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کس کا تھیلا ہے؟ یہ کس کا قول ہے؟

حالت اضافی(Possessive Case)جمع(Singular)

کن کا

جمع کی صورت میں **کن کا** استعمال ہوتا ہے۔ یہ سامان کن کا ہے؟ یہ کتابیں کن کی ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ جب خدا کا نور چمک اٹھتا ہے تو پتہ نہیں لگتا کہ نار اور ظلمت کا مادہ کہاں گیا۔ جو لوگ معصیت، ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں وہ کبھی امید نہیں رکھتے ہوں گے کہ یہ عادت ان سے دور ہوگی لیکن اگر انسان میں حیا ہو اور تقویٰ اور مآل بینی سے کام لے تو کچھ مشکل نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کی دستگیری کرے۔ آپ کو معلوم نہیں میرا کیا حال ہے، اور میں آپ کے حالات سے واقف نہیں۔ میرا یا آپ کا کوئی حق نہیں ہو سکتا کہ ایک دوسرے کی نسبت کوئی رائے قائم کریں۔ خدا تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (بنی اسرائیل:37) ہمارا یہ مقدمہ ہی دیکھ لو ڈیڑھ برس سے چلتا ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے فیصلہ کی راہ نکال دی ہے۔ پھر دین کے معاملہ میں بھی جو اخفیٰ ہے آخر

ایک راہ نکل آتی ہے۔ غرض میں مختصر طور پر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کے دلائل اور ثبوت وہی ہیں جو انبیاء علیہاالسلام کے لئے ہیں۔ یہ سلسلہ جو خدا نے قائم کیا ہے یہ منہاج نبوۃ ہی پر واقع ہوا ہے لوگوں کی غلطی ہے کہ وہ اس کو اور معیار کے ساتھ جانچنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو اسی معیار پر کسو جس پر انبیاء علیہاالسلام کو پرکھا ہے۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ اس معیار پر یہ پورا اترے گا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 196 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

خدا کا نور: یعنی جب انسان کو خدا تعالیٰ ہدایت عطا فرماتا ہے تو اس کی عقل روشن ہو جاتی ہے۔

نار اور ظلمت: آگ اور تاریکی، انسان ہدایت پانے کے بعد عقل سے کام لیتا ہے اور جذبات، بری عادات اور گناہوں سے نکلتا ہے۔

معصیت: گناہ

ہنسی اور ٹھٹھے کی مجلس: ایسی مجلس جس میں صرف غیر سنجیدہ باتیں ہوں۔ دنیاداری اور دنیا پرستی ہو۔

حیاء: اپنی غلطی پہ نادم ہونا۔

تقویٰ: خدا تعالیٰ کا خوف، دیانت داری، سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنا۔

مآل بینی: اپنے کاموں کے نتائج پہ نظر رکھنا۔

دستگیری: مدد

اخفیٰ: مخفی ہونا، چھپا ہوا ہونا، خفیہ ہونا۔

منہاج نبوۃ: نبوت کو طریق

معیار پہ کسو: یعنی اس سٹینڈرڈ پہ پیائش کرو جو نبوت کا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 فروری 2022ء)

(قسط 36)

اردو ضمائر

گزشتہ کچھ ابواب سے ہم اردو زبان میں ضمیر Pronoun پر بات کررہے ہیں۔ اسی تسلسل میں آگے بڑھتے ہیں۔ ضمیر پر ہم تفصیلی بحث اس لئے کررہے ہیں کیونکہ ضمائر کا اردو زبان میں ایک اہم اور وسیع کردار ہے۔ اردو ضمائر کے بارے میں جاننا نئے سیکھنے والوں کے لئے تو فائدہ مند ہے ہی اردو جاننے والوں کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔

ضمیر اشارہ

اس ضمن میں دو ضمائر ہیں: **وہ** (دور کے لئے) اور **یہ** (قریب کے لئے)۔

مثال: وہ لوگے یا یہ۔ تمھیں وہ پسند ہے یا یہ۔ وہ دیکھو۔ یہ دیکھو۔

جب فقرے میں حروفِ ربط Prepositions آجائیں تو **وہ** بدل کر **اُس** ہو جاتا ہے اور **یہ** بدل کر **اِس** ہو جاتا ہے اور جمع میں **وہ** بدل کر **اُن** اور **یہ** بدل کر **اِن** ہو جاتا ہے۔

اُس انسان کی بات مت سنو۔ اس مثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ **کی** جو ایک حرف ربط ہے اُس نے **وہ** کو **اُس** میں بدل دیا ہے۔

اِس ٹرین سے کبھی سفر نہ کرنا۔ یہاں حرف ربط **سے** کی وجہ سے **یہ** بدل کر **اِس** ہو گیا۔

وہ لوگ جو احتجاج کررہے ہیں اور توڑ پھوڑ کررہے ہیں **اُن** کی پیروی کبھی مت کرنا۔ یہاں فاعل جمع ہے یعنی ایک سے زائد لوگ ہیں اس لئے **وہ** بدل کر **اُن** ہو گیا۔

جہاں جہاں سے **یہ** گاڑیاں گزرتی ہیں **اِن** کا دھواں فضا میں پھیل جاتا ہے۔ اس مثال میں بھی جن کی بات ہو رہی ہے یعنی گاڑیاں وہ جمع ہیں اس لئے **یہ** بدل کر **اِن** ہو گیا۔

یہ کسی مخصوص چیز یا شخص کا تعین کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

یہ ہے وہ کتاب جو میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ کیا **یہ** شخص میری مدد کرے گا(اس طرزِ بیان میں حیرت اور طنز موجود ہے)۔ عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے جس کا تعلق **اِس** واقعہ سے ہے۔ یہاں **یہ** بدل کر **اِس** ہو گیا کیونکہ حرف ربط **سے** استعمال ہوا ہے۔

ضمیر تنکیر

سب سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ **تنکیر** کیا ہے۔ تنکیر کا مطلب ہے کسی چیز کو نام کو یا اسم کو نکرہ Common بنانا۔ کسی چیز میں عمومیت Generality پیدا کرنا۔ اب دیکھتے ہیں کہ ضمیر تنکیر کیا ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ ضمیر pronoun، جو کسی نامعلوم unknown اسم کی جگہ آئے ضمیر تنکیر کہلاتی ہے۔ ضمائر تنکیر دو ہیں۔ **کوئی اور کچھ۔**

کوئی عام طور پہ انسانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کیا اندر **کوئی** ہے؟ میں آواز دے رہا ہوں اور **کوئی** جواب نہیں دیتا۔ دروازے کے باہر **کوئی** بیٹھا ہوا ہے۔ دیکھو **کوئی** رو رہا ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ ان تمام مثالوں میں کسی ایسے شخص کی بات ہو رہی ہے جس کے بارے میں علم نہیں کے کون ہے۔

حرفِ ربط کوئی

جب جملے میں **کوئی** کے بعد حرفِ ربط Preposition آجائے تو **کوئی** بدل کر **کسی** بن جاتا ہے۔

دیکھو کسی نے دستک دی ہے۔ یہاں **نے** حرفِ ربط ہے۔ کسی کو علم ہے کہ کل کیا واقعہ پیش آیا۔ یہاں **کو** حرفِ ربط ہے۔ یہ کتاب کسی کے پاس نہیں۔ یہاں **کے** حرفِ ربط ہے۔

ضمائر موصولہ اور ضمائر تنکیر

بعض صورتوں میں ضمائر موصولہ یعنی جو، جس وغیرہ ضمائر تنکیر یعنی کوئی، کچھ وغیرہ کے ساتھ مل کر آتی ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔

جس کسی سے کہتا ہوں وہ میری بات نظر انداز کر دیتا ہے۔ **جس کسی نے** بھی سوال کرنا ہے ہاتھ بلند کرے۔ ان دونوں مثالوں میں ضمیر موصولہ (جس) ضمیر تنکیر (کسی) کے بعد حرفِ ربط آیا ہے اس لئے کوئی بدل کر کسی ہو گیا ہے۔ مزید مثالیں دیکھتے ہیں۔ **جو کوئی** میرا سامان تلاش کرے گا اسے انعام دیا جائے گا۔ یہاں حرفِ ربط نہیں ہے اس لئے **کوئی** استعمال ہوا ہے۔ **جو کچھ** بھی ہوا اسے بھول جاؤ اور ایک نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھو۔

کچھ

کچھ دوسری ضمیر تنکیر ہے جو چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔ اس برتن میں **کچھ** ہے یا نہیں۔ خاموش کیوں بیٹھے ہو **کچھ** بتاؤ تو سہی کیا بات ہے۔ کل وہاں **کچھ** ہوا ضرور ہے۔ آپ **کچھ** تو چھپا رہے ہیں۔ میرے پاس **کچھ** کتابیں ہیں۔ جانے آپ کے ذہن میں کیا **کچھ** ہے۔

جب **کوئی کوئی** اور **کچھ کچھ** کی تکرار آئے یعنی دو بار اکھٹے آئیں تو بات میں خاص زور پایا جاتا ہے مگر معنی تھوڑی چیز کے ہوتے ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔

عینک کے بغیر مجھے بس کچھ کچھ نظر آتا ہے۔ یہاں زور نظر آنے پہ ہے جو بہت کم ہے۔ یعنی نظر آتا ہے مگر بہت کم۔

دنیا میں کوئی کوئی انسان ایسا بھی ہوتا ہے جو کبھی ہمت نہیں ہارتا۔ اس درخت کا کوئی کوئی پھل میٹھا بھی ہے۔

سب مکانات پرانے نہیں ہیں کوئی کوئی نئے بھی ہیں۔ اگرچہ بولنے والے طوطے نایاب ہیں مگر **کسی کسی** کے پاس اب بھی ہیں۔ یہاں **کوئی کوئی** بدل کر **کسی کسی** ہو گیا کیونکہ حرفِ ربط **کے** استعمال ہوا ہے۔ مزید دیکھیں۔ اگرچہ بہت حد آرام آگیا ہے مگر **کچھ کچھ** درد ابھی بھی باقی ہے۔

نفی کے ساتھ

نفی کے ساتھ بھی یہ ضمیریں دو بار آتی ہیں۔ جیسے میرا دل کہہ رہا ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ یہاں خدشے اور لاشعوری طور پہ پیدا ہونے والے خوف کا ذکر ہے۔ پھر یہ مصرعہ دیکھیے۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا۔ یعنی اگر اچھا نہیں ہو گا تو برا ہو جائے گا مگر قانون قدرت ہے کہ زمانہ ہر وقت بدل رہا ہے اور

دنیا کی تخلیق کا عمل جاری ہے پس مایوسی کیسی کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہو گا۔ اچھا یا برا۔ حق میں یا مخالف۔ پورا شعر مرزا غالب کا اس طرح ہے۔ رات دن گردش میں ہیں سات آسماں۔ ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا گردش سے مراد ہے تغیر یعنی مستقل تبدیلی ہوتے رہنا اور سات آسماں سے اس شعر میں مراد ہے زمانہ اور وقت۔ اسی طرح کچھ نہ کچھ سے مراد ہے لازمی نتائج جو مستقل تبدیلی کے باعث بہرحال ظاہر ہو کر رہیں گے۔

ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ کوشش کر کے دیکھتے ہیں کسی نہ کسی کے پاس یہ کپڑا مل ہی جائے گا۔

بعض اور بعضے

عربی الفاظ **بعض اور بعضے** بھی ضمیر تنکیر کا کام دیتے ہیں۔ ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر کے ساتھ مل کر مرکب compound بھی آتے ہیں جیسے جو کوئی، جس کسی، کوئی اور، ہر کوئی، جو کچھ، اور کچھ، سب کچھ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میرا دعویٰ یہ ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جو آج سے قریباً انیس سو سال پیشتر ناصرہ کی بستی میں پیدا ہوا تھا وہ اپنی طبعی موت سے مر گیا اور مسیح موعودؑ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا وہ میں ہوں۔ میرے مخالفوں کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور انسان ہو کر بھی وہاں حوائج بشری سے بے نیاز ہو گیا ہے اور کسی دوسرے وقت وہی آسمان سے فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہو گا۔ خدا تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فعل اور اپنی تائیدوں سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ دعویٰ ایک خیالی اور وہمی دعویٰ ہے۔ خدا کے پاک کلام میں اس کا اظہار نہیں ہوا اور نہ اس دعویٰ کے کرنے والوں کو خدا نے میرے مقابل سماوی تائیدوں سے کامیاب کیا اور نہ عقل صحیح نے ان کا ساتھ دیا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 197 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

دعویٰ: Claim/ belief/ thesis اعلان کرنا، دلیل دینا، ثبوت پیش کرنا۔ موقف، عقیدہ، نظریہ۔

مسیح ابن مریم: حضرت مریم کا بیٹا مسیح یعنی حضرت عیسیٰؑ۔

اسرائیلی نبی:وہ نبی جو قوم اسرائیل میں مبعوث ہوا۔اس وقت اسرائیل نام کا ایک ملک بھی ہے لیکن یہاں مراد قوم اسرائیل ہے۔

ناصرہ کی بستی:Nazarethکا اردو نام،زمانہ قدیم میں ایک گاؤں اور موجودہ زمانہ میں اسرائیل کا ایک شہر

طبعی موت:وفات پاجاناNatural death

حوائج بشری:حاجت کی جمع یعنی ضرورت،بشر یعنی انسان،جیسے بھوک پیاس،بول وبراز وغیرہ

بے نیاز:ضرورت نہ ہونا۔

فعلی اور تائیدات:actions and supports

خیالی اور وہمی دعویٰ: An imaginary and superstitiously unreasonable thesis or belief

سماوی تائیدات:Heavenly support

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن24فروری2022ء)

(قسط37)

Verbفعل

فعل وہ الفاظ ہیں کہ جن سے کسی شے کا ہونا(State of being exist) یا کرنا(Action) ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے ڈرامہ **شروع ہوا**۔ اُس نے خط **لکھا**۔ ریل **چلی**۔

Verbs are words that show an action (sing), occurrence (develop), or state of being (exist).

فعل کی اقسام بلحاظ معنی: 1۔لازم 2۔ متعدی 3۔ ناقص 4۔ معدولہ

فعل لازم

فعل لازم وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے اور بس۔ جیسے احمد آیا۔ کھانا پکا۔ مکان سجا۔

فعل متعدی

متعدی وہ فعل ہے جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔ جیسے احمد نے خط لکھا۔ یہاں (لکھا) فعل (verb) ہے، احمد فاعل (subject) اور خط مفعول (object)۔ یعنی احمد نے جو کام کیا ہے وہ ہے لکھنا اور اس کے کے کام یعنی فعل کا اثر ایک چیز تک گیا ہے تو جس چیز پہ اثر پڑا ہے وہ مفعول ہے پس یہاں وہ اثر خط تک گیا ہے۔

فعل ناقص

یہ فعل اثر ڈالتا نہیں بلکہ اثر کو ثابت کرتا ہے جیسے احمد بیمار ہے۔ اس جملے میں نہ کوئی فاعل ہے نہ مفعول بلکہ صرف فعل یعنی بیماری کے اثر کو احمد پر ثابت کرتا ہے۔ لہذا اس جملے میں احمد محض ایک اسم Noun ہے اور بیمار اس کی خبر ہے۔ افعال ناقص جو اکثر استعمال ہوتے ہیں۔ ہونا، بننا، نکلنا، رہنا، پڑنا، لگنا، نظر آنا، دکھائی دینا۔ ان کے علاوہ ہو جانا، بن جانا، معلوم ہونا بھی افعال ناقص کا کام دیتے ہیں۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔

اکبر مربی بن گیا۔ اصغر امیر ہو گیا۔ ٹرین اسٹیشن سے نکل گئی۔ بچوں پہ بری صحبت کا اثر پڑتا ہے۔ وہ شخص پولیس والا معلوم ہوتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ افعال اپنا آپ سیاق سباق کے لحاظ سے بدل بھی لیتے ہیں یعنی اایک فعل ایک جملے میں ناقص ہے تو وہ بعض دوسری جگھوں پہ لازم ہو سکتا ہے۔ **فعل لازم** کی تعریف اوپر بیان کر دی گئی ہے۔

مزید مثالیں دیکھتے ہیں:

ہونا، ایک فعل ناقص ہے۔ اس سے دو جملے بناتے ہیں۔

وہ چالاک ہے۔ **ہونا** بدل کر **ہے** بن گیا۔ احمد بے خبر ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ فعل ناقص کسی اثر کو ثابت کرتا ہے تو 'وہ چالاک ہے' اور 'احمد بے خبر ہے' میں ایک خبر دی جا رہی ہے نہ تو کوئی فاعل ہے جو کوئی کام کر رہا ہو نہ ہی کوئی مفعول ہے جس پہ کام ہو رہا ہو۔

نیچے دی گئی مثال میں فعل ہے 'رہنا' اس کی دو صورتیں دیکھتے ہیں۔ پہلی صورت میں یہ ناقص ہے اور دوسری میں لازم۔

وہ جاہل ہی رہا remained۔ (ناقص)، وہ شہر میں رہتا lives ہے (لازم)۔

فعل ہے 'نکلنا' اس کی دو صورتیں دیکھتے ہیں۔

وہ بڑا بیوقوف نکلا proved/ turned out (ناقص)، وہ دروازے سے نکلا۔ went out

یہاں انگریزی ورب یا فعل اس لئے دیے گئے ہیں تاکہ آپ فرق سمجھ سکیں۔ معنوں کے اس فرق کے لئے انگریزی میں الفاظ یعنی فعل ہی تبدیل کر دیے جاتے ہیں جبکہ اردو میں سیاق وسباق کے ذریعے معنوں کو سمجھا جاتا ہے جبکہ لفظ یعنی فعل وہی رہتا ہے۔

فعل بن گیا سے دو صورتیں یعنی ناقص اور لازم

وہ امیر بن گیا became۔(ناقص)، مکان بن گیا built(لازم)۔

فعل لگنا سے دو صورتیں یعنی ناقص اور لازم

وہ بھلا لگتا ہے looks good(ناقص)، مجھے پتھر لگا hit by a rock(لازم)۔

فعل معدولہ

یہ فعل نہ تو لازم ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے اور بس اور نہ متعدی جس کا اثر فاعل سے گزر کر مفعول تک پہنچے۔ فعل معدولہ صرف 'ہونا' ظاہر کرتا ہے نہ کہ کرنا، اور اُس کا میلان مجہول passive voice کی طرف ہوتا ہے۔ فعل یعنی ورب کی یہ سب سے سادہ اور ابتدائی قسم ہے۔ جیسے پٹنا(مار کھانا)، کھلنا، بجنا(ringing, playing)، بکنا(فروخت ہو جانا)، گھٹنا(کم ہو جانا)، کٹنا(کٹ جانا) وغیرہ افعال معدولہ ہیں۔ مثلاً دروازہ کھلا، مال بکا، اصغر پٹا۔ ان امثال میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک ایسے کام کا ہونا ظاہر کیا جارہا ہے جو کسی بیرونی، نامعلوم جانب سے ہو گیا ہے اور جس نے کیا ہے اس کا جملے میں کوئی ذکر نہیں۔ نیز جملے کی بناوٹ مجہول یعنی passive ہے ۔اگلے اسباق میں ہم فعل یعنی ورب کے بارے مزید بحث کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مرض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مرض مستوی اور ایک مرض مختلف۔ مرض مستوی وہ ہوتا ہے جس کا درد وغیرہ محسوس نہیں ہوتا جیسے برص، اور مرض مختلف وہ ہے جس کا درد وغیرہ محسوس ہوتا ہے۔ اس کے علاج کا تو انسان فکر کرتا ہے اور مرض مستوی کی چنداں پرواہ نہیں کرتا۔ اسی طرح سے بعض گناہ تو محسوس ہوتے ہیں۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ انسان ان کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر وقت انسان خدا تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔ قبروں پر جانے سے کیا فائدہ۔ خدا تعالیٰ نے تو اصلاح کے لئے قرآن شریف بھیجا ہے۔ اگر پھونک مار کر اصلاح کر دینا خدا تعالیٰ کا قانون ہوتا تو پیغمبر خدا ﷺ

تیرہ برس تک مکہ میں کیوں تکلیفیں اٹھاتے ابوجہل وغیرہ پر اثر کیوں نہ ڈال دیتے۔ ابوجہل کو جانے دو ابو طالب کو تو آپ سے بھی محبت تھی۔ غرض بے صبری اچھی نہیں ہوتی اس کا نتیجہ ہلاکت تک پہنچاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 220 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مرض: بیماری

دو قسم: دو طرح کے of two types

مرض مستوی: Asymptomatic diseases

ایسی بیماری جس کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔

مرض مختلف: Symptomatic diseases

ایسی امراض جن کی علامتیں ظاہر ہوں۔

چنداں: بلکل بھی نہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 مارچ 2022ء)

(قسط38)

فعل۔ جزو2

ہر زبان میں **فعل** جسے انگریزی میں ورب Verb کہتے ہیں بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اگر سارا جملہ درست لکھا یا بولا جائے مگر فعل درست نہ ہو یا اس کا زمانہ درست نہ ہو یا وہ فاعل سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو جملہ بے کار ہو جاتا ہے۔ اس لئے اردو زبان میں معیاری تحریر و تقریر کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم فعل کے استعمال پر پوری توجہ دیں۔ اب تک ہم نے **عمومی** طور پہ فعل کی اقسام کے متعلق بات کی ہے اب اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔

لوازم فعل 1۔ طور 2۔ صورت 3۔ زمانہ

زمانہ Tense

ہم صرف زمانہ پر بات کریں گے۔ پس فعل کے لئے ضروری ہے کہ اس کا زمانہ معلوم ہو۔ زمانے تین ہیں۔ گزشتہ زمانہ Past، وہ وقت جو گزر گیا جسے ماضی کہتے ہیں۔ موجودہ Present جسے حال کہتے ہیں۔ اور آیندہ Future جس کا نام مستقبل ہے۔ ہر فعل کا تعلق ان تینوں میں سے کسی ایک زمانے سے لازماً ہوتا ہے۔ ظاہری بات ہے تحریر اور گفتگو بھی وقت کے دائروں ہی میں قید ہے۔

مادہ Baisc root of verb

مصدر infinitive کی علامت **نا** کو ختم کر دینے سے فعل کا مادہ رہ جاتا ہے۔ جیسے لکھنا فعل کی مصدر حالت ہے جب اس کا **نا** ہٹا دیں گے تو فعل کا مادہ باقی رہ جائے گا۔ اور اسی مادے سے ہر زمانے کے مطابق باقاعدہ

افعال بنتے ہیں جیسے لکھنا کا نا ہٹا کر مادہ رہ جاتا ہے لکھ اب اگر ماضی ہے تو بن جائے گا لکھا، اگر حال ہے تو بن جائے گا لکھتا ہے یا لکھ رہا ہے، اگر مستقبل ہے تو بن جائے گا لکھے گا وغیرہ۔

حالیہ ناتمام Present Indefinite

فعل کے مادے کے آخر میں تا بڑہانے سے بنتا ہے۔ جیسے مادہ ہے لکھ تو بن جائے گا لکھتا۔

حالیہ تمام Present perfect

مادے کے آخر میں ا بڑہانے سے بنتا ہے۔ جیسے مادہ ہے لکھ تو بن جائے گا لکھا۔

کچھ مثالیں دیکھتے ہیں

ٹلنا (مصدر Infinitive) ٹل (مادہ) ٹلتا (حالیہ ناتمام PI) ٹلا (حالیہ تمام PP)

ڈرنا (مصدر Infinitive) ڈر (مادہ) ڈرتا (حالیہ ناتمام PI) ڈرا (حالیہ تمام PP)

گھلنا (مصدر Infinitive) گھل (مادہ) گھلتا (حالیہ ناتمام PI) گھلا (حالیہ تمام PP)

قاعدہ:

اگر فعل کے مادے کے آخر میں آ، ای، او ہو تو حالیہ تمام present perfect بنانے کے لئے یا بڑہانا پڑے گا۔ جیسے کھانا ایک مصدر ہے تو مادہ ہو گا کھا پس یا بڑہانے سے بن جائے گا کھایا اسی طرح پی سے پیا، کھو سے کھویا۔

اگر فعل کے مادے کے آخر میں ی ہو تو حالیہ تمام بناتے وقت اس کی صورت صرف زیر کی رہ جاتی ہے۔ جیسے پی ایک مادہ ہے جس کے آخر میں ی ہے پس اس کو حالیہ تمام بناتے وقت جب یا کا اضافہ کریں گے تو پہلی ی ختم ہو کر صرف زیر کی آواز دے گی اور پیا بن جائے گا۔

اس کو سمجھنے کے لئے کچھ مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

لکھنا سے حالیہ ناتمام present indefinite بنے گا لکھتا۔ یہاں کچھ جملے بناتے ہیں

وہ لکھتا ہے۔ وہ لکھتی ہے۔ ہم لکھتے ہیں۔ تم لکھتے ہو۔ آپ لکھتے ہیں۔ سب لکھتے ہیں۔ کون لکھتا ہے۔ میں لکھتا ہوں

وہ الفضل کے لئے لکھتا ہے۔ وہ الفضل کے لئے لکھتی ہیں۔ ہم الفضل کے لئے لکھتے ہیں۔

کچھ مختلف افعال سے جملے بناتے ہیں۔

سورج مشرق سے نکلتا ہے۔ پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔ مرغ اذان دیتا ہے۔ ہر احمدی مالی قربانی کرتا ہے۔ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے۔

اگر منفی جملے بنانے ہوں یعنی یہ بتانا ہو کہ فلاں کام نہیں ہوتا ہے تو نہیں کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے۔

انسان اپنی غلطیوں سے نہیں سیکھتا ہے۔ بچے تعلیم پہ توجہ نہیں دیتے ہیں۔ بازار میں کوئی شے سستی نہیں ملتی ہے۔

سوالیہ جملے بنانے کے لئے کیا کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے۔

کیا وہ خط لکھتا ہے؟ کیا یہاں اکثر بارش ہوتی ہے؟ کیا انسان اپنی عادت بدل سکتا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں؛

یاد رکھو مہدی کی نسبت جو حدیثیں ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ وہ جنگ کرے گا اور خونریزی کرے گا۔ ان کی نسبت خود مولویوں نے لکھ دیا ہے کہ بہت سی حدیثیں ان میں موضوع ہیں اور قریباً سب کی سب مجروح ہیں ہمارا یہ مذہب نہیں ہے کہ مہدی آئے تو خون کرتا پھرے گا۔ بھلا وہ دین کیا ہوا جس میں سوائے جنگ اور جدال کے اور کچھ نہ ہو۔ جہاد کے مسئلہ کو بھی ان ناواقفوں نے نہیں سمجھا۔ قرآن شریف تو کہتا ہے لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:257) تو کیا اگر مہدی آکر لڑائیاں کرے گا تو اکراہ فی الدین جائز ہوگا اور قرآن شریف کے اس حکم کی بے حرمتی ہوگی؟ اس کے آنے کی غرض تو یہ ہے کہ وہ اسلام کو زندہ کرے۔ یا یہ کہ اس کی توہین کرے۔ اگر دین میں لڑائیاں ہی ضروری ہوتی ہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ تیرہ برس تک مکہ میں رہ کر کیوں نہ لڑے۔ ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے رہے اور پھر بھی آپ نے ابتدا نہیں کی اور ہمارا مذہب ہے کہ جبراً مسلمان کرنے کے واسطے لڑائیاں ہرگز نہیں کی ہیں بلکہ وہ لڑائیاں خدا تعالیٰ کا ایک عذاب تھا ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آپ کو سخت تکالیف دی تھیں۔ اور مسلمانوں کا تعاقب کیا اور ان کو تنگ کیا تھا۔ پس یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار دکھاتا ہے۔ اسلام تو قرآن اور ہدایت پیش کرتا ہے۔ وہ صلح اور امن لے کر آیا ہے اور دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جو اسلام کی طرح صلح پھیلاتا ہو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 223 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

نسبت: متعلق

خونریزی: خون بہانا، قتل وغارت کرنا

موضوع حدیث: گھڑی ہوئی حدیث، جھوٹی حدیث۔

مجروح: (مجازاً) وہ بیان جو نا قابل قبول ہو؛ (حدیث) وہ راوی جس پر جرح کی گئی ہو؛ وہ راوی جس پر شک کیا گیا ہو۔

خون کرتے پھرنا: ایک محاورہ ہے یعنی قتل وغارت کرنا۔

جدال: جدال کی جمع اس کا عام معنی ہے لڑائی جھگڑا، علم منطق میں کسی قیاس سے اختلاف کرنا، بحث اور دلیل۔

مسئلہ: تصور، نظریہ، اصول Concept / ideology

ناواقفوں: لاعلم لوگ، سطحی علم رکھنے والے جو گہری بصیرت اور حکمت سے عاری ہوں۔

بے حرمتی: بے عزتی، رسوائی، بے وقعتی۔

غرض: خواہش، مقصد۔

توہین: اہانت، بے عزتی، ذلّت، حِقارت۔

جبراً: ازروے بے اختیاری، بے اختیاری سے، زبردستی سے، زور زبردستی سے، بالجبر۔

واسطے: کے لئے۔

تلوار دکھانا: طاقت کا استعمال کرنا، دھمکانا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 مارچ 2022ء)

(قسط39)

فعل کی اقسام

اس باب میں ہم وقت یا زمانہ کے لحاظ سے افعال یعنی ورب کی اقسام کے بارے میں بات کریں گے۔

ماضی

ا۔ماضی مطلق 2۔ماضی ناتمام 3۔ماضی تمام 4۔شرطیہ 5۔احتمالی

ماضی مطلق: اس میں صرف یہ پتا چلتا ہے کہ ایک فعل یا کام گزشتہ زمانے میں ہوا ہے۔ جیسے احمد گیا، اکبر بھاگا۔

ماضی مطلق بنانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ فعل یعنی ورب کے آخر میں **الف** بڑھا دیا جاتا ہے۔ جیسے بھاگ سے بھاگا۔ اگر فعل کے آخر میں **الف** یا **واؤ** ہو تو بجائے **الف** کے **یا** بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً رو سے رویا، کھا سے کھایا۔ **ہونا** سے **ہو** اس قاعدے سے آزاد ہے۔ یعنی یہ نہیں کہیں گے کہ فلاں کام **ہویا** جبکہ فعل کہ آخر میں **واؤ** ہے بلکہ کہیں گے فلاں کام **ہوا**۔ اسی طرح **جا سے گیا**، **کر سے کیا**، اور **مر سے مرا** بھی بے قاعدہ یعنی Irregular verbs ہیں۔ پرانی اردو میں مرا سے موا بھی استعمال ہوتا تھا مگر اب مر سے مرا استعمال ہوتا ہے البتہ موا بطور صفت Adjective استعمال ہوتا ہے۔ جیسے **ادھ موا، موئی مٹی** وغیرہ۔

ماضی ناتمام

اس میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا۔ ان دونوں مثالوں میں سے جو دوسری مثال ہے وہ عادت یا مستقل رویے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے دو اور بھی طریقے

ہیں جیسے کھایا کرتا تھا۔ کھاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح سے بھی ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا اکثر یہ صورت فعل یعنی ورب کے جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جبکہ دو کام ماضی میں ایک ساتھ ہوتے رہے ہوں مثلاً میں ہر طرح منع کرتا تھا مگر وہ کھیلتا رہا۔ بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ ان صورتوں کے علاوہ ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔

پہلی صورت کے جملے

وہ (مذکر، واحد) کھا رہا تھا۔ یہاں فاعل ایک ہے اور مذکر ہے۔ وہ (مونث، واحد) کھا رہی تھی۔ یہاں فاعل ایک ہے اور مونث ہے اور اس وجہ سے **رہا** بدل کر **رہی** ہو گیا اور **تھا** بدل کر **تھی** ہو گیا۔ آپ نے ان باتوں کو ذہن نشیں کرنا ہے کہ مذکر اور مونث کی تبدیلی سے جملے کی ساخت میں کہاں کہاں تبدیلی ہوتی ہے۔ اگلا جملہ دیکھتے ہیں۔ وہ (مذکر، جمع) کھا رہے تھے۔ یہاں فاعل ایک سے زائد ہیں اور مذکر ہیں اس لئے **رہا** بدل کر **رہے** ہو گیا اور **تھا** بدل کر **تھے** ہو گیا۔ ایک اور جملہ دیکھئے۔ وہ (مونث، جمع) کھا رہی تھیں۔ یہاں فاعل ایک سے زائد ہیں اور مونث ہیں پس اس کے مطابق ہی امدادی فعل جسے انگریزی میں helping verbs کہا جاتا ہے میں تبدیلی آگئی ہے۔ ان فقرات میں رہا، رہی، رہے، تھا، تھی، تھے، تھیں امدادی فعل ہیں۔ ہم (مذکر، جمع) کھا رہے تھے۔ میں کھا رہا تھا۔

منفی جملے

اب اگر ہم نے ماضی ناتمام میں منفی جملے بنانے ہوں تو فعل سے پہلے **نہیں** کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے ان جملوں میں **کھانا** فعل ہے تو اس سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیں گے۔ جیسے وہ **نہیں** کھا رہا تھا۔ ہم **نہیں** کھا رہے تھے۔

سوالیہ جملے

سوالیہ جملہ بنانے کے لئے جملے کے شروع میں یا فاعل کے بعد **کیا**، **کیوں**، **کب**، **کیسے**، **کہاں** وغیرہ لگاتے ہیں۔ تاہم ان الفاظ کی جگہ بدلنے سے مفہوم بھی بدل جاتا ہے۔ جیسے کیا وہ کھا رہا تھا؟ کیا وہ کھا رہی تھی؟ کیا

وہ کھا رہے تھے؟ کیا وہ کھا رہی تھیں؟ کیا تم کھا رہے تھے؟ کیا آپ کھا رہے تھے؟ اب اگر کیا کی جگہ بدل دیں اور اسے فاعل کے بعد لے جائیں جو کہ ان جملوں میں وہ ہے۔ تو پوچھنے والا اس چیز کے بارے میں پوچھ رہا ہو گا جو کھائی جا رہی ہے۔ جیسے وہ کیا کھا رہا تھا؟

سوالیہ نفی جملے

ان جملوں میں سوال بھی ہوتا ہے اور اپنے موقف کی تصحیح بھی کروائی جاتی ہے۔ جیسے کیا وہ نہیں کھا رہا تھا؟ وہ کیوں نہیں کھا رہا تھا؟ وہ کیسے کھا رہا تھا؟

دوسری صورت کے جملے

اس صورت میں عادت یا مستقل رویے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے وہ کھاتا تھا۔ وہ کھایا کرتا تھا۔ وہ کھاتا رہتا تھا۔ ان تینوں صورتوں میں کہنے والا یہ نہیں کہہ رہا کے جب میں نے اسے دیکھا تو وہ کھا رہا تھا۔ بلکہ اس کی ایک مستقل عادت کی بات ہو رہی ہے کہ وہ کھاتا تھا۔ دوسرے جملے میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ فلاں چیز وہ کھایا کرتا تھا مگر اب نہیں معلوم کہ وہ کھاتا ہے یا نہیں۔ تیسری صورت میں یہ کہا گیا ہے کہ کھانا اس کی ایک پسندیدہ عادت تھی یعنی وہ بہت کھاتا تھا۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یورپین لوگ ایک قوم سے معاہدہ کرتے ہیں۔ اس کی ترکیب عبارت ایسی رکھ دیتے ہیں کہ دراز عرصہ کے بعد بھی نئی ضرورتوں اور واقعات کے پیش آنے پر بھی اس میں استدلال اور استنباط کا سامان موجود ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں آئندہ کی ضرورتوں کے مواد اور سامان موجود ہیں۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 225 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

معاہدہ: وہ قرارداد جو فریقین کے مابین ہو اور جس کی رو سے ہر فریق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اقرار کرے، Treaty باہمی عہد و پیمان، عہد نامہ، قول و قرار، قانون۔

ترکیب عبارت: ترکیب یعنی بناوٹ، ساخت، وضع۔ عبارت یعنی (زبانی یا تحریری) بیان، مضمون، تحریر، اسلوب (معنی یا مفہوم کے مقابل)، املا، تسوید، تحریر، متن، مضمون۔ معاہدے کی تحریر کے لئے الفاظ

کے چناؤ میں ایسی حکمت عملی یعنی strategy استعمال کی جاتی ہے جو بعد میں پڑنی والی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔

ترکیب عبارت ایسی رکھ دیتے ہیں: یہاں رکھ دینا کا مطلب ہے با قاعدہ سوچ بچار اور منصوبہ بندی سے کسی چیز کو کسی چیز کا پوشیدہ فطرتی حصہ بنا دینا۔ جو بعض مخصوص مواقع یا ضرورتوں میں خود کار طور پر حرکت میں آجائے یا مدد دے مگر عام حالات میں بظاہر پوشیدہ رہے یا بے اثر رہے جیسے انگریزی میں کہتے ہیں built- in۔

دراز عرصہ: دراز یعنی بہت طویل، پھیلا ہوا، کئی سالوں، مہینوں پہ مشتمل۔ عرصہ یعنی وقت، مدت، زمانہ، Period/ time span دور، لمحہ، ساعت، منٹ وغیرہ

پیش آنا: آگے آنا، رکاوٹ بننا۔

استدلال: دلیل پیش کرنا، سند لانا، دلیل، ثبوت، بحث۔ یعنی دو قوموں میں ایک معاہدہ ہے اور کوئی نئی صورت حال یا ضرورت پیش آگئی تو معاہدے کے الفاظ میں ایسی گنجائش یا حکمت رکھی جاتی ہے کہ بحث ہو سکے اور نئے معاملات کو نمٹایا جا سکے۔

استنباط: معلوم باتوں سے نامعلوم بات دریافت کرنے کا عمل، چند باتوں کو ملا کر عقل کی مدد سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا۔ ایک مضمون جو پہلے سے موجود ہو اس عقل و تدبر اور دلیل سے اضافہ کرنے کا عمل۔

سامان: گنجائش، امکان، علامات، اسباب، محرک۔

مواد: کسی چیز کی تیاری سے پہلے اس کے خام اجزا Raw material جس سے وہ چیز بنے گی، کسی شے کی تیاری کا بنیادی سامان، کسی چیز کے اجزائے ترکیبی ingredients، ضروری اجزا، لوازم، اسباب۔ کوئی چیز جو کام کرنے یا ترقی دینے کے لیے خام شے کا کام دے۔ کسی معاملے کے وہ تمام متعلقات جن سے وہ معاملہ صورت پذیر ہو، آثار، مبادی اور دلائل، دلیل، وجوہ، براہین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 31 مارچ 2022ء)

(قسط40)

ماضی ناتمام

یہ زمانے کی ایک قسم ہے اور اس میں یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ گزشتہ زمانے میں کام جاری تھا جیسے وہ کھا رہا تھا، یا کھاتا تھا۔ ان دونوں مثالوں میں سے جو دوسری مثال ہے وہ عادت یا مستقل رویے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے دو اور بھی طریقے ہیں جیسے کھایا کرتا تھا۔ کھاتا رہتا تھا۔ اس کے علاوہ ماضی ناتمام ایک اور طرح سے بھی ظاہر کی جاتی ہے۔ مثلاً کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا اکثر یہ صورت فعل یعنی ورب کے جاری رہنے کو ظاہر کرتی ہے یا کسی ایسی حالت کو بتاتی ہے جبکہ دو کام ماضی میں ایک ساتھ ہوتے رہے ہوں مثلاً میں ہر طرح منع کرتا تھا مگر وہ کھیلتا رہا۔ بارش ہوتی رہی اور وہ نہاتا رہا۔ ان صورتوں کے علاوہ ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔

گزشتہ سبق میں ہم نے ماضی ناتمام کی دو صورتوں کی وضاحت کی تھی اور مثالوں سے بھی واضح کیا تھا کہ اس زمانے کا استعمال فعل پر کس کس طرح اثر انداز ہوتا ہے۔ نیز ہم نے دیکھا تھا کہ گفتگو کرنے کے کتنے انداز اس زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ اسی سلسلے کو آگے بڑہاتے ہیں اور ماضی ناتمام کی تیسری صورت دیکھتے ہیں۔

ماضی ناتمام کی تیسری صورت

کہتا رہا، کھاتا رہا، تکتا رہا۔ جیسے کہ اوپر بھی اختصار سے بیان ہوا ہے کہ یہ صورت بتاتی ہے کہ فعل اس وقت بھی جاری تھا جب اس کے متعلق بات ہو رہی تھی یا اس کہ ساتھ کوئی دوسرا کام جاری تھا۔ جیسے ہم کھانا

پکاتے رہے اور وہ کھاتا رہا۔ یعنی دو کام ایک ساتھ ماضی میں جاری رہے۔ جس طرح انگریزی میں جاری کام کے لئے ورب کی پہلی فارم کے ساتھ (Ing) کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اسی طرح اردو میں **فعل رہنا** کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پس رہا، رہی، رہے، رہیں وغیرہ بطور امدادی **فعل** استعمال ہوتے ہیں۔

جملے: وہ (مذکر واحد) رات گئے (late night) تک خطوط کے جوابات لکھتا رہا۔ ماں کپڑے سیتی رہی اور بچہ پڑھتا رہا۔ (stitching) اس جملے میں بھی دو کام جاری تھے۔ **فعل سینا** سے مادہ بنے گا **سی** اور اگر فاعل مونث ہو تو شکل بنے گی **سیتی**۔ اگر فاعل مذکر ہو گا تو بنے گا **سیتا**۔ اگر فاعل مذکر جمع ہو یعنی ایک سے زائد مرد ہوں تو بنے گا **سیتے**۔ جیسے درزی کپڑے **سیتے** رہے اور بچے پڑھتے رہے۔ اگر فاعل خود بات کرنے والا ہو تو بنے گا سیتا۔ جیسے میں کپڑے سیتا رہا، اور رات ڈھلتی رہی۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ وہ داستان کہتا رہا اور لوگ سنتے رہے، سر دھنتے رہے۔ یہاں **سر دھننا** کا محاورہ استعمال کیا ہے اس کا مطلب ہے تعریف کرتے رہے، مزے لیتے رہے وغیرہ۔ پس طویل اور پیچیدہ جملوں میں دو سے زائد افعال بھی موجود ہوتے ہیں جو ایک ساتھ جاری رہتے ہیں۔

منفی جملے: منفی بنانے کے لئے اس طرح کے جملوں میں صرف **نہیں** لگانا کافی نہیں ہوتا بلکہ ان جملوں کو نفی بنانے کے لئے جملے کا انداز اور ساخت بدل دی جاتی ہے۔ جیسے وہ کہتا رہا کو نفی بنائیں گے تو کہیں گے اس نے کچھ نہیں کہا۔ یا وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔ اسی طرح 'وہ داستان کہتا رہا' کو نفی بنائیں تو بنے گا اس نے داستان نہیں سنائی۔ یا وہ داستان نہیں سنا رہا تھا۔

ماضی ناتمام کی چوتھی صورت

ماضی ناتمام کی ایک چوتھی صورت بھی ہے۔ جیسے پکارا کیا، بکا کیا، سنا کیا، اور یہ صورت بھی وہی معنی دیتی ہے جو گزشتہ صورت دیتی ہے۔ یہ صرف بات کرنے کا ایک مختلف انداز ہے جو زیادہ تر ادبی تحریرات میں ملتا ہے۔

آخری علامت کو ختم کر دینا

بعض اوقات ماضی ناتمام میں جملے کے آخر میں آنے والا تھا، تھی اور تھے وغیرہ نہیں لکھے جاتے۔ جیسے اس میں لڑائی کی کیا بات تھی، وہ اپنا کام کرتا تم اپنا کام کرتے۔ یعنی **کرتے رہتے** کی بجائے صرف **کرتے** ہی لکھا

اور کہا جاتا ہے۔ اسی طرح، میری عادت تھی کہ پہلے کھانا کھاتا پھر پڑھنے جاتا۔ یعنی تھا نہیں لکھا گیا۔ جب کبھی وہ آتے ہزاروں باتیں سنا جاتے۔ یہاں محاورہ استعمال ہوا ہے، باتیں سنانا جس کا مطلب ہے کہ برا بھلا کہنا، طنز کرنا، ڈھکے چھپے الفاظ میں سخت تنقید کرنا۔

ماضی تمام

ماضی یعنی گزرا ہوا وقت یعنی Past اور تمام یعنی جو مکمل ہو چکا ہو، ختم ہو چکا ہو۔ پس اس زمانے میں **فعل** یا ورب ایسے کام کے بارے میں بتاتا ہے جو ماضی یعنی Past میں مکمل ہو چکا ہو۔ اس کی عام علامت یہ ہوتی ہے کہ جملے کے آخر میں تھا، تھی، تھے وغیرہ آتے ہیں۔

جیسے میں نے کھانا کھالیا تھا۔ اس نے کھانا کھالیا تھا۔ تم نے صفائی کرلی تھی۔ ہم نے کتابیں الماری میں رکھ دی تھیں۔ میں نے روٹی کھالی تھی۔ اس نے کباب کھالیا تھا۔ اگر آپ ان مثالوں پہ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس بات کا انحصار کے جملے کے آخر میں تھا آئے گا یا تھی یا تھیں یا تھے، اس بات پہ ہوتا ہے کہ مفعول مذکر ہے یا مونث۔ کھانا مذکر ہے تو جملے کے آخر میں تھا آئے گا چاہے کھانے والا مذکر ہو یا مونث۔ لیکن روٹی مونث ہے تو جملے کے آخر میں تھی آئے گی۔ کتابیں مونث جمع ہیں تو جملے کے آخر میں تھیں آئے گا۔

منفی جملے

منفی بنانے کا سادہ اصول ہے کہ جملے میں مناسب جگہ پہ نہیں کا اضافہ کردیں گے، میں نے مناسب اس لئے کہا ہے کیونکہ منفی بناتے وقت نہیں کی جگہ کا تعین یہ دیکھ کر کیا جاتا ہے کہ کس چیز کا انکار ظاہر کرنا ہے۔ جیسے 'میں نے کھانا نہیں کھایا تھا' میں کھانے پہ زور ہے، اس لئے 'نہیں' کھانا کے بعد آیا ہے۔ جبکہ 'اس نے کتابیں الماری میں نہیں رکھیں تھیں' میں 'الماری میں رکھنے' پہ زور ہے۔

سوالیہ جملے

سوالیہ بنانے کے لئے عام اصول یہی ہے کہ جملے کے شروع میں کیا کا اضافہ کردیا جاتا ہے۔ جیسے کیا تم نے کھانا کھایا تھا؟ کیا اس نے کتابیں الماری میں رکھ دیں تھیں۔ یہ تو گرامر کے قواعد کی روشنی میں ہے البتہ عام

بول چال میں لہجے کا استعمال کر کے سوال کیا جاتا ہے۔ جیسے تم نے کھانا کھالیا تھا؟ اس نے کتابیں الماری میں رکھ دیں تھیں؟ کھانا کھالیا؟ کتابیں الماری میں رکھ دیں؟ وغیرہ۔

ماضی تمام کی دوسری صورت

اس کی دوسری صورت میں جملے کے آخر میں **چکا تھا** لگایا جاتا ہے۔ یہ اس صورت میں استعمال ہوتا ہے جب اس سے پہلے ایک اور کام ہو چکا ہو۔ جیسے وہ میرے پہنچنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔ میں وہاں جا کر کیا کرتا اجلاس پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

دعا کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا: دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباع سنت ضروری ہے، مگر رقت بھی اتباع سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بننا چاہیے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہیے، مگر حقیقت کو پاؤ۔ ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 231 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

رقت: اثر پذیری کی صلاحیت، نرمی، ملایمت (سختی کی ضد)، رحم، ہمدردی، رحمدلی۔ آنسوؤں سے رونے کی صورتِ حال، گریہ، بکا، نالہ وفریاد

رقت والے الفاظ: یعنی الفاظ کا چناؤ ایسا ہو جو خوبصورت بھی ہو، خود اپنے دل پہ بھی اثر کرنے والے ہوں تاکہ جذبات ابھریں اور دعا میں تاثیر پیدا ہو۔

مسنون: وہ (فعل یا طریقہ) جو سنت ہو یعنی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اختیار کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو۔

جنتر منتر: ٹوٹکا، افسوں، جھاڑ پھونک۔ غیر حقیقت پسند طریق پہ کسی بھی بات یا الفاظ کی محض بار بار تکرار کرتے رہنا جیسا کہ ان میں کوئی جادوئی اثر ہے۔

اتباع سنت: سنت پہ عمل کرنا۔

رقت بھی اتباع سنت ہے: یعنی دعا کرتے ہوئے ایسے مناسب الفاظ کا استعمال جو حقیقت حال بھی بیان کریں اور انسانی جذبات کی بھی عکاسی کریں جس کے نتیجے میں آنسوؤں سے رونے جیسی حالت پیدا ہو جائے بذات خود سنت نبوی ﷺ ہے۔

الفاظ پرست: معنی و حکمت کی بجائے صرف لفاظی پہ زور دینا یا لفاظی ہی کو سب کچھ سمجھ لینا۔

مخذول: ذلیل، رُسوا، خوار

حقیقت پرست: Realistic approach

برکت: افزائش، زیادتی، ترقی، نیک بختی، نصیب وری، سعادت، نیکی یا نیک بختی کا خوشگوار اثر یا نتیجہ۔

موافقت: مزاج یا طبیعت وغیرہ کی مناسبت، ہم آہنگی۔

فہم: عقل، خرد، سمجھ، سمجھ بوجھ، ادراک، دریافت، علم، سمجھنا، ادراک حاصل کرنا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 اپریل 2022ء)

(قسط 41)

فعل ماضی کی اقسام

ہم گزرے ہوئے زمانے یعنی ماضی کے اعتبار سے فعل کی مختلف اقسام اور حالتوں پہ بات کر رہے ہیں اور اسی مناسبت سے سوالیہ اور منفی جملے بھی بنائے جا رہے ہیں۔ تاکہ مختلف مثالوں سے وضاحت کی جا سکے۔

ماضی احتمالی (یا شکیہ)

اس میں احتمال یا شک پایا جاتا ہے۔ اس حالت کے جملوں کے آخر میں **ہو گا** کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے آیا ہو گا، لایا ہو گا۔ مگر کبھی **گا** ہٹا دیا جاتا ہے۔ جیسے ہو سکتا ہے وہ آیا ہو اور تم نہ ملے ہو۔ پہلی صورت میں یعنی جب **گا** کا اضافہ کر دیا جاتا ہے شک یا احتمال بہت مضبوط ہوتا ہے۔ جیسے وہ ضرور آیا ہو گا۔ جبکہ دوسری صورت میں شک یا احتمال کمزور ہوتا ہے جیسے ممکن ہے وہ آیا ہو۔

جملے

وہاں بارش ہوئی ہو گی۔ رات کو چاند نکلا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کسی نے دستک دی ہو تم نے سنی نہ ہو۔ اس زمانے میں بہت مخالفت ہوئی ہو گی۔ لوگ اپنے رہنما کو دیکھ کر جھوم اٹھتے ہوں گے۔

دوسری صورت

شاید بارش ہوئی ہو۔ ممکن ہے اس نے درخواست دی ہو مگر اس کی دادرسی نہ ہوئی ہو۔ شاید وہ آیا ہو اور ہم سے نہ ملا ہو۔

منفی جملے

اس ملک میں قحط ہے شاید وہاں بارشیں نہیں ہوئی ہوں گی۔ وہ سب سے ناراض تھا مجھے نہیں لگتا کہ وہ تقریب میں آیا ہو گا۔ آپ کو وہاں مزہ نہیں آیا ہو گا۔ وہ جلد لوٹ آیا ہے شاید دفتر بند ہو گیا ہو گا۔

سوالیہ جملے

کیا پتا وہاں کیا ہوا ہو گا؟ کون جانے اس نے کیا سوچا ہو گا؟ کبھی تم نے سوچا ہے کہ تمھاری نااہلی کے باعث کیا کیا نقصانات ہوئے ہوں گے؟

ماضی شرطیہ (یا تمنائی)

جس میں شرط یا تمنا پائی جائے۔ اس میں فعل کے مادے کے بعد **تا** بڑھا یا دیا جاتا ہے۔ یہ بات ایک مرتبہ پھر واضح کر دیتے ہیں کہ فعل یعنی ورب کے آخر سے نا ہٹا دیں تو باقی رہ جانے والا حصہ **فعل کا مادہ** کہلاتا ہے۔ جیسے آنا سے آ اور جانا سے جا۔ پس ماضی شرطیہ میں آنا سے آتا اور جانا سے جاتا اور کرنا سے کرتا بن جاتا ہے۔

جملے

بارش ہوتی تو مزہ آجاتا۔ تم تقریب میں آتے تو لطف دوبالا (doubled) ہو جاتا۔ اس کو بھی کوئی مدعو کرتا تو وہ چلا جاتا۔ یہ کھانا آپ بناتے تو اچھا ہوتا۔

احتمال: ماضی شرطیہ سے بھی احتمال کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ جیسے کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ بن بلائے آجاتا۔ میرا خیال ہے کہ وہ آجاتا۔

وقوع فعل

کبھی ماضی شرطیہ صرف یہ ظاہر کرتی ہے کہ ایک کام ماضی یعنی گزرے زمانے میں ہوا ہوتا۔ جیسے تمھیں کیا وہ اپنا کام کرتا یا نہ کرتا۔ یہ بہت مشکل تھا کہ میں پہلے تمھارے پاس آتا اور پھر وہاں جاتا۔

یہاں ماضی کا زمانہ ختم ہوتا ہے اور اب ہم زمانہ حال پہ بات کریں گے۔

فعل حال

فعل یعنی کام یا ورب اور حال یعنی موجودہ زمانہ۔ یعنی جب بات کرنے کسی کام کے بارے میں بات کرے تو وہ کام اسی وقت ہو رہا ہو۔ اسے انگریزی میں Present اور Progressive کہا جاتا ہے۔ اردو زبان مین اس کی چھ اقسام ہیں۔

ا۔ مضارع

یہ حالت ہوتی تو زمانہ حال ہی کی ہے مگر صاف صاف زمانہ حال کو ظاہر نہیں کرتی۔ اس میں کئی قسم کے معنی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ بعض اردو زبان کے ماہرین اسے مضارع کہتے ہیں اور ماضی، حال مستقبل تینوں زمانوں سے باہر سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک فعل یعنی ورب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تینوں میں سے کسی ایک زمانے میں ہو۔ سمجھنے اور پکارنے کی خاطر ہم اسے مضارع ہی کہیں گے مگر اس کو حال ہی کے تحت رکھا جائے گا۔

بنانے کا طریقہ: فعل کے مادے کے آخر میں ئے بڑھانے سے مضارع بنتا ہے۔ ئے کو اردو میں **یائے مجہول** کہا جاتا ہے۔

مثالیں: کھا سے کھائے۔ لا سے لائے،۔ بنا سے بنائے۔ دکھا سے دکھائے۔ اٹھ سے اٹھائے۔ لکھ سے لکھائے وغیرہ۔ جمع کی صورت میں کھا سے کھائیں۔ جا سے جائیں۔ مخاطب میں یعنی جب second person ہو تو تم لاؤ اور جمع کے لئے آپ لائیں۔ خود اپنے آپ کے لئے یعنی متکلم کے لئے میں لاؤں اور ہم لائیں۔

استعمال: جب زمانہ حال میں زمانہ شرطیہ بیان کرنا ہو تو مضارع سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک ایسا کام، خواہش یا خیال جس کے بارے میں یقین نہ ہو کہ ہو گا یا نہیں مگر امید، اندیشہ، خوف، گمان وغیرہ ہو۔ جیسے میں اس قابل تو نہیں وہ اگر قبول کرلے تو میرا نصیب۔ پھر اگر بارشیں ہوں تو خشک سالی جاتی رہے۔ شرط یا تمنا کے اس اظہار کے دو طریقے ہیں یا تو اسے حال مطلق میں بیان کرتے ہیں جیسے بارش ہوتی ہے تو فصلیں سیراب ہوتی ہیں۔ تو یہ فقرہ Simple Present/ Present Indefinite Tense میں ہے لیکن اس کی دوسری حالت ایک طرح سے future tense میں ہوتی ہے تاہم اسے اردو میں حال ہی سمجھا جاتا

ہے اور اسے مضارع کہا جاتا ہے جیسے۔ بارش برسے تو کھیت پھولے۔ وہ دعا سنے تو نصیب کھلے۔ تم آؤ تو ہم جئیں۔ وغیرہ۔ پہلی حالت ایک حقیقت ہے جسے شرطیہ صورت دی گئی ہے جبکہ دوسری صورت اصلی شرطیہ حالت ہے جس میں امید اور توقع یا تمنا پائی جاتی ہے۔

حیرت واستعجاب

مضارع کبھی حیرت اور عجیب شے دیکھ کر اس پہ احساسات کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے اور بعض اوقات یہ افسوس اا ظہار بھی کرتا ہے۔ جیسے افسوس وہ اتنی دور آئے اور بے مراد چلا جائے۔ آپ اور ہمارے گھر یقین نہیں آتا۔

اجازت اور طلب مشورہ

مضارع بعض اوقات اجازت اور مشورہ طلب کرنے کے لئے بھی آتا ہے۔ جیسے اجازت ہو تو اندر آجاؤں ۔ آپ فرمائیں تو وہ جائے۔ یعنی اس قسم کی باتیں بھی زمانہ حال میں سمجھی جاتیں ہیں۔ بعض اوقات انسان اپنے دل میں مشورہ کرتا ہے اور متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے یعنی First Person جیسے کیا کروں کیا نہ کروں۔ کیا کروں کچھ سمجھ نہیں آتی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان کسی بات کو خالی الذہن ہو کر نہیں سوچتا اور تمام پہلوؤں پر توجہ نہیں کرتا اور غور سے نہیں سنتا اس وقت تک پرانے خیالات نہیں چھوڑ سکتا اس لئے جب آدمی کسی نئی بات کو سنے تو اسے یہ نہیں چاہیے کہ سنتے ہی اس کی مخالفت کے لئے طیار ہو جاوے بلکہ اس کا فرض ہے کہ اس کے تمام پہلوؤں پر پورا فکر کرے اور انصاف اور دیانت اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے خوف کو مدّ نظر رکھ کر تنہائی میں اس پر سوچے۔

(**ملفوظات جلد**2 صفحہ 231 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

خالی الذہن: ہر تعصب، نفرت، حسد سے بچتے ہوئے کسی بات پر توجہ دینا۔ بات سننے سے پہلے ہی سنی سنائی بات پہ یا اپنے پرانے علم پہ اڑے رہ کر انسان کوئی نئی علمی بات نہیں سیکھ سکتا پس جہاں سیکھنا اہم ہے وہاں پرانے سیکھے ہوئے کو غلط یا ناقص پا کر اسے ان سیکھا کرنا بھی اتنا ہی اہم ہے۔

تمام پہلوؤں پر توجہ کرنا: کسی بات، دعویٰ، دلیل، نظریے کی تمام تر تفصیلات جاننا اور ان پر غور کرنا۔

فکر کے اصول: تمام تفصیلات پر غور کرنا، انصاف سے کام لینا یعنی کسی تعصب، مفاد، حسد، نفرت کو راہ نہ دینا۔ دیانت یعنی Integrity سے کام لینا سیاہ کو سیاہ کہنا اور سفید کو سفید کہنا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کا خوف اور تنہائی میں سوچنا۔ اس اصول سے ایک متقی عالم دنیاوی علما سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ وہ صرف علمی اصولوں کو ہی نہیں مانتا بلکہ وہ بیان کرنے والے کی صحت نیت پر بد ظنی نہیں کرتا۔

سنتے ہی مخالفت کے لئے تیار ہو جانا: یہ بھی علمی ترقی میں ایک بہت بڑی روک ہے کہ انسان غیر ضروری خود اعتمادی کا شکار ہو اور نتائج نکالنے میں جلدی کرے۔ اور نہ صرف نتائج نکالنے میں جلدی کرے بلکہ فوراً ہی اس نظریے کی مخالفت شروع کر دے۔ حضورؑ کے بیان فرمودہ یہ اصول حصول علم کی دنیا میں عالمگیر سچائیاں ہیں جنھیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

غور سے سننا: جب انسان اپنے پرانے خیالات پر بضد ہو تو وہ نئی بات سنتا تو ہے مگر نہیں سنتا۔ علم کی دنیا میں سچائی تک پہنچنے کے لئے یہ انتہائی اہم اصول ہے کہ کسی دعویٰ، دلیل یا نظریے کو غور سے سنا یا پڑھا جائے اور اس کی تمام تر تفصیلات جاننے سے قبل کسی بھی نتیجے تک پہنچنے سے گریز کیا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 اپریل 2022ء)

(قسط 42)

زمانہ حال

زمانہ حال کی سادہ حالتوں پر بات ہو رہی ہے جس کا آغاز ہم نے ایک ایسے زمانہ سے کیا تھا جسے اردو میں مضارع کہا جاتا ہے اور انگریزی زبان میں اسے مستقبل کا زمانہ سمجھا جاتا ہے جبکہ اردو میں یہ زمانہ حال ہی ہوتا ہے۔ اس میں مشروط Conditional اور تمنائی Wish, desire جیسی صورت حال پر بات کی جاتی ہے۔ اس باب میں ہم زمانہ حال کی ایک اور سادہ صورت پر بات کریں گے۔

امر

یہ دوسری سادہ صورت زمانہ حال کی ہے۔ امر کا مطلب ہے حکم یہ عموماً Generally حکم Order اور التجا Request کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ جاؤ، چلو، دور رہو، تشریف رکھیئے۔ اس طرح کے جملوں میں فاعل Subject پوشیدہ ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو مخاطب کیا جارہا ہے وہ سامنے موجود ہوتا ہے۔ اگر فاعل خاص طور پہ ظاہر کیا جائے تو اس کا مقصد بات میں زور پیدا کرنا، ذمہّ داری لینا یا دھمکی دینا ہو سکتا ہے۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں جاؤ، یا کہا جائے تم نے سنا نہیں وہ کہہ رہیں کہ دور رہو وغیرہ۔

علامت: امر یعنی حکم یا التجا کی علامت یہ ہوتی ہے کہ مصدر Infinitive کی آخری علامت **نا، نے** وغیرہ کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے **کھانا سے کھا، پینا سے پی، لکھنا سے لکھ، آنے سے آ** وغیرہ۔

ادب و اخلاق: جب ادب یا اخلاقی طور پہ معیاری گفتگو کی جاتی ہے تو جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں جیسے **کھا** کہنے کی بجائے بے تکلفی سے کہا جائے گا **کھاؤ** اور انتہائی ادب کے لئے کہیں گے **کھایئے یا کھائیں**۔ اس کے

لئے واحد کے بعد **واؤ یا ی** کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مزید مثالوں پہ غور کریں۔ تُو کر۔ تم کرو۔ آپ کریں۔ آپ کیجیئے۔ واحد کا استعمال بے تکلفی، بچوں یا نوکروں سے کو مخاطب کرنے کے لئے اور اسی طرح نظم میں ہوتا ہے نیز خدا تعالیٰ کی بلند شانِ وحدانیت کے اظہار کے لئے بھی واحد کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔

امر یعنی حکم تین معنی دیتا ہے۔

1۔ حکم جیسے جاؤ یا ابھی جاؤ یا فوراً جاؤ وغیرہ۔

2۔ التجا یا تمنا جیسے براہ کرم تشریف رکھیے، براہ مہربانی اندر آجائیں۔ کبھی ہمارے ہاں (یعنی ہمارے گھر) بھی آئیں۔

3۔ دعا جیسے جیتے رہو۔ سکھی رہو، بڑی عمر ہو۔

امر میں جس کو حکم دیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ وہ حاضر ہی ہو یعنی مخاطب غائب Third person بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے اسے کہو کہ وہاں جائے۔ یہ بالواسطہ Indirect طریق ہے۔ یہ حکم بلاواسطہ Direct بھی دیا جاسکتا ہے جیسے بہتر ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ اس وقت چلا جائے۔ بعض اوقات انسان خود اپنے آپ کے لئے بھی امر استعمال کرتا ہے جیسے میرا خیال ہے کہ مجھے آج چلے جانا چاہیئے۔ من حیث الجماعت (ایک متحد گروہ ہونے کے باعث) ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآنی احکامات پر عمل کریں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا میں وہاں جاؤں یا نہ جاؤں۔ ایسا کروں یا نہ کروں۔ اگر قواعد کی رو سے دیکھیں تو یہ طریق امر سے زیادہ مضارع ہے۔

مصدر بطور امر

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مصدر فعل کی بنیادی شکل ہے جس سے افعال، اسما، صفات وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ انگریزی میں اسے Infinitive کہا جاتا ہے۔ جیسے He wants to write a letter یعنی وہ ایک خط لکھنا چاہتا ہے۔ یہاں لکھنا بطور اسم Noun استعمال ہوا ہے انگریزی زبان میں ورب کی پہلی حالت کے ساتھ Ing کا اضافہ کرنے سے بھی اسم اور اسم صفت بن جاتا ہے۔ جیسے I like driving میں Driving ایک اسم یا ناؤن ہے۔ اسی طرح اگر کہیں کے Hunger is a driving force in

human life. تو یہاں Driving ایک Adjective ہے۔ اردو میں ایک لفظ کی **اصل حالت مصدر** کہلاتی ہے جیسے جانا، کھانا، لکھنا وغیرہ۔ جب مصدر سے **فعل** بنایا جاتا ہے تو اس کی آخری علامت نا کو ہٹا دیا جاتا ہے اور ماضی، حال یا مستقبل کے لحاظ سے کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے لکھنا سے لکھ اور لکھ سے ماضی لکھا اور حال لکھتا یا لکھ رہا اور مستقبل لکھے گا وغیرہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح مصدر بطور اسم یا ناؤن بھی استعمال ہوتا ہے جیسے مجھے لکھنا پسند ہے۔ اسے گانا پسند ہے۔ جانوروں کو ستانا ایک بری عادت ہے۔ اسی طرح اگر مصدر کے آخر پہ **بڑی ے** کا اضافہ کر دیں تو **مصدر اسم صفت Adjective** بن جاتا ہے۔ جیسے گانے والا کھلونا۔ نہانے والا ٹب۔ کپڑے سکھانے والی تار۔ وغیرہ۔ تو بات یہ ہو رہی تھی کہ مصدر بھی بطور امر کے استعمال ہوتا ہے اور اس کا مقصد بات میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسے 'جلدی آنا کہیں راستے میں نہ رک جانا'۔ تعظیم یعنی احترام کے لئے **غائب جمع Third person plural** استعمال کرتے ہیں۔ جیسے آپ تشریف رکھیں، آپ وہاں نہ جائیں۔ بعض اقات مزید تکلف پیدا کرنے کے یا سرکاری احکامات کے لئے امر کے بعد ی اور ہمزہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آ ایک **امر** ہے تو آیئے ہو جائے گا۔ **آیئے، کھایئے، بیٹھیئے، لکھیئے** وغیرہ اس کہ مثالیں ہیں۔

ج کا اضافہ

جب امر کے آخر پہ **ی** یا **ے** ہو جیسے **لے، دے، پی**، وغیرہ تو وہاں **ی** اور **ہمزہ** سے پہلے **ج** کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ **دے سے دیئے** بولنے میں مشکل پیدا کرتا ہے کیونکہ **ی** دوبار آکر تلفظ میں مشکل پیدا کرتا ہے اسی طرح دو **ہمزے** بھی اکھٹے نہیں ہو سکتے تو اس مشکل کا حل یہ کیا گیا کہ انتہائی شائستگی پیدا کرنے کے لئے **ج** کا اضافہ کیا گیا اور **لے سے لیجئے۔ پی سے پیجئے۔ کیا سے کیجئے۔ دے سے دیجئے** بنا دیا جاتا ہے۔ **ج** کا اضافہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ **جا** آواز میں **یا** کے بہت نزدیک ہے۔ بعض اوقات شعری وزن کی خاطر یا خوبصورتی بڑھانے کے لئے دیجئے، کیجئے وغیرہ کا **ہمزہ** ختم کر دیا جاتا ہے جیسے 'آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے، جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجے'۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ انداز جدید اردو میں کم استعمال ہوتا ہے۔ اس کے استعمال کا دارومدار علاقے اور تہذیب پر بھی ہے نیز یہ خالصتاً ادبی اندازِ گفتگو ہے۔ نیز یہ طریق التماس و التجا میں بھی استعمال ہوتا ہے

۔ بعض علاقوں میں **کیجئے**، **لیجئے** وغیرہ کے ساتھ مزید ادب و احترام یا تہذیب ظاہر کرنے کے لئے **گا** کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے آپ ہمارے گھر آیئے گا، جی کچھ فرمایئے گا، آپ کیا پسند کیجئے گا وغیرہ۔

بعض اوقات فعل کے آخری **و** سے پہلے ایک **ی** بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے **لکھو سے لکھیو، رہو سے رہیو** اس قسم کا استعمال جدید شعرا میں سے جون ایلیا کی شاعری میں ملتا ہے جیسے

نظر پر بار ہو جاتے ہیں منظر

جہاں رہیو وہاں اکثر نہ رہیو

امر میں بعض اوقات جو حکم دیا جاتا ہے اس میں آئندہ ہمیشہ یا تادیر قائم رہنا پایا جاتا ہے جیسے خدا کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو، قتل نہ کرو وغیرہ۔

امر میں بعض اوقات کام کا جاری رہنے پایا جاتا ہے جیسے جیتا رہ، کرتا رہ، جلتا رہ۔

امر میں تشدد اور سختی ظاہر کرنے کے لئے مصدر کے بعد **ہو گا** بڑھا دیتے ہیں جیسے تمھیں کرنا ہو گا۔ اب تو تمھیں جانا ہی ہو گا۔ یہ انداز اعام طور پہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی کو حکم ماننے سے انکار ہو۔ اسی مقصد کے لئے مصدر کے بعد **پڑے گا** کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے لکھنا پڑے گا، جانا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہو گی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اُس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُون (الحجر:10) میں فرمایا ہے پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ ﷺ کی اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس برس گذر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملّت کے لئے مبعوث ہوتا اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اس کے الہام و وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بے

قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو جاتے جو انھیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ232 ایڈیشن2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

بے خبری: علم نہ ہونا

صدی: سو سال century

مجدد: تجدید کرنے والا، تازہ کرنا، ایک قدیم خیال، عقیدے یا نظریے کو از سر نو زندہ کرنا، قائم کرنا۔

آفت: مصیبت

موافق: مطابق

اصلاح دین: Reformation of religion

تجدید ملّت: Reunion/restoration of nation

مستعد اور سعید فطرت: efficient and capable قابل اور اہل لوگ۔

صدی کا سر: صدی کا اختتام یا صدی کا آغاز Last or starting decades of a century

اضطراب اور بے قراری: کسی مشکل کو دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والی دکھ کی کیفیت۔

ہمہ تن گوش: پوری توجہ اور انہماک سے سننے والا، کمال متوجہ۔

مژدہ: خوشخبری

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 اپریل 2022ء)

(قسط43)

حال مطلق

یہ باب بھی زمانہ حال سے متعلق ہے اور اس کی مختلف صورتیں اور حالتیں وضاحت سے بیان کی جائیں گی۔ اب تک ہم نے **مضارع** اور **امر** کے متعلق پڑھا ہے۔ آج ہم **حال مطلق** کے بارے میں پڑھیں گے۔ اس زمانہ کو انگریزی میں **Present Indefinite** کہا جاتا ہے۔

حال مطلق Present Indefinite

زمانہ حال کی اس صورت میں جو کام کیا جاتا ہے وہ عادت اور مستقل رویئے کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ پانی نشیب کی طرف بہتا ہے۔

اس کو بنانے کے لئے **مادہ فعل کے بعد تا ہے، تی ہے، تے ہیں، تی ہیں** وغیرہ لگتا ہے۔ اب اس کو مثالوں سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مثالیں: وہ اسکول جاتا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا جارہا کہ وہ اسکول جا چکا ہے، یا جارہا ہے یعنی یہ کام نہ مکمل ہوا ہے نہ اس وقت ہو رہا ہے جب اس کی بات کی جارہی ہے۔ یہ ایک مذکر فاعل Male Subject کی مستقل عادت کو بیان کر رہا ہے یعنی وہ اسکول جاتا ہے۔ پس اگر فاعل مذکر اور واحد ہو Singular, male subject تو **تا ہے** آئے گا۔

وہ اسکول جاتے ہیں۔ یہاں فاعل مذکر جمع ہے Plural, male subject تو **تا ہے** بدل کر **تے ہیں** ہو گیا۔ اس کی مزید مثالیں دیکھیں۔ گھوڑے تیز دوڑتے ہیں۔ بعض طوطے بولتے ہیں۔ کتے رات کو بھونکتے ہیں۔ بادل نہ ہوں تو ستارے خوب چمکتے ہیں۔ یہاں گھوڑے، کتے، طوطے، ستارے مذکر ہیں۔

وہ بچوں کو قاعدہ پڑھاتی ہے۔ یہاں فاعل مونث واحد ہے تو پڑھانا Teaching سے **فعل** کا مادہ ہے پڑھا Teach اور ساتھ **تی ہے** کا اضافہ کیا گیا پس بن گیا **پڑھاتی ہے**

جیسے جانا سے مادہ ہے جا اور **تا ہے** کا اضافہ کیا تو بن گیا **جاتا ہے**۔ اسی طرح دوڑنا سے دوڑتا ہے، دوڑتے ہیں، دوڑتی ہیں اور اپنے آپ کے لئے دوڑتا ہوں۔ پھر چمکنا سے چمکتا ہے، چمکتی ہے، چمکتے ہیں، چمکتی ہیں، اور اپنے آپ کے لئے چمکتا ہوں، جیسے میں جگنو ہوں میں رات میں چمکتا ہوں۔ ہم ستارے ہیں ہم رات کو چمکتے ہیں۔ میں سورج کی کرن ہوں میں صبح کو چمکتی ہوں۔ مغربی ممالک Western Countries میں موسم تیزی سے بدلتا ہے۔ ناانصافی اور ظلم سے دنیا کا امن خطرے میں پڑتا ہے۔ ان مثالوں سے امید ہے آپ کو سمجھ آ گئی ہو گی۔

منفی فقرات: جن میں انکار یا نہ ہونا پایا جاتا ہے۔ ان کو بنانے کے لئے فعل سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے نہیں جاتا ہوں، نہیں جاتا ہے، نہیں جاتے ہیں، نہیں چمکتے ہیں وغیرہ۔

مجہول صورت Passive Voice

وہ اسکول جاتا ہے۔ اس جملے میں فاعل اپنی قوت ارادی اور مرضی سے سکول جاتا ہے۔ مجہول صورت میں فاعل کو کام کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے یا کم از کم ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے اسے سکول بھیجا جاتا ہے۔ یا وہ اسکول بھیجا جاتا ہے۔ ہم سبق یاد کرتے ہیں۔ ہمیں سبق یاد کروایا جاتا ہے۔ وہ برتن دھوتی ہے۔ اس سے برتن دھلوائے جاتے ہیں۔ اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہے۔ جیسے پڑھانا سے مادہ ہے پڑھا تو اس میں **یا** کا اضافہ کریں گے تو بن جائے گا **پڑھایا** جو ماضی تمام یعنی Past Participle ہے اور اس کے بعد **ہے** کا امدادی فعل لگایا تاکہ زمانہ حال کو ظاہر کیا جا سکے۔ اس کی مزید وضاحت کے لئے الگ سے اسباق تیار کئے جائیں گے۔

سوالیہ یا استفہامیہ جملے

اردو زبان کا اصول ہے کہ سوال بنانے کے لئے کیا کا اضافہ عام طور پہ فقرے کے آغاز میں کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کیا وہ اسکول جاتا ہے؟ جملے کی باقی ساخت ویسی ہی رہتی ہے۔ جیسے۔ وہ برتن دھوتی ہے۔ کیا وہ برتن دھوتی ہے؟ وہ برتن کب دھوتی ہے؟ وہ کہاں برتن دھوتی ہے؟ وہ کب سے برتن دھوتی ہے؟۔ پس یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کیا، کب، کہاں، کیوں، کب سے، کس سے وغیرہ کے ذریعے سوالیہ فقرات بنائے جاتے ہیں اور جملے کی باقی ساخت ویسے ہی رہتی ہے۔ سوالیہ الفاظ کا اضافہ کرتے وقت ان کی جگہ بدلنے سے معنی بھی بدلتے ہیں اور اس کے لئے مشق ضروری ہے۔

حال ناتمام Present continuous/ Progressive

اس حالت میں جب کام ہوتا ہے تو اس کا جاری ہونا نظر آتا ہے۔ اور کیونکہ وہ جاری ہے تو منطقی لحاظ سے وہ مکمل یا ختم نہیں ہوا اس لئے اردو میں اس صورت کو حال ناتمام یعنی Present Imperfect کہا جاتا ہے۔ جیسے، وہ آرہا ہے۔ وہ کھا رہا ہے۔ میں پڑھ رہا ہوں وغیرہ۔

بنانے کا طریق: مادہ فعل کے بعد رہا ہے، رہی ہے، رہے ہیں، رہا ہوں، رہی ہیں وغیرہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اردو میں اس کو ایک طرح سے بھی ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے۔ وہ جرم کے تمام نشان مٹائے جاتا ہے۔ ہم ایک ایک کر کے تمام اصولوں کو بھلائے جاتے ہیں۔ مہمان اندر بلا کر عزت سے بٹھائے جاتے ہیں۔ وغیرہ۔ یعنی بجائے یہ کہنے کے، کہ ہم ایک ایک کر کے تمام اصول بھلاتے جارہے ہیں، کہ دیا جاتا ہے کہ بھلائے جاتے ہیں۔ مٹائے جاتے ہیں وغیرہ۔

مثالیں:

اکبر پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ زید خط لکھ رہا ہے۔ یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ فعل کا مادہ اپنی اصل شکل میں استعمال ہو رہا ہے اور حال ناتمام بنانے کے لئے رہا ہے، رہے ہیں وغیرہ امدادی فعل یعنی helping verbs استعمال ہوتے ہیں۔

منفی فقرات میں فعل سے پہلے نہیں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور سوالیہ فقرات میں کیا، کب، کیسے، کہاں، کیوں وغیرہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب اس دوسرے پہلو کو دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کیا اس وقت اسلام کے لئے کوئی آفت اور مشکلات ایسی پیدا ہو گئی ہیں جو کسی مامور کے لئے داعی ہیں۔ جب ہم اس پہلو پہ غور کرتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پر اس وقت دو قسم کی آفتیں آئی ہیں۔ اندرونی اور بیرونی۔ اندرونی طور پر یہ حالت اسلام کی ہو گئی ہے کہ بہت سی بدعتیں اور شرک سچی توحید کے بجائے پیدا ہو گئے ہیں اعمال صالحہ کی جگہ صرف چند رسومات نے لے لی ہے۔ قبر پرستی اور پیر پرستی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل شریعت ہو گئی ہے۔ مجھ کو ہمیشہ تعجب اور حیرت ہوئی ہے کہ مجھ کو یہ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ اس امر کو انہوں نے نہیں سمجھا کہ میں کیا کہتا ہوں مگر اپنے گھر میں یہ لوگ ہرگز غور نہیں کرتے کہ نبوت کا دعویٰ تو انہوں نے کیا ہے جنہوں نے اپنی شریعت بنالی ہے کوئی بتائے کہ وہ ورد اور وظائف جو سجادہ نشین اور مختلف گدیوں والے اپنے مریدوں کو سکھاتے ہیں، میں نے ایجاد کئے ہیں؟ یا میں رسول اللہ ﷺ کی شریعت اور سنت پر عمل کرتا ہوں اور اس پر ایک نقطہ یا شعشہ (شوشہ) بڑھانا کفر سمجھتا ہوں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 232-233 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

دوسرا پہلو: کسی بات یا اصول کا اگلا معاملہ، نکتہ۔

داعی: دعوت دینا، ضرورت ظاہر کرنا۔

بدعتیں: (اسلام) دین میں کوئی ایسی نئی بات جس کا قرآن اور سنت میں وجود نہ ہو، دین میں کوئی نئی رسم ڈالنا۔

رسوم: رسم کی جمع یعنی رِیت، رواج، دستور۔

قبر پرستی: قبر کی عبادت، پوجا، غایت تعظیم، توقیر۔

پیر پرستی: وہ خیالی بزرگ جس کے نام پر ضعیف الاعتقاد لوگ منت مانتے ہیں اور اس کے فرضی نام کے ساتھ لفظ پیر استعمال کرتے ہیں۔

ورد، وظائف: کسی بات کو یا کسی نام کو بار بار دہرانے کا عمل، جاپ، رٹ، وظیفہ کی جمع؛ وہ دعائیں یا آیات وغیرہ جو مخصوص تعداد میں صرف ایک دن یا مخصوص دنوں تک پڑھی جائیں، اوراد، اشغال، تسبیحات، اذکار۔

سجادہ نشیں: کسی بزرگ کی گدی پر بیٹھنے والا، کسی بزرگ کا خلیفہ، ایک صوفی کی وصال کے بعد ان کا جانشیں۔

گدی: کسی پیر، درویش وغیرہ کی مسند، نشست گاہ، سجّادہ۔

شوشہ: چھوٹا سا ٹکڑا یا حصہ، کم سے کم جزو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 مئی 2022ء)

(قسط44)

حال تمام

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم اردو زبان کے قواعد کے ذریعے سے اردو زبان لکھنا اور بولنا سیکھ رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہم فعل کی وقت کے لحاظ سے مختلف صورتوں اور حالتوں کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ پس اس باب میں ہم نے زمانہ حال کی اس حالت کا انتخاب کیا ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ فعل یعنی کام ابھی ابھی ختم یا مکمل ہوا ہے۔ اس حالت کو حال تمام کہا جاتا ہے۔ اب ہم اس کی تفصیلات میں جائیں گے اور مختلف مثالوں سے اسے سیکھنے کی کوشش کریں گے۔

حال تمام Present Perfect

جیسا کہ اوپر تعریف میں بتا دیا گیا ہے حال تمام ایک ایسے کام یا فعل کو ظاہر کرتا ہے جو ابھی ابھی ختم ہوا ہے۔ جیسے وہ آیا ہے، پیغام لایا ہے۔ وہ کھا چکا ہے۔ وہ جا چکا ہے۔ وغیرہ

بنانے کا طریقہ: کسی **مصدر** یعنی infinitive کی آخری علامت نا، نے وغیرہ کو ہٹانے سے باقی **مادہ فعل** رہ جاتا ہے یعنی فعل کی حکمیہ شکل جیسے لانا ایک مصدر ہے، نا ہٹا دیں تو رہ جاتا ہے لا، یہ ایک حکم ہے اب اس کے آگے اگر **یا** کا اضافہ کر دیں تو یہ **ماضی تمام یعنی Past Participle** بن جائے گا۔ جیسے وہ لایا یعنی He brought اب اگر وہ لایا کے آگے ہے کا اضافہ کر دیں جو ایک **امدادی فعل ہے یعنی helping verb** تو بن جائے گا، وہ لایا ہے۔ پس یہ حال تمام یعنی Present Perfect ہے۔ **دوسرا طریقہ:** مادہ فعل کے بعد اگر **چکا ہے، چکے ہیں، چکی ہیں**، لگا دیا جائے جو کہ دو امدادی فعل Helping Verbs ہیں تو بھی حال تمام

بن جاتا ہے جیسے وہ لا چکا ہے۔ وہ کھا چکا ہے۔ دوسرے طریقے کے استعمال سے فعل کی تکمیل پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ یعنی ایک کام لازماً مکمل ہو چکا ہے۔

مثالیں:

وہ خبر لایا ہے۔ یہاں فاعل واحد مذکر Masculine singular ہے۔ وہ خبر لائی ہے۔ یہاں فاعل مونث ہونے کے باعث فعل کی شکل تبدیل ہوئی ہے یعنی لایا سے لائی ہو گیا۔ وہ خبر لائے ہیں۔ یہاں فاعل مذکر جمع ہیں۔ اس لئے نہ صرف فعل کی شکل تبدیل ہوئی ہے بلکہ امدادی فعل بھی تبدیل ہو گیا۔ یعنی پہلے لایا سے لائے ہوا، اور پھر ہے بدل کر ہیں ہو گیا۔ ہے اور ہیں امدادی فعل ہیں۔

حال احتمالی

اس میں زمانہ حال کے کسی فعل میں احتمال یعنی امکان پایا جاتا ہے۔ جیسے وہ آتا ہو گا یا وہ آرہا ہو گا۔ اس صورت میں کہنے والے کو امید ہے اور وہ ایک امکان ظاہر کر رہا ہے۔ انگریزی زبان میں اس مقصد کے لئے اصل فعل کے ساتھ بعض **Modal verbs** استعمال کئے جاتے ہیں جیسے Might, could, would, should وغیرہ۔

پس اگر کہیں کہ وہ آتا ہو گا تو اس میں جلد ہی ایسا ہونے کا اظہار بھی ہے لیکن اگر کہیں کہ وہ آرہا ہو گا تو اس میں امکانی طور پہ ایک جاری فعل کا اظہار ہے جو ہو رہا ہو گا۔ عام طور پہ اس طرح بات کرتے ہوئے بعض اور الفاظ بھی جملے میں آتے ہیں جیسے۔ ممکن ہے، وہ آرہے ہوں۔ امید ہے وہ آرہا ہو۔ کیا تعجب کہ آج چاند نکل آئے اور کل عید ہو۔ جب ایسے الفاظ کا اضافہ کیا جاتا ہے تو گا ہٹا دیا جاتا ہے۔ تاہم جب گا حذف ہو جاتا ہے یعنی ہٹا دیا جاتا ہے تو امکان کمزور ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات زمانہ حال میں احتمال یا امکان کی پہلی صورت یعنی زمانہ ماضی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ جیسے کرتا ہو گا۔ اس میں عادت پائی جاتی ہے جیسے ہم کسی سے پوچھیں کہ تم نے کبھی اسے ایسا کرتے دیکھا، وہ جواب میں کہے میں نہیں جانتا، کرتا ہو گا۔ تو یہاں صاف طور پہ ایک ایسے امکان کے معنی ہیں جو ماضی میں تھا۔ یعنی ماضی احتمالی۔

جس طرح انگریزی زبان میں **خلاصہ** بیان کرنے کے لئے ماضی کے واقعات کو حال **مطلق یعنی** Present indefinite میں بیان کیا جاتا ہے اسی طرح اردو میں بھی ماضی کے واقعات کو حال میں بیان کیا جاتا ہے۔ مثلاً 'اس کے بعد بابر ہند پر حملہ کرتا ہے اور ہندوستانی فوج کو شکست دیتا ہے'۔ اردو زبان میں اسے **حال حکائی** کہتے ہیں۔ یہ زمانہ حال کی وہ صورت ہے جس میں گزشتہ حالات و واقعات کو زمانہ حال میں بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے کہانی میں، آنکھوں دیکھا حال بیان کرنے میں،

مزید امثال حال تمام

میں نے نئے کپڑے پہن لئے ہیں۔(سادہ حالت)۔ آمنہ نماز پڑھ چکی ہے۔ سعید نماز پڑھ چکا ہے۔ فاعل مونث ہو تو چکی ہے، چکی ہیں اور مذکر ہو تو چکا ہے، چکے ہیں۔

کیا آمنہ نماز پڑھ چکی ہے؟ (سوالیہ)۔ نہیں، آمنہ نے نماز نہیں پڑھی ہے۔ کیوں، آمنہ نے نماز کیوں نہیں پڑھی ہے؟۔ آپ لوگوں نے یہ جوتے کہاں سے خریدے ہیں؟ ہم تو نئے جوتے پہلے ہی سے خرید چکے ہیں۔ یہ تمام فقرے حال تمام کے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور ہزارہا قسم کی بدعات ہر فرقہ اور گروہ میں اپنے اپنے رنگ کی پیدا ہو چکی ہیں۔ تقویٰ اور طہارت جو اسلام کا اصل منشاء اور مقصود تھا جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے خطرناک مصائب برداشت کیں جن کو بجز نبوت کے دل کے کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا وہ آج مفقود و معدوم ہو گیا ہے۔ جیل خانوں میں جاکر دیکھو کہ جرائم پیشہ لوگوں میں زیادہ تعداد کن کی ہے۔ زنا، شراب اور اتلاف حقوق اور دوسرے جرائم اس کثرت سے ہو رہے ہیں کہ گویا یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ کوئی خدا نہیں۔ اگر مختلف طبقات قوم کی خرابیوں اور نقائص پر مفصل بحث کی جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو جاوے۔ ہر دانشمند اور غور کرنے والا انسان قوم کے مختلف افراد کی حالت پر نظر کرکے اس صحیح اور یقینی نتیجہ پر پہنچ جاوے گا کہ وہ تقویٰ جو قرآن کریم کی علّت غائی تھا جو اکرام کا اصل موجب اور ذریعہ شرافت تھا آج موجود نہیں۔ عملی حالت

جس کی اشد ضرورت تھی کہ اچھی ہوتی اور جو غیروں اور مسلمانوں میں مابہ الامتیاز سخت کمزور اور خراب ہو گئی ہیں۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 233 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

بدعات: بدعت کی جمع، دین میں کوئی ایسی نئی بات جس کا قرآن اور سنت میں وجود نہ ہو، دین میں کوئی نئی رسم۔

طہارت: پاکیزگی، صفائی۔ بزرگی، تقدس؛ حُرمت؛ برگزیدگی۔

منشا: غرض وغایت، سبب، باعث، مرضی، مقصد، مدعا، عندیہ

مصائب: مصیبت کی جمع

بجز: سوائے. Except

مفقود ومعدوم: کھویا ہوا، غائب، ندارد، ناپید، گم شدہ، جو پایا نہ جائے غیر موجود،، مٹایا گیا، فنا کیا گیا۔

جیل خانہ: Prison

جرائم پیشہ: Criminal

اتلاف حقوق: حقوق کا کھونا، نقصان، بربادی۔

طبقاتِ قوم: Different classes of a nation

مفصل: تفصیلی Detailed

ضخیم: بڑے حجم والا، بڑی جسامت والا، موٹا، دبیز۔

علّتِ غائی: مقصود اعلیٰ، اصل سبب، جس سبب کے لیے کوئی کام کیا جائے۔

اصل موجب: بنیادی وجہ

مابہ الامتیاز: وہ چیز یا خصوصیت جو کسی شے کو دوسروں سے الگ پہچان دے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 مئی 2022ء)

(قسط45)

فعل مستقل

کوئی بھی زبان سیکھنے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں۔ **ایک** یہ کہ زبان کو اس طرح سیکھا جائے جس طرح ایک بچہ اپنی مادری زبان سیکھتا ہے یعنی لاشعوری طور پہ نقل کرتے ہوئے۔ یعنی وہ جو سنتا ہے اسے بولتا ہے اور جو لکھا دیکھتا ہے اسے لکھتا ہے جبکہ اس سے پہلے اس کے ذہن میں کوئی اور زبان موجود نہیں ہوتی۔ **دوسرا طریقہ** یہ ہوتا ہے کہ زبان کو بطور ایک سائنس یعنی علم کے سیکھا جائے جیسے ہم کوئی بھی علم سیکھتے ہیں اور اس میں مہارت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ ہمیں اس وقت اختیار کرنا پڑتا ہے جب ہمارے ذہن میں ایک سے زائد زبانوں کی یاداشت موجود ہو۔ نیز ہمارے سیکھنے کا عمل لاشعوری سے زیادہ شعوری ہو۔ تاہم ایسے بچے جو ایک ایسی زبان سیکھنا چاہتے ہوں یا اس میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہوں جو ان کے والدین کی مادری زبان ہو مگر ان بچوں کی وہ مادری زبان نہ ہو جیسا کہ مغربی ممالک میں پیدا ہونے والے بچے ہیں تو ایسے بچوں یا طالب علموں کے لئے ضروری ہے اور فائدہ مند ہے کہ وہ زبان سیکھنے کے لئے دونوں طریق اپنائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ممالک میں بچے والدین سے اردو صرف بولنے اور سن کر سمجھنے کی حد تک سیکھتے ہیں مگر ان کی مہارت کا درجہ بلکل سطحی ہوتا ہے۔ آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے آپ کے والدین نے تعلیم پاکستان یا بھارت میں حاصل کی ہے اور وہاں انہوں نے اردو کو باقاعدہ ایک سائنس کے طور پہ پڑھا ہے۔ ان کا اردو کے متعلق علم صرف لاشعوری نہیں ہے بلکہ اس میں شعوری کوشش اور محنت کا دخل ہے۔ جیسے مضمون نگاری، خط لکھنا، درخواست لکھنا، گرامر کے اصول، شاعری کی تشریحات کرنا، مختلف

اردو لکھاریوں کے مضامین کو پڑھنا اور سمجھنا، تحریر و تقریر کی مہارت وغیرہ شامل ہے۔ پس آپ کو اردو سیکھنے کے لئے دونوں ہی طریق اختیار کرنے ہوں گے۔ لاشعوری طریق سے اردو کا میعار بلند کرنے کے لئے آپ کو اپنے والدین، اردو بولنے والے لکھنے والے احباب سے ایک مضبوط علمی تعلق بنانا ہو گا۔ ان کے ساتھ اردو میں گفتگو کرنی ہو گی۔ آپ کی وہ زبان جو اس ملک میں بولی جاتی ہے جہاں آپ ہجرت کے بعد رہتے ہیں آپ کو اسکول میں، مقامی دوستوں میں، ٹیلیویژن پروگراموں میں سننے اور بولنے کو مل جاتی ہے۔ آپ اسے لاشعوری اور شعوری طور پہ سیکھ چکے ہیں اور سیکھ رہے ہیں۔ اس لئے اردو بولنے والوں سے آپ کو اردو بولنی چاہئے تاکہ آپ اردو میں اپنا علم بڑھا سکیں۔ ہمارے ان اسباق کا مقصد اردو زبان کو بطور ایک علم یا سائنس کے پڑھانا ہے تاکہ آپ کا اردو زبان کا علم، راسخ، یقینی اور منطقی ہو۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے وہ علم حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں جو کئی اقسام کا ہے۔ ان کتب میں فلسفہ، تاریخ، ادب، نفسیات، روحانی علوم، سیاست، اقصادیات جیسے علوم بیان ہوئے ہیں۔ یہ علوم کی چند مثالیں ہیں جب آپ ان کتب سے استفادہ حاصل کریں گے تو حیران رہ جائیں گے کس قدر بیش قیمت خزانہ ہے جو آپ کو اردو زبان میں میسر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اس باب میں ہم فعل کی ان حالتوں اور قواعد کے بارے میں پڑھیں گے جو زمانہ مستقبل سے متعلق ہیں۔
فعل مستقبل یعنی Future Tense کی پہلی حالت مستقبل مطلق کہلاتی ہے۔

مستقبل مطلق Future Indefinite

اس کو انگریزی میں **Future Indefinite** کہا جاتا ہے۔ اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایک کام **ہو گا** تاہم وقت کی کوئی مخصوص قید نہیں ہوتی۔ جیسے **کھائے گا، آئے گا**۔ البتہ اگر ہونا جو کہ ایک مصدر یعنی infinitive ہے، سے یہ زمانہ بنانا ہو تو **ہوئے گا** کی بجائے **ہو گا** کہا جائے گا، یعنی کھانا سے کھائے گا آنا سے

آئے گا تو ٹھیک ہے مگر ہونا سے ہوئے گا اب استعمال نہیں ہوتا۔ یہ ایک استثنائی معاملہ ہے۔ قدیم اردو میں **ہوئے گا** بھی استعمال ہوتا تھا مگر اب یہ انداز ترک کر دیا گیا ہے یا محض علاقائی رہ گیا ہے۔

بعض اوقات **ہو گا** حال کے معنی دیتا ہے جیسے تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی بے وقوف ہو گا۔ یعنی جس کی بات ہو رہی ہے وہ بے وقوف ہے۔

مستقبل مدامی

اس میں آئندہ زمانہ میں یعنی مستقبل میں کام کا جاری رہنا پایا جاتا ہے۔ جیسے وہ دو ماہ تک اس کتاب پر کام کرتا رہے گا۔ یہ انجن چلتا رہے گا۔

بنانے کا طریقہ: حالیہ ناتمام کے بعد **رہے گا** بڑہانے سے یہ زمانہ بن جاتا ہے۔ جیسے **لکھنا** مصدر infinitive ہے اور **لکھتا** حالیہ ناتمام Present indefinite پس **لکھتا** کے بعد **رہے گا** کا اضافہ کر دیا جائے تو مستقبل مدامی بن جاتا ہے۔ جیسے to write ایک مصدر یعنی Infinitive ہے اور writes اس کی ناتمام یعنی indefinite شکل ہے۔

البتہ انگریزی میں جب مستقبل مدامی یعنی بنانا ہو تو will/shall کے بعد keep/continue کا اضافہ کیا جاتا ہے اور پھر Present Participle لگا دی جاتی ہے۔ جیسے اردو کا فقرہ کے وہ لکھتا رہے گا کو اگر انگریزی زبان میں دیکھیں تو یہ ایسے ہو گا .He will keep writing

مصدر مرکب

ایسے تمام مصادر یعنی Gerund کو جو دوسری زبانوں کے الفاظ کے آخر میں مصدر کی علامت " نا" زیادہ کر کے یا دوسری زبانوں کے الفاظ کے بعد اُردو مصدر لگا کر بنا لیے جاتے ہیں۔ انہیں مصدر جعلی یا مصدر مرکب کہتے ہیں۔ جیسے تشریف لانا، فلمانا، سیر کرنا، گرمانا، کفنانا وغیرہ۔ یہاں ہم مثال لیتے ہیں **جاتا رہنا** یہ ایک مصدر مرکب ہے۔ پس اگر اس سے مستقبل کا جملہ بنائیں جیسے اس کا کام جاتا رہے گا۔ یعنی ملازمت کھو دینا۔ تو یہ مستقبل مدامی نہیں ہے بلکہ مستقبل مطلق یعنی Future Indefinite ہے۔ یہاں اہم بات یہ ہے کہ آپ جان لیں کہ **مصدر مرکب** کیا ہوتا ہے۔

مصدر Gerund

انگریزی گرامر میں Gerund سے مراد ہے فعل یعنی verb کی پہلی حالت یا Form کے ساتھ Ing کا اضافہ کرکے دو مقاصد حاصل کرنا۔ ایک یہ کہ فعل یعنی verb سے اسم یعنی noun بنایا جائے۔ جیسے write ایک verb کی پہلی فارم ہے اور یہ فعل ہے اب اگر Writing کردیں تو یہ ایک اسم یعنی noun بھی ہے۔ یعنی یہ ایک فعل کا نام ہے۔ جیسے I like writing کا مطلب ہے کہ مجھے لکھنا (نثر، نظم) پسند ہے۔ تو یہاں لکھنا ایک اسم ہے۔ دوسرا مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ اسم صفت یعنی adjective بنایا جائے۔ جیسے writing table, writing pad وغیرہ میں writing ایک اسم صفت یعنی adjective ہے۔

استغنا: رہے گا، سے ایک قسم کی لاپرواہی یا استغنا بھی ظاہر کیا جاتا ہے جیسے آپ جایئے وہ آتا رہے گا۔ آپ چپ رہیے وہ خود ہی پڑھتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تکمیل اشاعت ہدایت کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ پر جو اتمام نعمت اور اکمال الدین ہوا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول تکمیل ہدایت۔ دوسری تکمیل اشاعت ہدایت۔ تکمیل ہدایت من کل الوجوہ آپؐ کی آمد اوّل سے ہوئی اور تکمیل اشاعت ہدایت آپؐ کی آمد ثانی سے ہوئی کیونکہ سورۃ جمعہ میں جو اٰخرین منھم (الجمعۃ: 7) والی آیت آپؐ کے فیض اور تعلیم سے ایک اور قوم کے تیار طیار کرنی کی ہدایت کرتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ایک بعثت اور ہے اور یہ بعثت بروزی رنگ میں ہے جو اس وقت ہو رہی ہے پس یہ وقت تکمیل اشاعت ہدایت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اشاعت کے تمام ذریعے اور سلسلے مکمل ہو رہے ہیں۔ چھاپہ خانوں کی کثرت اور آئے دن ان میں نئی باتوں کا پیدا ہونا، ڈاکخانوں، تار برقیوں، ریلوں، جہازوں، کا اجرا اور اخبارات کی اشاعت ان سب امور نے مل ملا کر دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کر دیا ہے پس یہ ترقیاں بھی دراصل آنحضرت ﷺ کی ہی ترقیاں ہیں کیونکہ اس سے آپ کی کامل ہدایت کے کمال کا دوسرا جزو تکمیل اشاعت ہدایت پورا ہو رہا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 238، 239 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

تکمیل: مکمل کرنا

اتمام نعمت: انعام کا پورا ہونا

من کل الوجوہ: ہر پہلو سے، پوری طرح۔

آمد اوّل: پہلی بار آنا۔

آمد ثانی: دوسری بار آنا۔

بروزی: بروز سے اسم صفت ہے، ظہور، کسی مخفی شے کے نظر آنے کا عمل یا کیفیت۔

چھاپہ خانہ: پریس جہاں کتابیں، اخبارات پرنٹ ہو کر چھاپے جاتے ہیں Printing press

ڈاکخانہ: پوسٹ آفس Post office

تار برقی: ٹیلی گرام Telegram

اجرا: جاری کرنا issuance/ to launch

دنیا کو ایک شہر کے حکم میں کرنا: یعنی مواصلات اور معلومات کے انقلاب کے باعث جغرافیائی سرحدیں صرف علامتی رہ گئی ہیں اور دنیا ایک گلوبل شہر بن گئی ہے۔ آج دنیا کے تمام بڑے شہروں سے بلاواسطہ دوسرے ملکوں کے بڑے شہروں سے کاروبار ہوتا ہے۔ ہر گلوبل شہر میں پورے بازار مخصوص ہیں جہاں ہر ملک کا بینک موجود ہوتا ہے اور حکومتی روک ٹوک کے بغیر قوانین کے اندر رہتے ہوئے دوسرے ممالک کے گلوبل شہروں کے ساتھ اس طرح کاروبار ہوتا ہے جیسے مقامی کاروبار ہو رہا ہو۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے گلوبل یا سائبر شہروں کی تشکیل کی پیش از وقت خبر دی کیونکہ تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے یہ ضروری تھا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 مئی 2022ء)

(قسط46)

فعل مستقل۔ جزو2

گزشتہ باب میں ہم زمانہ مستقبل پر بات کر رہے تھے۔ اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

ماضی جب مستقبل کا معنی دے

بعض اوقات فعل ماضی یعنی Past Tense مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اگر وہ آگیا، تو ضرور جاؤں گا۔ یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ **آنا** سے تو ماضی بنتا ہے آیا تو پھر **آگیا** کیا ہے۔ یہاں ہم انگریزی زبان کا سہارا لیتے ہیں ۔ **آیا** کا مطلب ہے Came اور آگیا کا مطلب ہے has/have come/ reached/ arrived تو اس طرح آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ آیا کی بجائے **آگیا** کب اور کیوں استعمال ہوتا ہے۔ دوسری وضاحت یہ ہے کہ **گیا** فعل **جانا** کی ہندی شکل ہے۔

پس **اگر وہ آگیا** کا مطلب بنے گا .If he comes, I will leave

حال جو مستقبل کے معنی دے

بعض اوقات حال بھی مستقبل کے معنی دیتا ہے جیسے ، میں کچھ سوچتا ہوں ، اور کل وہاں جاتا ہوں ۔ اس طرح آپ فکر نہ کریں ، میں انھیں اپنے دفتر میں بلاتا ہوں۔ اسی طرح اگر مصدر کے بعد **والا** کا اضافہ کر دیں تو بھی وہ مستقبل کے معنی دیتا ہے۔ جیسے میں ایک کتاب لکھنے والا ہوں ۔ وہ اب جانے والا ہے۔ بارش ہونے والی ہے۔ اس سے مستقبل قریب یعنی Near Future ظاہر کیا جاتا ہے۔

علامت مستقبل گا

یہ علامت بعد کے زمانے میں اختیار کی گئی ہے۔ قدیم ہندی میں یہ استعمال نہیں ہوتی تھی۔ **گا** دراصل سنسکرت کے مصدر **گام** سے نکلا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا تھا ہندی میں مصدر **جانا** کی ماضی شکل **گیا** ہے۔ بعد کے زمانے میں شعرانے **گیا** کو مختصر کر کے **گا** کر دیا اور مونث **گائ** سے **گی** بن گئی۔

مصدر کے بعد کا، کی، کے

مصدر کے بعد کا، کی، کے لانے سے بھی مستقبل مطلق کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ نفی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے وہ نہیں آنے کا۔ یعنی وہ ہرگز نہیں آئے گا یا بہت مشکل ہے کہ وہ آئے۔ اسی طرح، یہ جو فساد ڈال دیا گیا ہے یہ نہیں جانے کا۔

شکل مجہول Passive Voice

جس فعل یعنی verb کا فاعل subject معلوم نہیں ہوتا اسے مجہول کہتے ہیں۔ شکل مجہول عموماً **افعال متعدی Transitive Verbs** کا ہوتا ہے۔ افعال متعدی ایسے فعل کو کہتے ہیں جسے فاعل Subject اور مفعول Object دونوں کی ضرورت ہو۔ یعنی ایسا فعل جس کا اثر فاعل سے نکل کر مفعول تک پہنچے۔

Transitive Verb: A transitive verb is **a verb that requires a direct object**, which is a noun, pronoun, or noun phrase that follows the verb and completes the sentence's meaning by indicating the person or thing that receives the action of the verb.

اب مجہول اور افعال متعدی کی تعریف کے بعد ہم واپس فعل کی شکل مجہول کی طرف لوٹتے ہیں۔ جس فعل متعدی Transitive verb کا مجہول Passive Voice بنانا ہو اس کے ماضی مطلق یعنی Past Indefinite کے آگے مصدر **جانا** سے جو زمانہ Tense بنانا ہو وہی زمانہ بنا کر لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر فعل ہے **کھانا** تو اس کی ماضی مطلق Past indefinite شکل ہو گی **کھایا** اب اگر فعل **کھانا** سے حال مطلق مجہول یعنی present indefinite passive voice بنانا ہے تو فعل **کھانا** کے ماضی مطلق یعنی **کھایا** کے آگے فعل **جانا** کا حال مطلق یعنی present indefinite form of the verb لگا دی جائے گی۔ پس یہ ہو گا

کھایا جاتا ہے، اسی طرح **کھایا جائے گا** مستقبل مطلق یعنی Future Indefinite، **کھایا گیا** ماضی مطلق اور **کھایا جاتا تھا** ماضی ناتمام

ابھی ہم نے یہ پڑھا ہے کہ اردو زبان میں مختلف زمانوں میں فعل کی مجہول شکل یعنی Passive voice کیسے بنتی ہے۔ چند مثالوں سے مزید وضاحت کرتے ہیں۔

ہم سرِشام کھانا کھاتے ہیں۔(معروف Active Voice ہمارے گھر سرِشام کھانا کھایا جاتا ہے۔ (مجہولPassive Voice)

کسان مویشیوں کو پچھلے پہر(Afternoon/ Close to evening) گھروں کو لاتے ہیں۔(معروف Active Voice)

مویشیوں کو پچھلے پہر گھروں کو لایا جاتا ہے۔(مجہولPassive Voice)

ہم صبح کو قرآن شریف پڑھیں گے۔(معروفActive Voice) قرآن شریف ہمیں صبح کو پڑھایا جائے گا۔(مجہولPassive Voice)

میں نے کل مرغیوں کو دانہ ڈالا۔(معروف Active Voice)، کل مرغیوں کو دانہ ڈالا گیا۔(مجہولPassive Voice)

وہ کھیتوں کو پانی سے سیراب کرتا تھا۔(معروفActive Voice)، کھیتوں کو پانی سے سیراب کیا جاتا تھا۔(مجہولPassive Voice)

امید ہے ان چند مثالوں سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اردو زبان میں فعل کی معروف اور مجہول شکل میں کیا فرق ہے۔ نیز اسے بنانے کا کیا اصول ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میرا انکار میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار ہے کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے وہ میری تکذیب سے پہلے معاذاللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے۔ جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا۔ جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے

آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح محمدی سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذاللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس امت میں نہیں اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت ﷺ کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذاللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اس امت میں ایک مسیح پیدا ہوتا اسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 242-243 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

انکار: منع کرنا، انحراف، نامنظور۔

اندرونی: Internal/ domestic کسی ادارے، قوم، گروہ وغیرہ کے اندر کے معاملات

بیرونی: External/ foreign کسی ادارے، قوم، گروہ وغیرہ پر دوسرے ادارے، قوم یا گروہ کے اثرات۔

فساد: Disorder/ chaos ملکی، قومی، مذہبی اصولوں سے دور ہو جانا۔

اصلاح کا انتظام: Plan/ strategy of reformation

امر: معاملہ

سلسلہ: نظام، دور، وقت۔

مثیل: کسی کے جیسا۔

اتم مشابہت اور مماثلت: پوری طرح سے یا بہت حد تک کسی کے جیسا ہونا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 جون 2022ء)

(قسط47)

افعال کی مجہول شکل

گزشتہ باب میں ہم نے افعال کی مجہول شکل کی تفصیلات پر بات شروع کی تھی اسی تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے ہم مزید آگے بڑھتے ہیں۔

طبعی طور پہ مجہول, افعال معدولہ

افعال معدولہ ایسے افعال یعنی Verbs ہوتے ہیں جو کسی کام کا کرنا ظاہر نہیں کرتے بلکہ صرف کسی کام کا ہونا ظاہر کرتے ہیں جیسے پٹنا، لٹنا، پلنا، کھلنا، بٹنا (تقسیم ہونا)، چھدنا، سجنا، کٹنا، سلنا وغیرہ۔ یہ افعال Verbs اپنی ذات ہی میں مجہول Passive Voice ہوتے ہیں۔ جیسے **وہ پٹا**.He was beaten

اس فقرے میں وہ فاعل نہیں ہے بلکہ **فاعل** نامعلوم ہے اور وہ مفعول ہے۔ اسی طرح **آٹا تلا**۔ ظاہر ہے آٹا خود بخود تو تلتا نہیں تولنے والا کوئی اور ہے۔ اس لئے آٹا فاعل نہیں۔ اسی طرح کپڑے سلے، روپے بٹے، گھوڑا لدا، کان چھدا، دروازہ کھلا، لکڑی کٹی وغیرہ افعال معدولہ کی مزید مثالیں ہیں جو اپنی اصل حالت میں ہی مجہول ہوتے ہیں۔

فعل لازم اور شکل مجہول

اس سے قبل کے ہم فعل لازم کی شکل مجہول پر غور کریں۔ فعل لازم کی تعریف دیکھتے ہیں۔ فعل لازم وہ فعل ہے جس میں کسی کام کا کرنا پایا جائے۔ مگر اس کا اثر صرف کام کرنے والے یعنی فاعل تک رہے اور بس۔ جیسے احمد آیا۔ کھانا پکا۔ مکان سجا۔ اب دیکھتے ہیں کہ فعل لازم مجہول کیسے بنتا ہے۔ مثالیں دیکھتے ہیں:

مجھ سے وہاں جاکر آیا نہ گیا۔ مجھ سے اتنی دور نہیں چلا جاتا۔ مجھ سے آیا نہیں جاتا۔ لیکن یہ صورت ہمیشہ نفی کے ساتھ آتی ہے اور اس کے معنی بھی خاص ہیں یعنی یہ ہمیشہ اس وقت استعمال ہوتا جبکہ ایک شخص کسی کام کو کرنا نہیں چاہتا، یا وہ اس کام کو کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔

انھیں معنوں میں افعال متعدی Transitive Verbs بھی شکل مجہول میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: مجھ سے کھانا کھایا نہ گیا۔ اس مثال میں فعل جانا بطور مجہول گیا کی شکل میں استعمال ہوا ہے جو کہ مجہول ہے اور وہ سکنا کے معنی دے رہا ہے۔ یعنی مجھ سے کھانا کھایا نہ جاسکا۔ لیکن بعض دوسری صورتوں میں جانا بطور فعل امدادی Helping Verb دوسرے افعال Verbs کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: کھاجانا، ڈر جانا، اٹھ جانا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ افعال کی یہ شکل مجہول شکل نہیں ہے یعنی یہ Passive Voice نہیں ہیں۔

افعال کی نفی

1۔ افعال Verbs کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل منفی ہو جاتا ہے۔ مثلاً: وہ اب تک نہیں آیا۔ تم کل کیوں نہیں آئے۔ اُسے کچھ نہ ملا۔

بعض اوقات نہیں فقرے کے دوسرے حصے میں آتا ہے جیسے میں تمام دن انتظار کرتا رہا مگر وہ آیا ہی نہیں۔

2۔ نہ اور نہیں کے استعمال میں فرق ہے۔ ماضی شرطیہ Past conditional اور مضارع یعنی فعل Verb کی ایسی شکل جو حال اور مستقبل دونوں معنی دے، کے ساتھ نہیں استعمال نہیں ہوتا بلکہ نہ استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں: اگر وہ نہ آتا تو خوب ہوتا (اچھا ہوتا)۔ اگر بارش نہ ہوتی تو ہم میچ کھیل لیتے۔ اگر آپ اسے تنگ نہ کرتے تو اچھا ہوتا۔

مضارع کی مثالیں: وہ نہ آئے تو میں کیا کروں۔ کوئی نہ منائے تو وہ کیسے مانے۔ مصرعہ: تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا۔

جملہ شرطیہ کے دوسرے حصے میں بھی نہیں استعمال نہیں ہوتا۔ جیسے: اگر وہ آتا تو اچھا نہ ہونا۔ اسی طرح ماضی مطلق Past Indefinite میں شرط یعنی If clause کے ساتھ بھی اکثر نہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔ جیسے: اگر اس نے ہمارا مطالبہ نہ مانا تو کیا ہوگا۔

3۔ حال امر یہ Present Tense imperative verb کی نفی Negative form بنانے کے لئے نہ اور مت دونوں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: نہ کر، مت کر۔ مت میں مزید تاکید پائی جاتی ہے۔

4۔ ماضی مطلق Past Indefinite کے ساتھ عموماً نہیں آتا ہے لیکن بعض اوقات نہ ہی استعمال ہوتا ہے۔ نہ ہی دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ جیسے نہ ہی ان لوگوں نے رابطہ کیا نہ ہم ہی گئے۔ اور دوسری شکل میں: نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔ یعنی نہ اور ہی کے درمیان فاعل، اسم وغیرہ آتے ہیں۔

5۔ جب ماضی احتمالی Past Conditional کی آخری علامت تھا موجود نہ ہو تو نفی کے لئے ہمیشہ نہ استعمال ہوگا۔ جیسے: اگر میں گھر سے چھتری لے کر نکلتا تو نہ بھیگتا۔ ممکن ہے مسلمانوں سے ناانصافی نہ ہوئی ہوتی تو تقسیم ہند Partition of sub-continent بھی نہ ہوتی۔

6۔ فعل مستقبل Future Tense کے منفی جملوں میں اگر مصدر Infinitive کے بعد کا، کی کے ہو تو بظاہر نفی کا جملہ، مستقبل کے معنی دیتا ہے اور ایسے جملوں میں ہمیشہ نہیں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: میں نہیں آنے کا۔ یہ سوغات نہیں بکنے کی۔ آپ لوگوں میں اتفاق نہیں ہونے کا۔ وغیرہ

7۔ حال مطلق Present Indefinite کے نفی کے جملوں میں آخری علامت ہے یا ہیں ختم کر دی جاتی ہے اور نہیں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: جیسے میں نہیں کھاتا یہ سبزی۔ روز روز کوئی نہیں آتا۔ آپ کسی اور سے کہیں مجھ سے نہیں کہا جاتا۔

کوئی صورت نظر نہیں آتی

کوئی امید بر نہیں آتی

لیکن جب کسی جملے کے دونوں حصوں میں نفی ہو تو نہ لکھنا چاہیے۔ اور اس صورت میں جملے کے آخر میں آنے والا امدادی فعل Helping Verb (ہے یا ہیں) ہٹایا نہیں جاتا۔ جیسے: نہ خود آتا ہے، نہ دوسروں کو آنے دیتا ہے۔ نہ خود نماز پڑھتا ہے نہ بچوں کو تلقین کرتا ہے۔

اسی طرح حال تمام Present Perfect میں بھی نہیں استعمال ہوتا ہے اور آخری امدادی فعل Helping Verb یعنی (ہے یا ہیں) گر جاتا ہے۔ جیسے یہ کہنے کی بجائے کہ وہ اب تک نہیں آیا ہے۔ ہم کہیں گے وہ اب تک نہیں آیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِینَ مِنھُم لَمَّا یَلحَقُوا بِھِم (الجمعۃ:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے۔ اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی بلکہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ الحمد سے لے کر والناس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو! کیا میری تکذیب کوئی آسان امر ہے یہ میں از خود نہیں کہتا، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کر دی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے انت منی و انا منک بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 243 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

احمدی بروز: حضرت محمد ﷺ کی جمالی شان کا ظہور، آنحضرت ﷺ کا نام احمد آپؐ کی تعلیمات کے حسن کا مظہر ہے۔ اور حسن سے ایک مراد یہ کہ آپ کی تعلیمات دنیا کے تمام علوم کے حسین پہلوؤں کی جامع ہوں گی اور ان کی تصدیق کرنے والی ہوں گی۔ یہی وہ کام تھا جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ ایک احمدی بروز بن کر مبعوث ہوئے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تقریر و تصنیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کا حسن کامل تفاصیل اور دلائل کے ساتھ بیان فرمایا اور ثابت کیا کہ قرآن شریف کی تعلیمات اور فلسفے کو دنیا کے ہر فلسفے اور نظریے پر نہ صرف فوقیت حاصل ہے بلکہ قرآن شریف بطور مصدق کے ہے۔

تکذیب: یعنی کسی چیز کے بارے میں دلیل کی روشنی میں یا بنا کسی دلیل کے تسلیم کرنا یا اعلان کرنا کہ وہ غلط ہے۔

لازم آنا: کوئی اور اختیار نہ رہنا۔

الحمد سے والناس تک: یعنی مکمل قرآن شریف۔

آسان امر: An easy task امر ویسے حکم کو بھی کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد معاملہ یا کام ہے۔

از خود: From one's own mind یعنی بے بنیاد ایسی بات جو کسی کا ذاتی خیال یا نظریہ ہو۔

مجھے چھوڑے گا: یعنی جو مجھے نظر انداز کرے گا، میرے دعوے اور اس کے دلائل پر غور نہیں کرے گا۔

زبان سے: Verbally

عمل سے: Practically

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 جون 2022ء)

(قسط48)

افعال کی نفی

افعالVerbs کے شروع میں نہ یا نہیں لگانے سے فعل یا جملہ منفی ہو جاتا ہے۔ مثلاً: وہ اب تک نہیں آیا۔ تم کل کیوں نہیں آئے۔ اُسے کچھ نہ ملا۔ البتہ نہ اور نہیں کے استعمال میں فرق ہے اور اسی فرق کو سمجھنے کے لئے ہم گزشتہ سبق سے اس موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ اس موضوع کے چند نکات رہ گئے ہیں اب ان پر بات کرتے ہیں۔

1۔ ایسے افعال Verbs جو کسی اسم Noun، صفت Adjective سے اور فعل Verb سے مرکب Compound ہوں۔ ان کی نفی دو طرح کی جاتی ہے۔ یا تو اسم Noun یا صفت Adjective سے پہلے نہیں یا نہ لگاتے ہیں یا پھر فعل Verb سے پہلے۔ ایسا فعل Verb جس سے پہلے فقرے میں ایک اور فعل Verb ہو جیسے: میں نہانا نہیں چاہتا۔ اس فقرے میں دو فعل ہیں نہانا اور چاہنا۔ تو ایسی صورت میں آخری فعل سے پہلے نہیں لگانا ہی مناسب ہو گا۔ تاہم اگر نہیں کو پہلے فعل سے قبل لگایا جائے تو معنوں میں فرق آئے گا۔ جیسے: میں نہیں نہانا چاہتا (تم کیوں بار بار کہہ رہے ہو) اس جملے میں ایک حتمی لہجہ ہے جو اصرار یا ضد یا جبر کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

اگر جملے میں فعل سے قبل صفت یا اسم ہو جیسے: یہ ایک بہادر عمل نہیں ہے۔ اس کا رویہ سرد نہیں ہے۔ تو نہیں کی سب سے مناسب جگہ فعل سے قبل ہو گی۔ ان جملوں میں فعل ہونا ہے اس لئے دونوں جملوں میں ہے سے پہلے نہیں آیا ہے۔

نہیں کی جگہ بدلنے سے مفہوم کا بدلنا

میں یہ کتاب پسند نہیں کرتا۔ میں یہ کتاب نہیں پسند کرتا۔ دونوں جملوں میں سے پہلا جملہ زیادہ بہتر ہے جہاں **نہیں** فعل سے فوراً پہلے آیا ہے۔ لیکن روزمرہ کی بول چال Dialect میں **نہیں** کے ساتھ دوسرے الفاظ کی ترتیب بھی بدلی جاتی ہے۔ جیسے: میں نہیں پسند کرتا اس کتاب کو۔ یا مجھے نہیں پسند یہ کتاب۔ یہ کتاب مجھے پسند نہیں۔ مجھے نہیں اچھی لگتی یہ کتاب۔ تو یہ سارے انداز گفتگو کے ہیں۔

2۔ بعض جملوں میں افعال Verbs کے بعد حرف نفی یعنی **نہیں یا نہ** اس لئے لگایا جاتا ہے تا کہ تاکید، اصرار، التجا، یا پہلے سے موجود امید یا اندیشے کے پورے ہو جانے کا اظہار کیا جا سکے اور ایسے جملے اثباتی Positive ہوتے ہیں۔ یعنی ان میں کسی بات کی نفی نہیں کی جاتی۔

جیسے: آؤنا! وہاں چلیں۔ وہی ہوا نا جس کا ڈر تھا۔

حرف نا کی تفصیل

نا: نہیں اور نہ کا مترادف Synonym ہے۔ یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

1۔ سوال کے انداز میں: بولو نا یعنی جواب دو، ہے نا یعنی کیوں نہیں Of course۔

2۔ تصدیق کرانے کے لئے: کیا ایسا نہیں ہے۔ ہے کہ نہیں۔ کسی نے پانی تو نہیں پینا۔

3۔ بطور علامت اسم آلہ As a sign used to name the instruments یعنی **نا** کا اضافہ کر کے کسی اوزار یا آلے کا نام بنایا جاتا ہے۔ جیسے: بیلنا Wooden Rolling Pin، پھکنا Fire Blower، قرنا Bugle وغیرہ۔

4۔ کسی لفظ کے آخر پر **نا** لگا کر کسی چیز کا چھوٹا ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے بھوت سے بھتنا اور ڈھول سے ڈھولنا وغیرہ۔

5۔ **نہ** لگا کر اسم متعلق فعل Adverb بھی بنایا جاتا ہے۔ جیسے: مومن سے مومنانہ، دلیر سے دلیرانہ، خوشامد سے خوشامدانہ وغیرہ۔

6۔ ضمیر کے لاحقے کے طور پر استعمال ہوتا ہے، عربی الفاظ کے ساتھ مل کر **ہمارے** کے معنی دیتا ہے؛ جیسے: مولانا، سیدنا، نبینا، امامنا وغیرہ۔

اس کے علاوہ **نا** شکایت، اٹھلانے اور خوشامد کے رنگ میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے جان ایلیا کے اس شعر میں پہلا نہ نفی کا ہے اور دوسرا **نا** اٹھلا کر شکایت کا ہے۔

وہ جو نہ آنے والا ہے نا اس سے مجھ کو مطلب تھا

آنے والوں سے کیا مطلب آتے ہیں آتے ہوں گے

عام بول چال میں بھی بچے والدین سے ناز کرتے ہوئے **نا** کا استعمال کرتے ہیں۔ جیسے: مجھے وہ چیز دے دیں نا، مان جائیں نا، باہر چلیں نا وغیرہ۔ انگریزی میں اس مقصد کے لئے please استعمال ہوتا ہے۔

حال تمام present perfect میں جب جملے میں **نہیں** استعمال ہوتا ہے تو جملے کے آخر سے امدادی فعل **ہے یا ہیں** وغیرہ گرادیے جاتے ہیں۔ جیسے: وہ اب تک نہیں آیا ہے۔ کی بجائے کہیں گے وہ اب تک نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ **نہیں** دو الفاظ نہ اور ہیں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے **نہیں** امدادی افعال کا بدل ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

یکسر الصلیب کے کیا معنے ہیں؟ توجہ سے سننا چاہیے کہ مسیح موعودؑ کی بعثت کا وقت غلبہ صلیب کے وقت ٹھہرایا گیا ہے اور وہ صلیب کو توڑنے کے لئے آئے گا اب مطلب صاف ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض عیسوی دین کا ابطال کلّی ہو گا اور وہ حجت و براہین کے ساتھ جن کو آسمانی تائیدات اور خوارق اور بھی قوی کر دیں گے وہ صلیب پرستی کے مذہب کو باطل کر کے دکھادے گا اور اس کا باطل ہونا دنیا پر روشن ہو جائے گا اور لاکھوں روحیں اعتراف کر لیں گی کہ فی الحقیقت عیسائی دین انسان کے لئے رحمت کا باعث نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ ہماری ساری توجہ اس صلیب کی طرف لگی ہوئی ہے۔ صلیب کی شکست میں کیا کوئی کسر باقی ہے؟ موت مسیح کے مسئلہ نے ہی صلیب کو پاش پاش کر دیا ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسیح صلیب پر مرا ہی نہیں بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے کشمیر میں آکر مرا۔ تو کوئی عقلمند ہمیں بتائے کہ اس سے صلیب کا باقی کیا رہتا ہے۔ اگر تعصب نے اور ضد نے بلکل ہی انسان کے دل کو تاریک اور اس کی عقل

کو نا قابل فیصلہ نہ بنادیا ہو تو ایک عیسائی کو بھی یہ اقرار کرنا پڑے گا کہ اس مسئلہ سے عیسائی دین کا سارا تارو پود اُدھڑ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ246 ایڈیشن2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مسیح موعودؑ کی بعثت کا وقت: وہ وقت، سال مہینے جب حضرت مسیح موعودؑ کو مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کے طور پر بھیجا گیا۔

غلبہ صلیب: عیسائیت Christianity کی طاقت، پھیلاؤ مقبولیت وغیرہ۔

عیسوی دین: عیسائیت Christianity۔

ابطال کلّی: مکمل طور پر کسی نظریے، عقیدے یا فلسفے کو دلائل اور ثبوتوں کے ذریعے غلط ثابت کرنا۔

حجت وبراہین: دلائل اور ثبوت۔

آسمانی تائیدات اور خوارق: اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی مدد اور نصرت۔

قوی کرنا: مضبوط کرنا۔

فی الحقیقت: حقیقت میں، یعنی اصل بات ہونا۔

کسر باقی ہونا: ایک کام کا کسی حد تک نامکمل ہونا۔

پاش پاش کرنا: ٹکڑے ٹکڑے ہونا، معنوی اعتبار سے غلط اور بے حقیقت ثابت ہو جانا۔

صلیب پر مرنا: سزائے موت کی ایک قسم جس میں لکڑی کی صلیب پر لٹکا کر مارا جاتا ہے۔

تارو پود: تانا بانا یعنی نظام، Net work

نا قابل فیصلہ: فیصلہ کرنے کے قابل نہ ہونا، سچ اور جھوٹ میں فرق نہ کر سکنا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 جون 2022ء)

(قسط49)

فعل Verb کی شکلوں کو بدلنا

آپ نے دیکھا ہو گا کہ انگریزی زبان میں فعل کی تین حالتیں ہوتی ہیں اور بعض لحاظ سے چار جو زمانے کے مطابق استعمال ہوتی ہیں۔ آج کے سبق میں ہم دیکھتے ہیں کہ اردو میں فعل کی شکل بدلنے کے کیا کیا طریقے ہیں۔ اگر اردو گرامر کی کتابوں میں دیکھیں تو اس باب میں کافی مشکل اصلاحات استعمال کی جاتی ہیں لیکن ہم اپنے سبق کو آسان فہم بنانے کے لئے گرامر کی مخصوص اصلاحات کا استعمال نہیں کریں گے۔

پہلا طریقہ

1۔ پہلا طریق یہ ہے کہ فعل کے مادے کے آگے **الف** بڑھا دیا جاتا ہے اور اس طرح ایک نیا فعل حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے: **چلنا** سے فعل کا مادہ ہے **چل** پس **چلنا** کے **ل** کے بعد **الف** بڑھا دیں گے تو بن جائے گا **چلانا**۔ اب دیکھیں کے فعل چلنا Walk سے فعل چلانا یعنی run/execute/drive/row بن گیا۔ جیسے وہ دکان چلا تا ہے۔ He runs a shop ، وہ گاڑی چلاتا ہے۔ He drives a vehicle/car/truck/bus/train. وہ سائیکل چلاتا ہے He rides a bicycle/bike/motorbike. وہ کشتی چلا رہا ہے۔ He is rowing a boat. وہ ایک تحریک یا منصوبہ چلا رہا ہے He is executing a plan/campaign. **پس** آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اردو زبان میں ایک ہی فعل کتنے افعال کو بیان کر سکتا ہے۔ افعال کی مزید مثالیں دیکھتے ہیں۔ ملنا سے ملانا، لکھنا سے لکھانا، ہنسنا سے ہنسانا، جلنا سے جلانا وغیرہ۔

دوسرا طریقہ

2۔ فعل کے دوسرے حرف کو اگر ساکن کر دیا جائے اور **الف** کا اضافہ کر دیا جائے تو نیا فعل بن جاتا ہے اور نیا فعل متعدی یعنی Transitive Verb بن جاتا ہے۔ جیسے: پگھلنا Melt سے پگھلانا causing something to melt. پکڑنا hold/grab/grasp/seize سے پکڑانا / hand over/ give/transfer something, authority/pass

تیسرا طریقہ

3۔ کبھی فعل کے مادہ Basic Verb کے آخری حرف Last letter سے پہلے **الف** بڑھا دیا جاتا ہے اور اس طرح ایک نیا فعل بن جاتا ہے۔ جیسے: نکلنا سے نکالنا، اترنا سے اتارنا، ابھرنا سے ابھارنا، بگڑنا سے بگاڑنا وغیرہ۔ مثالیں فعل نکلنا: وہ نکلا۔ ہم چھٹی کے بعد اسکول کے دروازے سے نکلتے ہیں۔ زیتون اور سرسوں سے تیل نکلتا ہے۔ فعل نکالنا: الماری سے کتاب نکالو۔ فائر فائیٹرز نے لوگوں کو عمارت سے نکالا۔ اپنی جیب سے موبائل فون نکالو۔ اس لکڑی سے کیل نکالو۔ فعل اترنا: وہ پانی میں اترا۔ مسافر ٹرین سے اترے۔ خواتین بگھی سے اتریں۔ فعل اتارنا: الماری کے اوپر سے سامان اتار رہے ہیں۔ بچے مسجد کے باہر جوتے اتارتے ہیں۔ لوگ یہاں پر سواریاں اتارتے ہیں۔ ایک گولی اس کے سینے میں اتر گئی۔ بلی کو دیوار پر سے اتارنا پڑے گا۔ فعل ابھرنا: آج کل ترقی پذیر ممالک میں روشن خیال تحریکیں ابھر رہی ہیں۔ چوٹ لگنے سے اس کی پیشانی پہ ایک گومڑا Lump اُبھر آیا۔ فعل ابھارنا: زید کو اس حرکت کے لئے کس نے ابھارا ہے۔

چوتھا طریقہ

4۔ کبھی فعل کے مادے Basic Verb کے پہلے حرف First letter کی حرکت diacritic کے مطابق **الف، ی، و** کا پہلے حرف کے بعد اضافہ کرنے سے نیا فعل بن جاتا ہے۔ اگر پہلے حرف کی حرکت **زبر** ہو تو **الف** کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے: مَرنا سے مارنا، تَپنا سے تاپنا، ٹَلنا سے ٹالنا، تَھمنا سے تھامنا، کَٹنا سے کاٹنا۔ اگر پہلے حرف کی حرکت **زیر** ہو تو **ی** کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے: چِرنا سے چیرنا، پِھرنا، سے پھیرنا، گِھرنا سے گھیرنا، پِسنا سے پیسنا، گِھسٹنا سے گھسیٹنا، کِھنچنا سے کھینچنا، نِبڑنا سے نیبڑنا وغیرہ۔

اگر پہلے حرف کی حرکت accent sign **پیش** ہو تو **واؤ** کا اضافہ کرنے سے نیا **فعل** بن جاتا ہے۔ **جیسے:** مُڑنا سے موڑنا، جُڑنا سے جوڑنا، کُھلنا سے کھولنا، لُٹنا سے لوٹنا، گُھلنا سے گھولنا وغیرہ۔ **اس قاعدے میں بعض اوقات ادائیگی کی خاطر ٹ کو ڑ** سے بدل دیتے ہیں **جیسے:** ٹوٹنا سے توڑنا، پھوٹنا سے پھوڑنا، پھٹنا سے پھاڑنا وغیرہ۔

پانچواں طریقہ

5۔ اگر مصدر یعنی infinitive verb چار حرفوں Four letters پر مشتمل ہو **جیسے رونا** چار حرفوں یعنی **ر، و، ن، ا** پر مشتمل ہے۔ اور اس کا دوسرا حرف ایک **حرف علت یعنی** Vowel ہو تو اس کو ساقط کر دیتے ہیں اور پہلے حرف یعنی First letter کو دوسرے حرف کے مطابق **حرکت یعنی** Pronunciation Sign دیتے ہیں اور اس کے آگے **الف یا لا** بڑھا دیتے ہیں۔ **جیسے** رونا سے رُلانا۔ **یعنی** رونا کا دوسرا **حرف واؤ** ہے اسے ساقط کر دیا اور **واؤ** کے مطابق پہلے حرف **لام** پر **پیش** لگا دیا اور اس کے آگے **لا** کا اضافہ کر دیا۔ اب دیکھیں پینا سے پلانا۔ یہاں دوسرا حرف **ی** ہے اس لئے **ی** کو **زیر** سے بدل دیا اور **لا** کا اضافہ کر دیا۔

چھٹا طریقہ

6۔ اگر مصدر یعنی infinitive verb پانچ **حرفی** Five lettered ہو اور دوسرا **حرف ایک حرف علت یعنی** vowel ہو تو اس **حرف علت** کو ختم کر دیا جاتا ہے اور پہلے حرف کو اس **حرف علت** vowel کے مطابق **حرکت یعنی** accent دیتے ہیں جیسے الف بدل کر زبر، ی بدل کر زیر اور واؤ بدل کر پیش بن جاتا ہے۔ پھر اس کے آگے **الف** کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے توڑنا سے تڑانا، تیرنا سے تیرانا، جاگنا سے جگانا، بھاگنا سے بھگانا وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب ایک شخص کو بطور وسوسہ کے یہ اعتراض گذرتا ہے کہ مسیح آسمان سے اترے گا اور اس کے ہاتھ میں ایک حربہ ہوگا اور وہ دجال کو جس کے ہاتھ میں خدائی کی ساری قوتیں ہوں گی اور روٹیوں کا پہاڑ اس کے ساتھ ہوگا، وہ قتل کرے گا۔ اور آسمان سے تو یونہی اتر آئے گا مگر دمشق کے منارہ پر آکر سیڑھی کے بغیر

نہ اترے گا اور دجال مردوں کو زندہ کردے گا وغیرہ۔ بہت سی باتیں ہیں جو نزول المسیح کے متعلق ان لوگوں نے بنا رکھی ہیں اور دجال کے لئے کہتے ہیں کہ وہ کانا ہو گا مگر کیا دجال اس کے لئے یہ نہیں کہہ سکے گا کہ وہ اس لئے کانا ہے کہ وحدہ لاشریک ہے اور سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتا ہے اب ان باتوں پر اگر دانشمند غور کرے تو خود اس کو ہنسی آئے گی کہ کیا کہتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ خیالی امور نہیں بلکہ یقینی باتیں ہیں جن کے ساتھ نصوصِ قرآنیہ اور حدیثیہ ہیں اور تائیدات الٰہیہ بھی ہیں جو آج نہیں سمجھتا وہ آخر سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو کوئی بجھا نہیں سکتا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 249،250 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

وسوسہ: شیطانی خیال جو کفر اور گناہ کا باعث ہو، بُرا خیال جو دل میں گزرے، وہم، وسواس، شک، شبہ، بدگمانی، جھوٹا خیال، فریب، چکر، دھوکا، خوف، ڈر، اندیشہ۔

حربہ: لڑائی کا ہتھیار، جھپٹا، دانو، تدبیر، حیلہ، بہانہ۔Strategy, plan, weapon

دجال: دھوکے باز، ملمع ساز، عام مسلمانوں میں ایک مافوق الفطرت مخلوق کا عقیدہ۔ احمدیہ علم الکلام کی رو سے دجال سے مراد وہ حکومتیں، نظام، یا گروہ ہیں جو منظم طور پر انسانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور انھیں ظاہری چمک کے ذریعے ان کے خالق سے دور کرتے ہیں۔

خدائی کی قوتیں: Divine powers

روٹیوں کا پہاڑ: All kind of Sources

یونہی اتر آنا: بغیر کسی زمینی اور مادی سہارے کے۔

دمشق: ملک شام کا ایک شہر جس کا انگریزی نام Damascus ہے۔

نزول المسیح: حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے انسانی جسم کے ساتھ اترنے کا عقیدہ۔

باتیں بنا رکھنا: بے بنیاد، بے دلیل تصورات، نظریات، عقیدے وغیرہ بنالینا۔Mythology

کانا: اردو میں اس لفظ کے کئی معنی ہیں تاہم یہاں اس کے معنی ہیں ایک آنکھ کی بینائی والا۔ یعنی بظاہر دو آنکھیں ہوں مگر صحت مند آنکھ ایک ہو۔

نصوصِ قرآنیہ، حدیثیہ: نص کی جمع، دلیلیں، قطعی دلائل، واضح براہین قرآن مجید کی وہ آیات اور احادیث نبویؐ جن کے معنی صاف اور کھلے ہوں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23جون 2022ء)

(قسط50)

افعال بنانے کے طریق

اس باب میں بھی ہم فعل کی شکلیں بدلنے اور نئے افعال بنانے کے طریقوں پر بات کریں گے۔

متعدی بالواسطہ Indirect method of making Transitive Verbs

متعدی بالواسطہ بنانے کے لئے علامت مصدر (نا) سے پہلے الف بڑھادیا جاتا ہے۔ جیسے کرنا To do سے کرانا supervise ۔تو کرنا ایک ایسا فعل تھا جس کے لئے ایک مفعول ضروری نہیں تھا جیسے میں کام کر رہا ہوں۔ لیکن کرانا ایک متعدی فعل ہے جس کے لئے مفعول ضروری ہے جیسے: وہ بچوں کو اسکول کا کام کرا رہا ہے۔

وا بڑھانے سے

2۔اسی طرح علامت مصدر نا کے بعد وا بڑھانے سے بھی فعل متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے تولنا weigh سے تلوانا to be weighed/ measured/ scaled وغیرہ۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ وا کا اضافہ کیا گیا ہے اور تولنا کا دوسرا حرف ایک حرف علت Vowel ہے اس لئے اسے ختم کرکے اس کی مناسبت سے اعراب پہلے حرف پہ ڈال دیا گیا یعنی واؤ کو ختم کرکے پیش بنالیا اور اسے تُ پر ڈال دیا اور تیسرے حرف کو ساکن کر دیا تو بن گیا تُل پس وا کا اضافہ کر دیا تو بن گیا تُلوانا۔ اسی طرح سلنا Sewing سے بن جائے گا سِلوانا Stitched کیونکہ دوسرا حرف ایک علت vowel ہے اور ی ہے پس ی بدل کر زیر بن گئی اور لام ساکن کے بعد وا کا اضافہ کر دیا۔ مزید مثالیں دیکھیں: بیچنا سے بِکوانا یعنی سامان بیچا اور سامان بکوایا۔ پوچھنا سے پچھوانا۔ ہٹانا سے ہٹوانا۔ مارنا سے مروانا۔ اٹھانا سے اٹھوانا۔ دبنا سے دبوانا۔ جھاڑنا سے

جھڑ وانا۔ جس طرح وا کا اضافہ کرنے سے دوسرا حرفِ علت گر جاتا ہے As second vowel letter removed اسی طرح بعض جگہ تیسرا اور چوتھا حرف علت بھی گر جاتا ہے۔ جیسے نچوڑنا سے نچڑوانا۔ بعض جگہوں پر آپ کو زبان کے مختلف انداز بھی نظر آئیں گے جیسے بیٹھنا سے عام طور پر بنتا ہے بٹھانا۔ جیسے مہمانوں کو اندر بٹھاؤ۔ لیکن بعض جگہ اسے بٹھلانا بھی کہا اور لکھا جاتا ہے تو یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بٹھلانا، دکھلانا، سکھلانا، بتلانا وغیرہ قدیم اردو ہے اور موجودہ اردو میں اس طریقے کو زیادہ فصیح یعنی مطلب کو واضح کرنے والا نہیں سمجھا جاتا۔

مصادر کے متعدی فعل

دبنا سے دابنا اور دبانا

3۔ بعض مصادر infinitives کے متعدی فعل Transitive Verbs دو طریقوں سے بھی بنتے ہیں جیسے دبنا to press سے دابنا بھی ہے اور دبانا بھی لیکن ان کے معنوں میں فرق ہے۔ دابنا کا مطلب ہے کسی کے اعضا کو اس لئے دبانا کہ اسے آرام مل سکے اس عمل کو اردو میں مٹھیاں بھرنا، چپّی کرنا وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ دبانا کے معنی ہیں کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے دبا دینا جیسے: مٹی میں دبانا۔ اس کے علاوہ اس کے معنی ہیں ظلم سے یا طاقت سے کسی کو روکنا جیسے: حق کی آواز دبا دینا۔ حکومت احتجاج کو دبا رہی ہے۔ اس نے میری رقم دبالی ہے۔

ٹوٹنا سے توڑنا اور تڑانا

اسی طرح ٹوٹنا ایک فعل ہے جیسے میرا قلم ٹوٹ گیا۔ اس سے مزید دو افعال بنتے ہیں توڑنا اور تڑانا۔ توڑنا عام طور پر کسی بھی چیز کے توڑنے کو کہیں گے، جیسے گلاس توڑ دیا۔ لیکن تڑانا صرف مخصوص معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: بیل رسی تڑا کر بھاگا۔ یہ کام نہیں کرو، اپنا بازو تڑوالوگے۔ کرنسی کے بڑے نوٹ کے بدلے چھوٹے نوٹ لینے کو بھی تڑانا کہتے ہیں یعنی یہ Exchange and Change دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے: سو کا نوٹ تڑالو یعنی پانچ دس یا بیس کے نوٹ لے لو۔ اسی طرح پرائز بانڈ تڑوالو

یعنی دے کر پیسے لے لو۔ اسی طرح مجہول معنوں میں بھی تڑوانا استعمال ہوتا ہے یعنی Passive voice جیسے مجھے ایک مزدور چاہیے میں نے اپنے گھر کا فرش تڑوانا ہے۔

کھلنا سے گھولنا اور گھلانا

اسی طرح فعل گھلنا سے دو مزید افعال بنتے ہیں ایک گھولنا اور دوسرا گُھلانا۔ گھولنا جیسے: دوا یا نمک پانی میں گھولنا stir/Mix اسی طرح معنی خیز انداز میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے زندگی میں زہر گھولنا یعنی کسی کی سخت دشمنی کرنا، مخالفت کرنا یا سازش کرنا۔ گھُلانا کے معنی مختلف ہیں ۔ جیسے: غم نے گھُلا دیا۔ فکر نے گھُلا دیا۔

بھولنا اور بھُلانا

اسی طرح بھولنا اور بھُلانا دونوں فعل متعدی Transitive Verbs ہیں مگر معنوں میں فرق ہے۔ جیسے: وہ مجھے بھول گیا۔ یعنی جیسے بہت وقت گزر گیا تو بھول گیا۔ یا کوئی اور وجہ ہو گئی۔ لیکن اگر کہیں: اس نے مجھے بھُلا دیا۔ تو اس کا مطلب ہو گا کہ جانتے بوجھتے ہوئے بھُلا دیا۔ ایک اور مثال دیکھیں: وہ لکھا پڑھا سب بھُول گیا۔ یعنی مدت سے تعلیم سے دور رہا یا دماغی صحت نہ رہی، یا حالات نے بدل دیا تو وہ تمام علم جو اس نے حاصل کیا تھا اسے بھُول گیا گویا کبھی علم حاصل ہی نہ کیا تھا۔ لیکن اگر کہیں: اس نے لکھا پڑھا سب بھُلا دیا۔ تو اس میں ارادہ، اور اختیار ہے۔ جیسے دنیاوی مفادات وغیرہ کے لئے سب تعلیم پسِ پُشت ڈال دی اور جہالت یا ظلم اختیار کر لیا۔

امدادی فعل کا اضافہ کرنے سے

4۔ بعض صورتوں میں امدادی فعل Helping Verbs کا اضافہ کرنے سے ایک فعل متعدی ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ اسے لے ڈوبا۔ وہ اسے لے بھاگا۔ وہ مجھ پر آن پڑا۔ اب یہاں دیکھیں کہ ڈوبنا، بھاگنا، اور پڑنا فعل لازم ہیں یعنی ایسے افعال Verbs ہیں جو مفعول Object نہیں چاہتے۔ جیسے: کشتی ڈوب گئی۔ قیدی بھاگ گیا۔ اولے پڑے۔ مگر جب امدادی افعال کا اضافہ کیا تو یہی افعال متعدی ہو گئے یعنی ایسا فعل جس کا اثر مفعول تک جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

جس کو خدا پر یقین ہے جو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کو حق مانتا ہے اس کے لئے یہی حجت کافی ہے کہ میرے منہ سے سن کر خاموش ہو جائے لیکن جو دلیر اور بے باک ہے اس کا کیا علاج؟ خدا خود اس کو سمجھائے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ خدا کے واسطے اس امر پر غور کریں اور اپنے دوستوں کو بھی وصیت کریں کہ وہ میرے معاملہ میں جلدی سے کام نہ لیں۔ بلکہ نیک نیتی اور خالی الذہن ہو کر سوچیں اور پھر خدا تعالیٰ سے اپنی نمازوں میں دعائیں مانگیں کہ وہ ان پر حق کھول دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر انسان تعصب اور ضد سے پاک ہو کر حق کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرے گا تو ایک چلّہ نہ گزرے گا کہ اس پر حق کھل جاوے گا مگر بہت کم لوگ ہیں جو ان شرائط کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں اور اس طرح پر اپنی کم سمجھی یا ضد و تعصب کی وجہ سے خدا کے ولی کا انکار کر کے ایمان سلب کر لیتے ہیں کیونکہ جب ولی پر ایمان نہ رہے تو ولی جو نبوت کے لئے بطور میخ کے ہے۔ اسے پھر نبوت کا انکار کرنا پڑتا ہے اور نبی کے انکار سے خدا کا انکار ہوتا ہے اور اس طرح پر بالکل ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 244 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

حق ماننا: کسی شے کو یا عقیدے کو سچ ماننا۔

حجت: دلیل، وجہ، ذریعہ۔

بے باک: اخلاقی آداب کا خیال نہ رکھنا۔ منہ پھٹ، بد تہذیب، جلد باز۔

علاج: حل، طریقہ۔

چلّہ: چالیس دن رات، دعا کا ایک طریق جس میں سچ معلوم کرنے کے لئے مسلسل چالیس روز دعا کی جاتی ہے۔

حق کھل جانا: سچ ثابت ہو جانا

ایمان سلب ہونا: ایمان، یقین ختم ہو جانا، یا بطور ایک رد عمل کے خدا تعالیٰ کی طرف سے سختی آنا۔

بطور میخ: ایک مضبوط سہارے کی طرح، ایک روشن دلیل کے مانند۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 30 جون 2022ء)

(قسط51)

امدادی افعال Helping Verbs

آپ کو عنوان سے علم ہو گیا ہو گا کہ اس باب میں ہم ایسے الفاظ پر بحث کریں گے جو اصل فعل Verb کے ساتھ اس لئے آتے ہیں تا کہ وقت کا صحیح تعین کیا جاسکے، نیز یہ تعین کیا جاسکے کہ فاعل ایک ہے یا زائد To determine the number of Subject اسی طرح امدادی افعال کسی فاعل کی جنس کا تعین بھی کرتے ہیں یعنی کیا وہ مذکر ہے یا مونث Masculine or Feminine۔ اسی طرح امدادی افعال فقرے کی نوعیت، اہمیت، کیفیت وغیرہ کا تعین بھی کرتے ہیں۔ اب اس تفصیلی تعریف کا مثالوں کے ذریعے جائزہ لینے سے پہلے اردو زبان میں استعمال ہونے والے امدادی افعال کی ایک فہرست مرتب کرتے ہیں۔

ہونا سے امدادی افعال

ہے، ہیں، تھا، تھے، تھی، ہو، ہوا، ہو گا، ہوں گے، ہوں گی، ہوا ہے، ہوا تھا، ہوا ہو گا، ہوئی تھی، ہوئی تھیں، ہوئے تھے وغیرہ۔

رہنا سے امدادی فعل

رہنا سے: رہی، رہا، رہے، رہو، رہیں وغیرہ۔

فعل سے فعل اور فعل سے امدادی فعل ملا کر افعال کے نئے معنی نکالنا

اردو زبان میں فعل Verb کی شکل بدل کر نئے معنی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ کسی فعل Verb کے ساتھ دوسرے افعال Verbs بطور امدادی افعال Helping Verbs استعمال کر کے نئے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ زیادہ آسان اور ترقی یافتہ Advanced method ہے اور اس طرح امدادی افعال کی مدد

سے بیشمار لطیف اور نازک Significant and multidimensional معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اردو زبان میں **امدادی افعال** نے بڑی وسعت اور نزاکت wide range of meanings and signification پیدا کر دی ہے۔

امدادی فعل ہو

اس سے اکثر افعال Verbs بنتے ہیں۔ یہ ماضی ناتمام، تمام، احتمال، فعل حال کے مختلف اقسام اور مستقبل میں استعمال ہوتا ہے۔

ماضی: ہونا سے ہوا یا تھا۔ جیسے وہ ناراض ہوا۔ دفتر بند تھا۔ حال: ہونا سے ہے یا ہوتا ہے۔ جیسے وہ احمدی ہے۔ اتوار کو اسکول بند ہوتا ہے۔ مستقبل: ہونا سے ہو گا۔ وہ اسکول میں ہو گا۔ بعض مزید افعال کی مثال دیکھیں جو **ہونا** سے بنتے ہیں۔ آیا ہوتا، سنا ہوتا۔ جیسے: اگر وہ آیا ہوتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ یہ زمانہ ماضی کی شرطیہ صورت میں آتا ہے۔ ماضی شرطیہ یہ ہے: اگر وہ آتا تو مجھے ضرور اطلاع ہوتی۔ تو **آیا ہوتا** میں اس خیال یا دعویٰ کی تردید ہے کہ **وہ آیا تھا**۔ یعنی اس طرز گفتگو میں زیادہ زور پایا جاتا ہے۔

کیا ہو، سنا ہو

یہ بھی فعل ہونا سے بننے والے مزید انداز گفتگو ہیں۔ جیسے کہیں: تم نے کبھی اس کا نام سنا ہو ہے۔ دوسرا شخص اس کے جواب میں کہے ممکن ہے سنا ہو یا شاید سنا ہو مگر اب یاد نہیں۔ یا کہیں سنا ہو گا۔ اب ان دونوں جوابات میں سے جو پہلا جواب ہے کہ ممکن ہے سنا ہو۔ یہ صورت احتمال خفیف ہے۔ A lower possibility جبکہ دوسرا جواب کہ سنا ہو گا۔ نسبتاً زیادہ امکان ظاہر کرتا ہے۔ A higher possibility اسی طرح یہ سوال کہ کیا اس نے ایسا کیا ہو گا کے دو ممکنہ جوابات ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے اس نے ایسا کیا ہو۔ اور غالباً اس نے ایسا کیا ہو گا۔

آتا ہوتا، کرتا ہوتا

جیسے اگر وہ ایسا کرتا ہوتا تو اب تک نہ بچتا۔ یعنی وہ ایسا نہیں کرتا۔ اسی طرح اگر وہ پڑھتا ہوتا تو آج کامیاب ہوتا۔ یہ بھی صورت شرطیہ ہے۔ Conditional case اور نفی عادت کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی پڑھنا اس کی عادت ہی نہیں تھی تو کامیاب کیسے ہوتا۔

فعل کے مددگار امدادی افعال

بعض امدادی افعال کسی فعل کے معنوں کو مکمل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ جیسے: دینا، لینا، جانا، ڈالنا، پڑنا، رہنا۔

دینا: یہ ایک متعدی فعل یعنی Transitive Verb کے ساتھ آتا ہے یا متعدی المتعدی یعنی Transitive to further Transitive Verb کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے: سمجھا دینا، بتا دینا، نکال دینا، ہٹا دینا۔ بعض صورتوں میں اس میں جبر To force کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ جیسے: میں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اٹھا کے پھینک دیا، پٹک دیا۔ وغیرہ۔

لینا: اس میں فعل کے معنوں کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ فاعل کی قربت closeness، فائدہ، یا جانب داری ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے: بلالینا (یعنی اپنے پاس بلالینا)، رکھ لینا (اپنے لئے یا اپنے پاس رکھ لینا)، اسی طرح سُن لینا، لے لینا، بچالینا، دِکھالینا۔ امدادی افعال Helping Verbs دینا اور لینا میں فرق یہ کہ لینا میں اپنا فائدہ یا قرب ظاہر ہوتا ہے اور دینا میں دوسرے کا فائدہ یا قربت ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی یہ ایک دوسرے کے برعکس معنی دیتے ہیں۔ معانی کہ اس فرق کے اظہار کے لئے مثال دیکھتے ہیں۔

سمجھالیا اور سمجھا دیا

میں نے اسے سمجھالیا ہے۔ میں اسے سمجھا دیا ہے۔ پہلے جملے سے ظاہر ہے کہ میں نے اسے معاملہ اس طرح اسے سمجھایا ہے جس میں میرا فائدہ ہے۔ دوسرے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے جو کچھ سمجھایا گیا ہے وہ اسی کے فائدے کے لئے ہے۔ سادہ الفاظ میں لینا میں فعل Verb کا رخ فاعل subject کی طرف ہوتا ہے مگر دینا میں فعل کا رخ فاعل سے نکل کر مفعول Object کی جانب ہوتا ہے۔ جیسے: میں نے کتاب بیگ میں رکھ لی ہے۔ میں نے کتاب میز پر رکھ دی ہے۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اور جب وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو ان کو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا

۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ، طبعی رنگ میں الگ، مذہب پر زد ہے۔ ہر شخص جو کسی فن میں کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مرد، عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں یا بچے شفاخانے میں علاج کے لئے داخل ہوگئے ہیں اور پھر ان کا پتہ اس وقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی ظاہر نہیں کئے گئے۔ سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں۔ غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔ اب اس فتنہ پر ان کی نگاہ ہوتی تو ان کو ماننا پڑتا کہ اس فتنہ کی اصلاح اور مدافعت کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے ضرور آنا چاہیے۔ اور پھر سلسلہ خلافت موسوی اور سلسلہ محمدی کی مشابہت پر نظر ہوتی تو ماننا پڑتا کہ اس وقت چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء ضرور آنا چاہیے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 248،247 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

نصاریٰ: عیسائیت Christianity

فتنہ: سازش، منصوبہ بندی، فساد Conspiracy

نظر کرتے: تجزیہ کرتے، محسوس کرتے، سنجیدگی سے لیتے۔

نبوت کا سلسلہ: انسانوں میں انبیاء کا آنا۔

Historical point in time when institution of prophethood was initiated.

فلسفیانہ رنگ: فلسفیانہ انداز بحث، یعنی عام اور سادہ بات کو دلائل اور زبان دانی کے پیچ وخم کے ذریعے دلیل بنا کر دکھانا۔

Use of philosophical arguments to make things complicated and presenting them as very significant ideas.

طبعی رنگ: سائنسی علوم: فزکس، علوم فلکیات، اجرام فلکیات، مادے کی خصوصیات، وغیرہ کو مذہب کے خلاف استعمال کرنا۔

Physical and materialistic approach towards the divine concepts and beliefs to interpret them as false and unreasonable.

زد: حملہ

فن: مہارت، ہنر Skill, expertise

دسترس: Understanding علم ہونا

واعظ: مقرر، خطیب Lecturer

بیزاری پیدا کرنا: To cause frustration among Muslims through different strategies.

سادھوؤں کے رنگ میں: Talking in a very generalized way, falsely showing one's unbiased stance.

وسوسہ اندازی: شکوک پیدا کرنے کی کوشش Skepticism

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جولائی 2022ء)

(قسط52)

امدادی افعال Helping Verbs

گزشتہ باب سے ہم ایسے الفاظ کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو کسی فعل کے ساتھ بطور امدادی افعال کے استعمال ہوتے ہیں اور وہ افعال کے معنوں میں نیا رنگ بھر دیتے ہیں۔ اس باب میں بھی یہ موضوع ہی زیرِ بحث رہے گا۔

1۔ جانا: یہ امدادی فعل کثرت سے مختلف افعال کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ٹوٹ جانا، بکھر جانا، بگڑ جانا، چلے جانا وغیرہ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کام مکمل ہو گیا۔ بعض وقت سادہ فعل کی بجائے Instead of a simple verb جانا مرکب کر کے استعمال کرتے ہیں جیسے مل جانا، ہو جانا، ٹوٹ جانا۔ اسی طرح جانا سے بعض معنی خیز محاورے بنتے ہیں۔ جیسے کھونا سے کھوئے جانا وغیرہ۔

2۔ آنا اور جانا: ان دونوں میں وہی نسبت ہے جو لینا اور دینا میں ہے۔ آنا بطور امدادی فعل بہت کم استعمال ہوتا ہے جیسے بن آنا۔ اکثر یہ افعال کے ساتھ تکمیل فعل کے معنی دیتا ہے اور ساتھ ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ فاعل یعنی کام کرنے والا کام مکمل کر کے لوٹ آیا ہے۔ جیسے میں اسے دیکھ آیا ہوں، میں وہاں ہو آیا ہوں۔

3۔ ڈالنا: اس میں تکمیل فعل یعنی کام کا مکمل ہونا زیادہ وضاحت اور زور سے بیان ہوتا ہے۔ نیز اس میں جبر Force کا تاثر بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے مار ڈالنا، مسل ڈالنا، کاٹ ڈالنا، بگاڑ ڈالنا، پھوٹ ڈالنا وغیرہ۔

4۔ رہنا: اس سے فعل کا ایک حالت پر قائم رہنا پایا جاتا ہے جیسے بیٹھ رہنا، سو رہنا، وہاں جا کے بیٹھ رہا۔ اسی طرح وہ سنتا ہے سے وہ سن رہا ہے۔ وہ کھیلتا ہے سے وہ کھیل رہا ہے۔ مگر بعض صورتوں میں معنی مختلف بھی

ہوتے ہیں جیسے جاتے رہنا اس کا مطلب ہے ضائع ہو گیا۔ مثلاً سب اثر ورسوخ جاتا رہا (ختم ہو گیا)، شان وشوکت جاتی رہی، رعب ودبدبہ جاتا رہا۔

5۔ **پڑنا:** جیسے دکھائی پڑنا، یعنی کسی کا نظر آنا یا کوئی امکان ظاہر ہونا وغیرہ۔

6۔ **بیٹھنا:** اس میں بھی جبر اور زور پایا جاتا ہے۔ جیسے سینے پر چڑھ بیٹھا، لڑ بیٹھا۔ مثلاً تم جب اس سے لڑ بیٹھے ہو تو اب بات آگے کیسے بڑھے گی۔ یعنی تم پہلے ہی ایک امکان ضائع کر چکے ہو۔ وہ آج گھر میں سب سے لڑ بیٹھا ہے۔ یعنی سب سے ناراض ہے۔ یعنی اس کا مزاج بگڑا ہوا ہے۔

7۔ **چکنا:** کسی کام کے یعنی فعل کے اختتام کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے کام ہو چکا، کام کر چکا، میں خط لکھ چکا، وہ کھا چکا وغیرہ۔

امکانی حالت اور قابلیت یا اجازت ظاہر کرنے والے امدادی افعال

1۔ سکنا: Can

اس سے فاعل کی قابلیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے میں تیر سکتا ہوں۔ وہ دیکھ نہیں سکتا۔ وہ نہیں بول سکتا۔ امکانی حالت کی مثالیں: میں نہیں جاسکوں گا۔ اجازت کے معنوں میں: وہ نہیں آسکتا۔ یعنی اسے اجازت نہیں ہے یا اسے مدعو نہیں کیا گیا Not Invited۔ کیا میں آسکتا ہوں۔ انگریزی میں ادب واحترام کے لئے Can کی جگہ Could اور May استعمال کیا جاتا ہے۔ ویسے Could ماضی کی شکل ہے لیکن اگر Can you give it to me. کی جگہ Could you give it to me. کہیں تو اس میں زیادہ لجاجت اور شائیستگی پائی جاتی ہے۔ سکنا کبھی اکیلا بطور فعل استعمال نہیں ہوتا، ہمیشہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ بطور فعل امدادی کے آتا ہے۔ جیسے میں لکھ سکتا ہوں۔ وہ گا سکتا ہے۔

2۔ **دینا:** بعض اوقات اجازت کے معنی دیتا ہے۔ جیسے اسے آنے دو اسے کس نے آنے دیا۔

3۔ **پانا:** کبھی کبھی پانا بھی سکنا، اور اجازت کے معنوں میں آتا ہے مگر ہمیشہ مصدر Infinitive کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: وہاں کوئی نہیں جا پاتا۔ یعنی کسی میں وہاں جانے کی ہمت، قابلیت یا اجازت نہیں۔ کیا مجال جو کوئی اس کے سامنے ٹھہرنے پائے (ٹھہر سکے)۔ زندگی آپ کے زیر سایہ گزرنے پاتی (گزر سکتی) تو خوب تھا۔

4۔ جانا: یہ بھی بعض اوقات سکنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: مجھ سے چلا نہیں جاتا۔ تم سے ایک خط بھی نہیں لکھا جاتا۔

5۔ بعض امدادی افعال یعنی Helping Verbs ایسے ہیں جن سے کسی فعل Verb کے جاری ہونے Progressive Tense یا فاعل یعنی Subject کی عادت Permanent behavior/ habit کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے:

1۔ **کرنا:** وہ آیا کرتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ آیا کرو، اسی طرح رویا کیا (یعنی روتا رہا) اور سنوارا کیا (سنوارتا رہا) وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ایک مخصوص انداز بیان ہے جو عام نہیں ادبی ہے۔

2۔ **رہنا:** وہ بولتا رہا، کہتا رہا، سوتا رہا، وہ کھیلتا رہتا ہے، سوتا رہتا ہے۔

3۔ جانا: ہزار منع کرو مگر وہ اپنی سی کہے جاتا ہے، بکے جاتا ہے، یہ مرض تو ایک ایک کو کھائے جاتا ہے۔ یہ صورت فعل حال یعنی Present tense میں ہی استعمال ہوتی ہے جب یہ زمانہ ماضی میں استعمال ہو تو اس کی شکل بدل جاتی ہے۔ جیسے وہ پڑھتا جاتا تھا اور میں لکھتا جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

وہ عجیب قادر ہے اور اس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ ان کی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اس کی آنکھ اس کے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی ان کو شناخت نہ کر سکتا۔ اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین اور محبت اور اس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا انہیں کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس کو جانتے ہیں اور اس کی

عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر یک چیز سنتی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 43)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

عجیب قادر: اس قدر طاقتور جس کو انسانی عقل اور ادراک سمجھ نہیں سکتے۔

قدرتیں: قدرت کی جمع، طاقت، اقتدار۔

کتوں کی طرح مسلط کرنا: وہ چیز جو جبراً کسی کی زندگی میں داخل ہو جائے یا کر دی جائے جو قبضہ کرلے اور کسی طرح پیچھا نہ چھوڑے۔ کتوں کی بھی عادت ہے کہ جب کسی کے پیچھے لگ جائیں تو اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔

مستولی ہونا: چھاجانا؛ قابض ہو جانا، غلبہ حاصل کرنا؛ طاری ہونا۔

قہر: غضب، ناراضگی، غصہ۔

غضب: سزا، ناراضگی۔

جوش مارنا: بڑھنا، بہت زیادہ ہو جانا۔

اہلِ حق کا کارخانہ: حق یعنی خدا تعالیٰ، اہل حق یعنی خدا والے، انبیاء، اولیاء وغیرہ۔ کارخانہ یعنی ان کا نظام، فلسفہ، تعلیم۔

درہم برہم: درہم یعنی ایک شے یا نظام یا تعلیم کا آپس میں ہی اس طرح بے ترتیبی سے مل جانا کہ محض ایک بے کار شے بن جائے۔ Intermixed جبکہ برہم یعنی باہر کی طرف منتشر ہو جانا، مرکز سے دور ہو جانا۔

بقدر یقین: یعنی جتنا یقین ہو۔

انقطاع: لفظی معنی ہے کٹ جانا، کسی چیز سے موحول سے دور ہو جانا، تاہم اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ اپنی دلچسپیاں، ترجیحات اور مقاصد بدل لینا۔

نفسانی عادتیں: ایسے جسمانی رد عمل جو شعوری سے زیادہ محض رد عمل ہوں۔ جن میں کوئی شعوری حد بندی نہ کی گئی ہو۔

خارق: معمول سے ہٹی ہوئی، غیر معمولی، عجیب، حیرت انگیز۔

عادتوں کو پھاڑنا: انسانی عادات اس قدر مضبوط ہو جاتی ہیں کہ انھیں ختم کرنے کے لئے انتہائی محنت اور عزم سے کام لینا پڑتا ہے۔ جیسے انسان زمین میں دب جائے اور پھر اسے پھاڑ کر باہر نکلے۔ یہ عام اردو میں مستعمل محاورہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے کلام کا یہ بھی کمال ہے کہ آپ نے اردو زبان کو ایک نئی زندگی بخشی ہے۔

جس کی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے: یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی وجہ سے ہر شے کی حقیقت جانتا ہے اور اس پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

نوٹ: اس سبق کی بھی آن لائن اشاعت میسر نہیں۔ یہ سبق بھی آپ کو بطور سبق نمبر 52 الفضل کے گزشتہ شمارے میں 14 جولائی 2022 کی اشاعت میں مل جائے گا۔ لنک دیا گیا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جولائی 2022ء)

(قسط53)

امدادی افعالHelping Verbs

بعض امدادی افعال Helping Verbs دوسرے افعال Verbs کے ساتھ مل کر کسی کام کے دفعتاً (اچانک) ہو جانے یا کرنے کے معنوں کا اظہار کرتے ہیں۔ اس باب میں ایسے امدادی افعال کے بارے میں تفصیل سے بات کی جائے گی۔

1۔ **بیٹھنا:** کہہ بیٹھا، کر بیٹھا۔ جملے بنا کر وضاحت کرتے ہیں۔ اب میں انکار نہیں کر سکتا میں اسے 'کہہ بیٹھا' ہوں کہ آجاؤ۔ تم سوچے سمجھے بغیر غلط فیصلے کر بیٹھتے ہو۔ یہ کیا کر بیٹھے (کوئی غلط کام یا جرم)۔ پس 'بیٹھنا' یہاں امدادی فعل ہے جو کرنا اور کہنا کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اس طرح بننے والا فعل کسی کام کے اچانک ہو جانے یا بنا سوچے سمجھے کوئی کام کرنے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح مزید مثالیں دیکھیں۔ میری بات کوئی نہیں سنتا، میں تو ہر دفتر میں درخواست دے بیٹھا ہوں (یعنی بہت ہو گیا)۔

2۔ **اُٹھنا:** یہ امدادی فعل بھی دوسرے افعال کے ساتھ مل کر وہی معنی دیتا ہے جو بیٹھنا دیتا ہے۔ جیسے: بول اٹھا، چیخ اٹھا، تڑپ اٹھا وغیرہ۔

3۔ **پڑنا:** یہ امدادی فعل بھی دوسرے افعال کے ساتھ مل کر وہی معنی دیتا ہے۔ جیسے: لڑ پڑا، آپڑا، جا پڑا۔ مثالیں: قرض کا سارا بوجھ مجھ پر آپڑا۔ والد کی وفات کے بعد تمام ذمہّ داری والدہ پر آپڑی۔ یعنی کسی بوجھ یا ذمہ داری کا اچانک اور نہ چاہتے ہوئے کسی شخص پر آجانا۔ جب اسے کوئی بات نہ سوجھی تو وہ سب سے لڑ پڑا۔ گاڑی نے اس زور کی ٹکر ماری کے وہ کئی گز دور جا پڑا۔

4۔ نکلنا: جیسے بہ نکلا، پہاڑ سے ایک چشمہ بہ نکلا۔ چل نکلا، شادی بیاہ پر اسراف (فضول خرچی، دکھاوا) کا رواج ہی چل نکلا۔ یعنی نکلنا یہاں بطور امدادی فعل کے اچانک سے حرکت میں آجانے، پھوٹ پڑنے، کسی عمل کو بار بار دہرانے سے اس کا رسم و رواج بن جانا کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: بات چل نکلی ہے۔ یعنی بات چیت کا اور تعلقات کا آغاز ہو گیا ہے۔

آنکلا، جانکلا: جیسے جنگل میں ایک شیر آنکلا۔ گلی میں ایک پولیس والا آنکلا۔ وہ راستہ بھول کر کہیں سے کہیں جانکلا۔ یعنی کسی چیز کا اچانک ظاہر ہو جانا۔

5۔ لگنا: یہ امدادی فعل کسی کام کے آغاز کو بتاتا ہے۔ جیسے کہنے لگا، کھانے لگا، پیسوں کا سن کر اس کے منہ سے پھول جھڑنے لگے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ انداز بیان زمانہ ماضی میں استعمال ہوا ہے۔ تاہم زمانہ حال میں یہ منظر کشی، داستان گوئی وغیرہ میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے خدا کا خلیفہ کلام کرتا ہے تو ہر دل پگھلنے لگتا ہے۔ حضور انور کو دعائیہ خط لکھنے کے بعد جیسے ہر مشکل دور ہونے لگتی ہے، ہر بیمار اچھا ہونے لگتا ہے، دل کی سختی مٹنے لگتی ہے، حضور نماز میسر ہونے لگتا ہے وغیرہ۔

6۔ پڑا: زمانہ ماضی میں استعمال ہوتا ہے اور جب پڑا کسی دوسرے فعل Verb سے پہلے آئے تو زور اور کثرت کے معنی پیدا کرتا۔ یہ عموماً ایسے افعال Verbs کے ساتھ آتا ہے جن میں کام کا جاری رہنا پایا جائے جیسے: پڑا مارا پھرتا ہے۔ یعنی خجل خوار ہو رہا ہے۔ پڑا روتا رہتا ہے۔ اس کو جانا پڑا۔ لیکن پڑا ہم کو جانا۔ یعنی ہم جانے پر مجبور ہو گئے۔ آپ کیا یہاں پڑے اونگھ رہے ہے۔ تم یہاں سوئے پڑے ہو سورج سر پر آگیا ہے (یعنی خوب دن چڑھ آیا ہے یا نصف ہو گیا ہے)، سب پریشان تھے مگر وہ پڑا سوتا رہا۔

رونے والوں نے اٹھا رکھا تھا گھر سر پر مگر
عمر بھر کا جاگنے والا پڑا سوتا رہا

7۔ چاہنا: یہ امدادی فعل Helping Verb فاعل یعنی کام کرنے والے کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتاتا ہے کہ ایک کام قریب کے زمانہ میں ہونے والا ہے۔ جبکہ اصل فعل The main verb ہمیشہ ماضی کی صورت میں رہتا ہے۔ جیسے: یہ راز اب کھلا چاہتا ہے۔ یعنی کھلنے والا ہے۔ جب خواہش ظاہر کی

جائے تو اصل فعل Verb مصدر Infinitive کی صورت میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: اس نے بولنا چاہا۔ یہاں بولنا فعل کی مصدر حالت ہے Infinitive state of the verb وہ بولنا چاہتا ہے وغیرہ۔
انھیں معنوں میں 'کہنے کو ہے، جانے کو ہے، ہونے کو ہے' وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے اب زمانہ زبانِ حال سے احمدیت کی سچائی کہنے کو ہے۔ اسلام پر سے ابتلاؤں کا دور جانے کو ہے وغیرہ۔
8۔ **چاہنا سے چاہیئے** ایک امدادی فعل ہے۔ اس کا استعمال کسی اخلاقی ذمہ داری یا فرض منصبی Official duty کے جتانے To highlight کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ہمیشہ مصدر Infinitive کے بعد استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: تمھیں نماز باجماعت پڑھنی (مصدر) چاہیے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا (مصدر) چاہیئے۔ انسان کو سب سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیئے۔
9۔ **لے:** یہ بھی ایک امدادی فعل ہے اور جب یہ کسی فعل کے شروع میں آئے تو اپنے ساتھ کسی دوسرے شخص یا شے کو لے جانے یا مبتلا Involve کرنے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: لے بھاگا، چور بوڑھے آدمی کا تھیلا لے بھاگا۔ Flee/fled۔ لے اُڑنا۔ وہ مطلوبہ کتاب پہلے ہی لائبریری سے لے اُڑا۔ وہ بچے کا کھلونہ لے اُڑا۔ لے ڈوبنا، اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی نقصان کرنا، نکمے طلبا سے دوستی محنت کرنے والے طلبا کو بھی لے ڈوبتی ہے۔ بد دیانت اور نااہل حکمران پوری قوم کو لے ڈوبتے ہیں۔ Causing collective damage. لے مرنا: یہ زیادہ سخت اور مذمتی معنی دیتا ہے۔ وہ دہشت گرد معصوم لوگوں کو بھی ساتھ لے مرا۔
10۔ **رہا اور چھوڑا:** باوجود مشکلات کے سخت محنت اور قوت اردای سے کام مکمل کر لینے کے معنی دیتا ہے۔ جیسے: کر کے رہا، مکان بنا کے چھوڑا۔ تمغہ جیت کے چھوڑا۔ ویڈیو گیم کی لت Addiction نے نوجوانوں کو تباہ کر کے چھوڑا۔ یہاں یہ منفی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔
حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:
پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً و مقابلۃً اس سلسلہ پر اس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان

عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم ہو کوئی شاذونادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذونادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں، پس جیسا کہ شاذونادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کر سکتی اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلۃً بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذونادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر جائے تو نشان کا مرتبہ کم نہیں ہو گا۔ وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں ان کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے ہے نہ تاریکی کی اٹکل سے یہ اس کا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اس کو دور کر سکتا ہے۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 4)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

ماسوا: اس کے علاوہ جو ہے

احاطہ: گھر کی چار دیواری، نظام کی حدود و قیود، تعلیمات کے اصولوں کا دائرہ

Premises/ Teachings of the Promised Messiah کار۔

بلائے طاعون: طاعون کی بیماری Plague

نسبتاً و مقابلۃً: Comparatively and relatively

ایمانی قوت: یعنی خدا تعالیٰ پر یقین اور توکل کس قدر ہے۔

ضعف: کمزوری Physical disability/ incapability

نقصانِ عمل: کسی عمل کا رد عمل، غلطی کا نتیجہ، غفلت، احتیاط نہ کرنا۔

اجل مقدر: موت کا مقررہ وقت۔

شاذونادر: بہت ہی کم۔

حکم معدوم: کسی اصول کو بناتے وقت وہ استثنائی صورتیں جن کی وجہ سے ظاہر ہونے والے نتائج قبول نہیں کیے جاتے۔

منجم: نجم ستارے کو کہتے ہیں منجم: علم نجوم کا ماہر، ستاروں کی رفتار کے مقررہ حساب سے زائچہ بنا کر آنے والے واقعات کے متعلق پیش گوئی کرنے والا، فال وغیرہ کا کاروبار کرنے والا، نجومی، جوتشی، اختر شناس

روشنی کی چشم: لفظی معنی ہے روشنی کی آنکھ مراد ہے الہام، سچائی، دلیل اور علم راسخ کی بنیاد پر established truth disclosed by a man of knowledge (both secular and divine)۔

تاریکی کی اٹکل: محض اندازہ لگانا، سنی سنائی باتوں روایات کو بنیاد بنا کر کوئی بات کہنا۔ Speculations/ myths/ superstitions

نوٹ: اس سبق کی بھی آن لائن اشاعت میسر نہیں۔ یہ سبق بھی آپ کو بطور سبق نمبر 53 الفضل کے گزشتہ شمارے میں 21 جولائی 2022 کی اشاعت میں ملے گا۔ لنک دیا گیا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جولائی 2022ء)

(قسط54)

امدادی افعالHelping Verbs

گزشتہ ابواب کو تسلسل سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ ہم ایسے الفاظ کے متعلق بات کر رہے ہیں جو فعل Verb کے ساتھ بطور مددگار فعل کے آتے ہیں اور معنوں میں تبدیلی، مزید وسعت اور امکانات پیدا کرتے ہیں۔ یہ اسلوب انگریزی زبان میں بھی ہے اور وہاں جیسا کہ ہم ساتھ ساتھ آسانی کے لئے انگریزی ترجمہ بھی دیتے ہیں اور پہلے کئی بار بیان کیا جاچکا ہے ایسے الفاظ کوHelping Verbs کہا جاتا ہے۔ اس باب میں مزید ایسے الفاظ پر اور اُن کے استعمالات پر بات کریں گے۔

1۔ فعلVerb میں تکرارRepetition of same or synonymous words

یعنی جب فعل کے ساتھ دوسرا فعل اسی کا مترادفSynonym یا اس کا ہم آواز Words of same accent آتا ہے تو وہ معنوں میں زورemphasis پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے: دیکھ بھال کر، یہاں دیکھ کا بھی وہی مطلب ہے جو بھال کا ہے لیکن بھال ایک امدادی فعل ہے اور اکیلا کام نہیں کر سکتا۔ بعض اوقات مزید تاکید کے لئے کہا جاتا ہے اچھی طرح دیکھ بھال لو۔ یعنی خوب تحقیق کر لو۔ Do investigation to the highest degree. اسی طرح تھکا ہاراExhausted ۔ گرتے پڑتےHardly ۔ چلنا پھرناAny activity۔ سینا پروناStitching/cutting/knitting/ embroidering/۔ کھانا پینا، رونا دھوناcrying/ protesting/ complaining۔

یہاں امدادی افعال سے متعلق تفاصیل ختم ہوتی ہیں۔

مرکب افعال

وہ افعال مرکب ہیں جو دو افعال سے مل کر بنتے ہیں۔

Basically we are studying compound verbs. First, those compound verbs that are formed when two verbs make one compound verb and the verb that is used to make a compound verb with the main verb is called helping verb. Here ends our first chapter.

مرکب افعال باب دوم

دوسرا باب ایسے افعال مرکب Compound Verbs سے متعلق ہے جو افعال Verbs اور اسما Nouns یا صفات Adjectives کے ساتھ مل کر بنتے ہیں۔

Second, those compound verbs that are formed with the help of a noun or adjective.

1۔ ہندی اسم یا صفت کے ساتھ سادہ مصادر کا استعمال

Simple infinitive form of the verbs with Hindi nouns or adjectives.

پوجا کرنا Worship بُرا کہنا، اچھا کہنا، دَم لینا Relax، دَم دینا Giving steam، دَم مارنا Dare، دَم توڑنا Dying، رکھوالی کرنا Guarding وغیرہ۔

2۔ فارسی اسم کے ساتھ ہندی مصادر۔ Hindi infinitives with Persian nouns

دل دینا Falling in love **باز آنا** (کسی کام سے رک جانا)، **باز رکھنا** (کسی کو بزور کسی کام سے روک دینا)، دلاسا دینا (کسی کو اخلاقی، جذباتی سہارا دینا)، پیش آنا، بر آنا، بر لانا وغیرہ۔

3۔ عربی اسم کے ساتھ ہندی مصدر

شروع کرنا، یقین کرنا، یقین لانا، علاج کرنا، جمع ہونا۔

4۔ فارسی یا عربی صفت کے ساتھ ہندی مصادر Hindi infinitives with Arabic and Persian adjectives

قوی کرنا To support / to strengthen۔ روشن کرنا، مشہور کرنا، ضعیف ہونا To become weak/old وغیرہ۔

5۔ بعض اوقات ہندی اسما یا صفات میں کچھ تبدیلی کر کے (نا) کا اضافہ کر دیتے ہیں اور یوں مصدر بن جاتا ہے یعنی verb کی بنیادی شکل بن جاتی ہے جسے مختلف زمانوں اور فاعلوں کے لحاظ سے مختلف شکلوں میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ جیسے ساٹھ 60 سے سٹھیانا یعنی بڑھاپے میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں فرق آجانا۔ یہ لفظ طنزاً بھی کہا جاتا ہے۔ پتھر سے پتھرانا یعنی کسی چیز کا خوف، حیرت یا غم کے مارے ساکت ہو جانا۔ جیسے کھڑے کھڑے میری ٹانگیں پتھرا گئیں Stiffness ۔ اس کا انتظار کرتے کرتے ماں کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ یعنی بے جان سی ہو گئیں جن میں کوئی جذبہ یا ردعمل نظر نہ آتا ہو۔ ٹھوکر سے ٹھکرانا یعنی رد کر دینا انکار کر دینا۔ Denying/ refusing / rejecting چکر سے چکرانا۔ چکر کے اردو میں کئی مطلب ہیں جیسے سازش، خفیہ تعلق، راز اور ایک مرض Dizziness چکرانا کے معنی البتہ مختلف ہیں۔ اس کا مطلب ہے پریشان کر دینا Confused ۔ پھر لالچ سے للچانا۔ لنگڑے سے لنگڑانا۔ بُھن بُھن (مکھیوں کی آواز) بھنبھنانا Buzz ۔ بڑبڑ سے بڑبڑانا یعنی غیر واضح گفتگو کرنا یہ ارداۃً بھی ہوتی ہے اور غیر ارادی طور پر بھی۔ ارداۃً یہ اس وقت کی جاتی ہے جب کسی پر اپنی ناگواری ظاہر کرنی ہو مگر براہ راست کہنے کا موقع یا ہمت نہ ہو اور غیر ارادی طور پر یہ خود کلامی یا کسی دماغی مرض کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات سخت بیماری کی حالت میں بھی انسان کچھ غیر واضح الفاظ کہتا ہے اسے بھی بڑبڑانا کہتے ہیں مگر یہ انتہائی بے تکلفی کا انداز ہو گا۔ یعنی آپ کسی بڑے یا اجنبی کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بخار میں بڑبڑا رہا ہے۔ اسی طرح مِن مِن سے مِنمنانا یعنی ڈر کے مارے بات لبوں میں ہی رہ جانا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ہزارہا پیشگویوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور اُن کے پورا ہونے پر ہزارہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ گویا خدائے عزوجل کو دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی مانہ میں باستثنائے زمانہ نبویؐ کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا

کہ ہزارہا پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روزِ روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزارہا لوگوں نے ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صدہا امور غیب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گذشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہو گا گویا وہ آسمان سے اترے گا اس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اور چپ رہا لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے۔ یہ اس لئے ہو گا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 7)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

ہزارہا: ہزاروں، یعنی بہت زیادہ تعداد میں ایک انداز گفتگو ہے مراد ہے کثرت سے Thousands of / a lot of

پیشگوئیاں: کسی کام کے ہونے سے پہلے اس کی خبر دے دینا۔ جیسے موسم کی صورت حال بتانا weather forecast دنیائے مذہب میں اس سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر کسی کام کے ہونے یا نہ ہونے کی وقت سے پہلے خبر دینا۔ جیسے حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پائی کہ 'میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'۔

ہو بہو: وہ بعینہٖ، بالکل اسی کی مانند، بالکل اسی طرح، کسی تبدیلی یا فرق کے بغیر، کسی چیز سے ایسا مشابہ کہ کچھ فرق نہ رہے، جوں کا توں، بالکل ایک سا، ایک ہی طرح، بالکل ٹھیک ٹھیک

پورا ہونا: توقعات کے مطابق نتائج ظاہر ہو جانا

عزوجل: غالب اور بزرگ (خدا تعالیٰ کی صفت کے طور پر مستعمل)

روزِ روشن: بالکل واضح ہو جانا

قریب ہو کر ظاہر ہونا: قرب کے مواقع کثرت سے عطا فرمانا۔ قرب کی نئی نئی راہیں کھول دیں۔

صدہا امورِ غیب: سینکڑوں باتیں جو غیر معلوم ہوں

اپنے تئیں: اپنے آپ کو

زمین بگڑ گئی: مراد ہے دنیاوی نظام درہم برہم ہو گئے۔

دل پھر گئے: دلچسپی نہ رہی

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 جولائی 2022ء)

(قسط55)

مرکب افعال باب دوم

ہم ایسے مرکب افعال کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو یا تو فعل کے ساتھ اسم یا اسم صفت کے ملنے سے بنتے ہیں اور بعض صورتوں میں اسما یا صفات میں کچھ تبدیلی کرنے سے بنتے ہیں۔ اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔

مصادر کے بعد (نا) لگانے سے

1۔ اردو زبان میں بعض مصادر یعنی Infinitives عربی Arabic یا فارسی Persian افعال یعنی Verbs یا اسما Nouns کے بعد نا کی علامت لگا کر بنا لئے جاتے ہیں۔ یعنی بعض عربی اور فارسی الفاظ کو اردو زبان کی شکل دینے کے لئے ان الفاظ کے آخر میں نا لگا دیتے ہیں۔ مثلاً فرما ایک فارسی لفظ ہے اس کے آگے نا لگا کر اردو لفظ فرمانا بنا لیا گیا۔ اسی طرح بخش سے بخشنا، آزما سے آزمانا، نواز سے نوازنا، گرم سے گرمانا، نرم سے نرمانا، داغ سے داغنا، خرید سے خریدنا۔

اسی طرح عربی الفاظ کی مثالیں ہیں۔ بدل سے بدلنا، بحث سے بحثنا، قبول سے قبولنا، دفن سے دفنانا، کفن سے کفنانا۔

تشویش ناک بات یہ ہے کہ اس طرح سے مصدر بنانے کا رجحان جدید اردو میں کم ہو گیا ہے۔ جبکہ اس طرح مصدر بنانے سے زبان میں بہت وسعت پیدا ہوتی ہے۔

تمیز فعل یا متعلق فعل Adverb

اب ہم ایک نئے باب کا آغاز کر رہے ہیں۔ تمیز فعل یا متعلق فعل یعنی Adverb فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور فعل کے ساتھ جب تمیز فعل یعنی Adverb آتا ہے تو اس کے آنے سے فعل کے معنوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات تمیز فعل یعنی Adverb صفت یعنی Adjective کے ساتھ آ کر بھی یہی کام دیتا ہے۔

اردو زبان میں Adverb کو متعلق فعل کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا لفظ ہوتا ہے جو کسی فعل یا صفت کے معنوں میں کمی یا زیادتی کر دیتا ہے۔ اس کی سب سے سادہ شکل وہ متعلق فعل ہوتے ہیں جو ضمائر یعنی pronouns سے بنتے ہیں۔

1۔ زمان یعنی وقت کے لحاظ سے: اب، جب، تب، کب

یہ سب الفاظ قدیم زبان سنسکرت سے ماخوذ (نکلے) ہیں۔ لیکن اردو میں پہنچنے تک ان الفاظ سے ایک طویل سفر کیا ہے۔ پس یہ یاوت اور تاوت سے جاوا اور تاوا اور پھر جب اور تب بنے۔

ان کے علاوہ دوسرے ہندی الفاظ جو متعلق فعل یعنی Adverb کا کام دیتے ہیں یہ ہیں: آگے، پیچھے، پہلے، آج، کل، پرسوں، تڑکے، سدا، سویرے، پھر۔

ان معنوں میں استعمال ہونت والے فارسی الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ، جلد، جلدی، یکایک، اچانک، ناگاہ، ناگہاں، بعد ازاں، شب و روز۔

ناگاہ: اچانک، بے خبری میں۔ شعر:

؎ آج ناگاہ ہم کسی سے ملے
بعد مدت کے زندگی سے ملے

(خمار بارہ بنکوی)

بعد ازاں: اس کے بعد Thereafter

2۔ مکان Space کے لحاظ سے استعمال ہونے والے متعلق افعال یعنی Adverbs

یہاں، وہاں، جہاں، تہاں، کہاں۔

اس کے علاوہ وہ الفاظ جو ہندی سے اردو میں آئے ہیں وہ یہ ہیں۔ آگے، پیچھے، پرے(beyond, away, at distance)، ورے(اُدھر، پہلی بار)، پاس، اوپر، نیچے، بھیتر(اندر، چار دیواری میں، باطن، پوشیدہ)، باہر، اندر۔ بھیتر کی وضاحت نوین جوشی کے اس شعر سے ہوتی ہے۔

؎ رہ گئے کتنے کردار بھیتر مرے

میرے بھیتر مرا قافلہ رہ گیا

یعنی شاعر کی صلاحتیں منظر عام پر نہ آسکیں اور یہی وجہ اس کے اکیلے پن کی ہے۔ کیونکہ صلاحیتوں کے اظہار سے ہی انسان معاشرے میں جانا جاتا ہے۔

3۔ سمت Direction کے لحاظ سے استعمال ہونے والے متعلق فعل الفاظ

اِدھر، اُدھر، جدھر، کدھر۔

اِدھر، اُدھر: اِس جگہ، اِس جگہ، قریب، دور، اتنی دیر میں، ایک جانب، دوسری جانب۔ here, there, nearby, close, on the other side

جیسے میں نے فلاں چیز اِدھر ہی رکھی تھی۔ اِدھر آؤ۔ اِدھر دروازہ کھولا اُدھر وہ دھم سے اندر۔ دو ممالک کے مابین موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں اُدھر فلاں شے سستی ملتی ہو گی، اِدھر تو بہت مہنگی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں؛

یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈہ ہوتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو۔ تب پاک معرفت کے بھید تمھارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمھاری عمریں بڑھائی جائیں گی تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہیئے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمھارے کلام پر کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پھیلاتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہو۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا

بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اس کے منہ پر جاری ہوتی ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 365)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

نفسانی جوش کے تابع: جذباتی رد عمل، جسمانی خواہشات جنھیں عقل و خرد کے سانچے میں نہ ڈھالا گیا ہو، جیسے بھوک، لالچ، شہوت یہ جبلی خواہشات جب تک عقل اور تقویٰ کے ماتحت نہ ہوں انتہائی خطرناک سطح تک بڑھ جاتی ہیں۔ ان خواہشات کا اس طرح بڑھنا ان کا جوش کہلاتا ہے۔ تابع یعنی جب یہ جوش بڑھے تو اس کے زور کے آگے غلام ہو جانا۔

Intensive sensual and emotional urges that can only be moderated by rationality and fear of Allah

فساد کے کیڑوں کا انڈہ: بدامنی کی بنیادی وجوہات The fundamental causes of disorders.

بجز اس کے: اس کے علاوہ

پاک معرفت کے بھید: خالص سچائی، نافع علم تک پہنچنے کے راز۔

The secret ways to reach the truth/ knowledge and understanding.

تمسخر اور ٹھٹھا: مذاق اُڑانا، یہ طریق اپنا لینا کہ کوئی بھی بات سنجیدگی سے نہیں کریں گے، نہ سنیں گے کیونکہ زندگی ہنس کھیل کر گزارنی چاہیئے۔ جیسا کہ آج کل یہ رواج ہو گیا ہے۔ سنجیدہ موضاعات پر بات کرنا بیوقوفی سمجھی جاتی ہے اور ایسے انسان کو پرانے زمانے کی سوچ رکھنے والا، دقیانوسی سوچ کا مالک سمجھا جاتا ہے۔

Making fun and non-serious attitude: Nowadays seriousness is considered old fashioned and an effort to control the people. The

moment one starts talking about serious issues, he faces a very weird attitude of people, and he is asked to live a happy life full of fun and parties

سفلہ پن، اباش پن: یہاں پن ایک لاحقہ زمانی ہے جو ایک دور یا زمانے میں اختیار کئے جانے والے رویے کو ظاہر کرتا ہے ۔ سفلہ: یعنی کمینہ، کمزور اخلاق کا مالک اور جب پن لگا تو مطلب ایک حالت جو اپنا لی جائے۔ اباش: اسے اوباش لکھا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں بد کردار، آوارہ، غیر مہذب، بے ادب وغیرہ۔

سفاہت: بے وقوفی، حماقت۔ عقل سے کام نہ لینے والا یا اس قابل ہی نہ ہونا کہ عقل سے کام لے سکے۔

سچی بات کو نرمی کے لباس میں: یعنی سچی بات بھی اگر بد تمیزی، سختی یا جبر سے کہی جائے تو اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ لباس سے یہاں مراد ہے الفاظ کا چناؤ۔ یعنی ایک سچ آپ کو پتا ہے مگر جب آپ اسے دوسروں کے سامنے بیان کرنے لگیں تو ایسے الفاظ کا انتخاب کریں جو سننے والے کو غضبناک یا شرمندہ نہ کر دیں۔

نفس سرکش: بے ادب انسان، بے علم انسان، غیر مہذب انسان۔

شرارت کے منصوبے جوڑنا: بدامنی کو پھیلانا، منفی سوچ کا حامل ہونا۔

کھیل بازی: غیر سنجیدہ کام جیسے کھیل جو زیادہ تر غیر ادراکی ہوتے ہیں اور جسمانی طور پر کھیلے جاتے ہیں۔

نوٹ: اس سبق کی بھی آن لائن اشاعت میسر نہیں۔ یہ سبق بھی آپ کو بطور سبق نمبر 55 الفضل کے گزشتہ شمارے میں 11 اگست 2022 کی اشاعت میں ملے گا۔ نیچے لنک دیا گیا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 اگست 2022ء)

(قسط 56)

تمیز فعل یا متعلق فعل Adverb

گزشتہ ابواب میں بھی تمیز فعل یا متعلق فعل جسے انگریزی زبان میں Adverb کہا جاتا ہے اس کی تعریف بیان ہو چکی ہے تاہم یاددہانی کے لئے دوبارہ بیان کر دیتے ہیں۔ یہ ایک فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور فعل کے ساتھ جب تمیز فعل آتا ہے تو اس کے آنے سے فعل کے معنوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے۔ تمیز فعل کسی اسم صفت جسے انگریزی زبان میں Adjective کہتے ہیں، کے ساتھ آکر بھی یہی کام کرتا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ اردو زبان میں Adverb کو متعلق فعل کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا لفظ ہوتا ہے جو کسی فعل یعنی Verb یا صفت یعنی Adjective کے معنوں میں کمی یا زیادتی کر دیتا ہے۔ اب ہم اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

1۔ طور و طریقہ

یعنی ایسے **متعلق فعل** الفاظ جو کسی شے کی کیفیت مقام یا ہیئت بیان کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ الفاظ ہیں۔ **یوں، جوں، کیوں، کیونکر، کیسے، ٹھیک، اچانک، دھیرے، ہولے، لگاتار، برابر، تابڑ توڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، کسی قدر، تھوڑا، بہت، جھٹ، جھٹ پٹ وغیرہ۔**

اس فہرست میں موجود بعض الفاظ ایسے ہیں جنھیں اردو سیکھنے والے ایسے احباب کے لئے مثالوں کی مدد سے واضح کرنا ضروری ہے جن کی مادری یا بنیادی زبان اردو نہیں ہے۔

یوں: ویسے تو، ایسے تو، اس طرح ہے، اس طرح ہے؛ کوشش کر کے دیکھ لو، یوں تو کوئی امید نہیں۔ شعر:

؎ناصحا تجھ کو خبر کیا کہ محبت کیا ہے۔۔

روز آ جاتا ہے سمجھاتا ہے یوں ہے یوں ہے

احمد فراز

دھیرے: ہولے، آہستہ: آپ پریشان مت ہوں، وہ دھیرے دھیرے کام سیکھ جائے گا۔ Gradually, step by step

کسی قدر: کچھ حد تک، تھوڑا سا، کسی شے کا آغاز ہو جانا: جب ہم ربوہ پہنچے تو کسی قدر اندھیرا ہو چکا تھا۔

تابڑتوڑ: لگاتار، بنا وقفے کے، ایک ہی شدت سے: اس کی تابڑتوڑ دلیلوں سے وہ لاجواب ہو گیا۔ روس کے تابڑتوڑ حملوں سے یوکرین تباہ ہو رہا ہے۔

جھوٹ موٹ: جھوٹ کو عملی شکل دینا، اداکاری کرنا: وہ جھوٹ موٹ کا عالمِ دین بن کر لوگوں کو دھوکہ دیتا رہا۔ Prank/practical joke

جھٹ: جلدی سے، پلک جھپکتے میں: وہ جھٹ سے ایک کتاب اُٹھالایا۔ اس نے جھٹ سے بندوق نکال لی۔

جھٹ پٹ: جلدی سے کوئی کام کر لینا؛ ان کے ملازم نے جھٹ پٹ سب کام نمٹا لئے۔

برابر: مستقل، ایک مستقل قوت ارادی کے ساتھ: وہ برابر اس کام میں منہمک رہا۔

انھیں معنوں میں استعمال ہونے والے عربی فارسی الفاظ یہ ہیں: **ذرا، تخمیناً، تقریباً، خصوصاً، زیادہ، بالکل، مطلق، بعینہ، بجنسہ، ہر چند، سوا، حسبہ، یعنی، من و عن، باہم، فوراً، دفعتہً، ناگہاں، ناگاہ، یکایک، فی الفور، القصہ، الغرض، فی الجملہ وغیرہ**

بعض الفاظ کی وضاحت کے لئے مثالوں سے مدد لیتے ہیں۔

تخمیناً: اندازاً approximately/ about/around اس عمارت کی تعمیر پر تخمیناً کتنی لاگت (خرچ) آئے گی۔ یہ منصوبہ تخمیناً ایک سال میں مکمل ہو جائے گا۔

ذرا: تھوڑا سا، ایک منٹ، ایک لحظہ کو، تھوڑی سی مقدار، **سرسری طور پر:** آپ ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔ اس دودھ میں ذرا سی چینی ملائیں۔ ذرا بات سنیں۔

مطلق: بالکل، قطعاً، یکسر: اسے اس حادثے کی مطلق خبر نہیں۔ Absolutely

بِعَینِہٖ: ہو بہو، بالکل، ویسا ہی: یہ بعینہ وہی معاملہ ہے۔ Precisely/ exactly

بجِنْسِہٖ: identical ۔**ہر چند:** باوجود یکہ، اگرچہ، گو کہ، کتنا ہی، کیسا ہی، بہیترا، بہت کچھ، جتنا کچھ۔ although/however/though ۔ **سوا:** زیادہ، بڑھ کر، دونا، بجز، جز،۔ besides/over and above ۔ شعر:

کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیر و

تم سے مجھے اک رشتہءِ جاں سب سے سوا ہے۔

کلام طاہر

حَسْبِہٖ: اس کے مطابق، اسی طرح۔ مِن و عَن: حرف بحرف، جوں کا توں، ہو بہو۔ exactly, as it was, to the very letter

باہم: آپس میں، ساتھ ساتھ یکجا، شرکت میں، مل جل کر، میل ملاپ، ایک ساتھ mutually, conjointly, reciprocally, together۔

فی الفور فوراً، دفعتہً، ناگہاں، ناگاہ، یکایک، ان تمام الفاظ کے معنی ایک جیسے ہیں : فوراً، جلد، معاً، زود تر،، جلدی سے، اسی وقت۔

موجودہ زمانے سے مطابقت رکھنے والا ایک شعر یہاں لکھتے ہیں جس میں فی الفور کا بہترین استعمال ہوا ہے۔ نیز اس شعر کو یہاں درج کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ قارئین سوشل میڈیا پر کام کرنے والی عجلت پسندی کے فریب سے بچ سکیں۔ اپنی ذات کی شناخت کی غیر فکری دوڑ انسان کو ایسے کام کرنے پر اکساتی ہے۔ پس فی الفور احباب سے پسندیدگی یا داد سمیٹنے کی خواہش انسان کی فکری صلاحیتوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔

ـیہ دیا میسج ٹوئیٹر پر فسادی شخص نے
اس کو جلتی کے لئے فی الفور آئل چاہیئے
عزیز فیصل

القصہ، الغرض، فی الجملہ، غرض یہ کہ، قصہ مختصر: ان الفاظ کے معنی ایک ہی جیسے ہیں: الحاصل، حاصلِ کلام یہ کہ، الغرض، المختصر، آخر کار، حاصل کلام مختصر یہ کہ (تفصیل کے بعد اصل مطلب مختصر لفظوں میں بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے) in short, to cut the story short, in sum, briefly یہ باب جاری ہے مزید متعلق فعل الفاظ پر بحث آئندہ سبق میں کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہ رام چندر، کرشن اور دیگر اوتاروں کو پرمیشر جانتے تھے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئیں پرمیشر میں سے نکلے ہوئے خیال کرتے تھے اور پھر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اس کے کہ پرمیشر میں سے نکلے ہوں انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بن گئے۔ پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کہ یہ ضرور نہ تھا کہ ہر ایک فرد ان میں سے اوّل چاروں وید پڑھ لیتا پھر اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر قادیان کے آریہ سماجیوں نے نو مسلم آریوں پر اعتراض کرنے کے وقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہین لیا تو ہمیں دکھلاویں کہ ان کی جماعت آریوں میں سے کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور یجر اور شام اور اتھر بن وید سب کنٹھ ہیں۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 368-369)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

رام چندر: ہندو دیوتاؤں میں سب سے زیادہ پوجا کئے جانے والا دیوتا جسے سچائی اور بہادری کا مجسمہ مانا جاتا ہے۔ ہندو مت میں وشنو کے ساتویں اوتار۔

کرشن: لفظی معنی سیاہ کے ہیں۔ وشنو کے آٹھویں اوتار۔ بھگوت گیتا کرشن کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ احمدیہ مکتب فکر کے مطابق کرشنؑ اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیا کی طرح ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اس صفاتی نام سے پکارا ہے۔ چنانچہ آپؑ کا الہام ہے: 'ہے کرشن روڈّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی' (لیکچر سیالکوٹ صفحہ 34 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 229)۔

رودر: رودر ویدوں میں طوفانوں کا دیوتا ہے۔ اس کی دو خصوصیت کڑک اور بجلی کی چمک اس کے دو القاب 'گرجنے والا' اور سرخ یا 'روشنی کے لہریے چھوڑتا ہوا' سے ظاہر ہیں۔

گوپال: گائیوں کو پالنے والا۔ کرشنؑ کا لقب۔

مہما: بڑائی، عظمت، شان و شوکت، تعریف۔

اوتار: (ہندو) وہ انسان یا مجسمہ (دیوتا) جس کی شکل میں خدا بندوں کی اصلاح کے لیے آتا ہے، رشی منی، مہاتما، پیغبر۔

پرمیشر: خدا، آقا۔

مورتی پوجا: بتوں کی عبادت کرنا۔

وید: ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام، ہندوؤں کی آسمانی کتابیں جو تعداد میں چار ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھرو وید۔

ویدانت: وید کا آخری حصہ جس میں تصوف کا بیان ہے نیز ہندوؤں کے فلسفے اور دینیات کا ایک نظام جس میں ذاتِ الٰہی پر بحث کی گئی ہے، الٰہیات

اپنے تئیں: اپنے بارے میں، خود کو (سمجھنا)

پرمیشر سے نکلنا: خود کو خدا کا سب سے زیادہ مقرب اور پیارا سمجھنے کا عقیدہ، یا جسمانی طور پر خود کو خدا کی براہ راست جنمی اولاد سمجھنا۔

خیال پلٹنا: سوچ میں مثبت یا منفی تبدیلی آجانا۔

انادی: غیر مخلوق، غیر فانی، ازلی۔ جس کا کوئی آغاز نہ ہو۔

قدیم: پرانا، ازلی وابدی۔ جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو۔

دھرم: مذہب، دین، مسلک، عقیدہ۔

سماج: معاشرہ، جماعت، کمیونٹی، گروہ۔

حق پوشی: سچ کو چھپانے کا عمل، ناانصافی۔

رگ اور یجر اور شام اور اتھربن: ہندوؤں کی آسمانی کتابیں جو تعداد میں چار ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید (اسے شام وید بھی کہا جاتا ہے)، اتھر و وید

کنٹھ: حلق کی ہڈی، گلے کا ہار، طوق وغیرہ، یہاں مراد ہے وید کا راسخ علم، خوب اچھی طرح یاد سبق۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 اگست 2022ء)

(قسط57)

متعلق فعل برائے تعداد، ایجاب وانکار

گزشتہ چند ابواب سے ہم تمیز فعل یا متعلق فعل جسے انگریزی زبان میں Adverb کہا جاتا ہے کے متعلق تفصیل سے بات کر رہے ہیں۔ تمیز فعل کی تفصیلی تعریف اور اردو زبان میں اس کا کردار بھی بیان کیا جاچکا ہے۔ مختصراً یہ کہ تمیز فعل ایک فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور فعل کے ساتھ جب تمیز فعل آتا ہے تو اس کے آنے سے فعل کے معنوں میں مزید وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ تمیز فعل کسی اسم صفت جسے انگریزی زبان میں Adjective کہتے ہیں، کے ساتھ آکر بھی یہی کام کرتا ہے۔ اب اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہیں۔

تعداد سے متعلق تمیز فعل Adverbs of numbers

ایک بار: فوراً، بلاتوقف، اسی دم، یکایک، دفعۃً ایک ساتھ، ایک دم، کسی دن، کبھی۔

جیسے: یہ دوائی دن میں ایک بار کھانی ہے۔Take this medicine once daily.۔ میں ان کے ہاں ایک بار گیا ہوں۔ آپ ایک بار مجھ پر بھروسہ تو کریں۔ یعنی کبھی تو ایسا کریں۔ تم ایک بار بتا ہی دو جو تمھارے ذہن میں ہے۔ یعنی مکمل بات ایک ہی دفعہ میں بتادو۔ اس نے ایک بار میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ یعنی فوراً۔ ایک بار سے بعض محاورے بھی اردو زبان میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: مہنگا روئے ایک بار سستا روئے بار بار۔ یعنی مہنگی چیز بہر حال میعاری بھی ہوتی ہے اور پائیدار بھی۔ ایک اور بار کے درمیان ہی لگا کر بھی بہت سے معنی پیدا کئے جاتے ہیں۔ جیسے۔ اعتبار ایک ہی بار کیا جاتا ہے۔

اسی طرح دو دفعہ کے لئے کہتے ہیں **دو بار** جیسے یہ دوا دن میں دو بار لیں۔ Take this medicine twice a day. اسی لفظ دو بار سے ایک اور تمیز فعل بنتا ہے یعنی دوبارہ یہ زیادہ تر سوالیہ اور منفی جملوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے آپ نے یہ دوا دوبارہ تو نہیں لی۔ کیا آپ نے تمام دستاویزات دوبارہ دیکھ لئے ہیں؟ یعنی Have you reviewed the documents **بار کا** معنی وزن، بوجھ، غم، ذمہ داری، فکر وغیرہ بھی ہے۔ بارِ دوعالم یعنی دنیا و آخرت کی فکر۔ اسی طرح بارِ دگر یا دیگر بار و کا معنی بھی دوبارہ ہے۔

مزید متعلق فعل الفاظ برائے تعداد یہ ہیں: اکثر، ایک ایک، دو دو، اتنا، جتنا، کتنا۔

ایجاب و انکار سے متعلق تمیز فعل

یعنی ایسے تمیز فعل الفاظ جو کسی بات پر رضامندی دینے یا انکار کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ہاں، جی، جی ہاں، نہیں، تو، شاید، غالباً، یقیناً بیشک، بلاشبہ، ہرگز، زنہار، بارے، البتہ، فی الحقیقت۔ اس فہرست میں بھی بعض الفاظ وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے ہم ان کو سادہ مثالوں سے واضح کریں گے اور ان کے معنی بھی بیان کریں گے۔

ا۔ عام بول چال میں رضامندی کے لئے؛ ہاں، جی (عزت کے لئے) جی ہاں (تاکید کے لئے)، نہیں، نہیں تو (بریت کے لئے یعنی اپنی بے گناہی وغیرہ کے لئے حیران ہوتے ہوئے انکار کرنا)، جیسے: کیا تم نے میرا فون لیا ہے؟ تو جواباً اگر 'نہیں تو' کہیں تو اس میں پوچھنے والے پر حیرت کا اظہار بھی ہے اور جس سے پوچھا گیا ہے اس کی طرف سے ایک خوف کا اظہار بھی ہے۔ اسی طرح 'تو' اگر اکیلا آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے، مجھے کیا، میں کیا کروں، جیسے: میں اسکول جا رہا ہوں۔ جواب: تو۔ یعنی میں کیا کروں یا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ بہت احترام کا مقام ہو تو سوال پوچھنے والے کا عہدہ، منصب یا عزت کا لقب جی کے بعد لگاتے ہیں۔ جیسے اگر استاد پوچھے: کیا آپ نے کام مکمل کر لیا تو جواب ہوگا جی جناب، جی سر اسی طرح بزرگوں کو جواب دیا جاتا ہے۔ جی دادی اماں، جی خالہ جان، جی حضور، جی بھائی جان وغیرہ۔ اگر سوال کو مزید وسعت دی جائے جیسے کیا آپ پیدائشی احمدی ہیں؟ جی حضور۔ آپ پاکستان سے آئے ہیں؟ ہاں جی۔ یعنی جی سر، جی جناب کی تکرار نہیں کرتے۔ کسی الزامی، طنزیہ یا تکلیف دہ بات کے جواب میں 'جی نہیں' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ بلاسوچے سمجھے بات کر رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ جیسے کوئی پوچھے آپ فون پر

اتنی دیر سے گیم کھیل رہے ہو؟ تو یہ ایک اندازہ ہے پس اگر وہ گیم نہیں کھیل رہا یا رہی بلکہ اطفال، خدام یا ناصرات وغیرہ کی کلاس لے رہا ہے تو جواب میں کہے گا جی نہیں۔ مگر یہ بے تکلفی کا جواب ہے۔ اگر کوئی بزرگ یا بڑا پوچھے تو جواب ہو گا، نہیں نہیں میں کلاس لے رہا ہوں، دو بار نہیں میں غلط فہمی کا ادب کے ساتھ ازالہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح جب کوئی بات بری لگے یا کسی کو جتلانا ہو کہ وہ غلط بات کر رہا ہے یا ناانصافی کر رہا ہے تو ہاں ہاں کی تکرار آتی ہے۔ جیسے: تم تو کوئی کام نہیں کرتے؟ ہاں ہاں سب کام تو آپ کے دوسرے بچے کرتے ہیں۔ اور انتہائی رضامندی کے لئے بھی ہاں کی تکرار کرتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے، کیوں نہیں ضرور۔ جیسے میں کل صبح آپ کے دفتر آجاؤں؟ ہاں ہاں آجاؤ۔ یہ روزانہ بول چال سے متعلق کچھ باتیں تھیں۔ اب ہم اگلے لفظ کو دیکھتے ہیں۔

شاید: غیر یقینی صورت حال میں استعمال کیا جاتا ہے، امکانی صورت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے شاید میں اس سال جلسہ سالانہ قادیان پر جاؤں۔ یعنی شاید جو کہ ایک متعلق فعل لفظ ہے وہ جاؤں کی وضاحت کر رہا ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے chance / probably / May وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔

غالباً: Most probably یعنی زیادہ امکان اس بات کا ہے۔ جیسے: آپ غالباً یہاں پہلی بار آئے ہیں It is your first visit here, if I am not wrong.۔ اس کے لئے **غالب امکان** بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: غالب امکان ہے کہ اس برس حضور انور جلسہ سالانہ میں بنفسِ نفیس شرکت فرمائیں گے۔ یعنی جلسہ میں تشریف لائیں گے نہ کے ویڈیو لنک سے خطاب فرمائیں۔ باقی آئندہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پس سنو اور خوب کان کھول کر سنو کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر ان میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ 1۔ اوّل یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اُس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیّت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لاشریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے اور

ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکان قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا یا اُس کے علم کو ناتمام جانتا ہے یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اُس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 373)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

تبدیل مذہب: پیدائشی یا آباؤاجداد کے مذہب کو چھوڑ کر نیا مذہب اختیار کرنا

تمام جزئیات: کسی چیز یا تعلیم کے تمام اصول، حصے، تصورات، عقائد وغیرہ

تفتیش: دریافت، تحقیقات، چھان بین، پوچھ گچھ، کھوج لگانا

موجودہ: کوئی بھی چیز، اصول، نظام شخص جو اس زمانے میں ہو جس میں ایک انسان خود زندہ ہے۔ جماعت احمدیہ میں یہ لفظ کثرت سے خلافت کے تعلق میں بیان ہوتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں 'موجودہ حضور' تو مراد ہوتی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

باہم مقابلہ: یعنی دو یا دو سے زیادہ اشیاء کے خواص یا اصولوں کو تفصیل سے ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے پرکھنا Comparative study/ research

شناخت: پہچان کرنا، جان لینا Identify

توحید: خدا کے ایک ہونے کا عقیدہ، اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا، ایک ماننا، ایک جاننا۔

قدرت: طاقت، دسترس، امکانی طاقت، اللہ تعالیٰ کی طاقتیں۔

بھارت کے مشہور اردو شاعر بشیر بدر کا ایک شعر جو ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے

خدا کی اس کے گلے میں عجیب قدرت ہے۔۔ وہ بولتا ہے تو اک روشنی سی ہوتی ہے

کمال: ہنر، لیاقت، قابلیت، جوہر، خاص خوبی یا وصف۔ (فلسفہ) جب تک کوئی چیز قوت سے فعل میں نہیں آتی عرض کہی جاتی ہے، اور جب قوت سے فعل میں آجاتی ہے تو اس کو کمال کہتے ہیں۔

جزا و سزا: یعنی یہ کہ کسی مذہب کا اصول سزا کیا ہے اور جزا کی تعلیم کیا ہے۔

دیگر لوازم: دوسرے اصول، باتیں، حصے۔

خواص الوہیّت: خدا تعالیٰ کی صفات، اُس کے رتبے اور مقام سے متعلق تفاصیل۔

آسمان کے اجرام: سیارے، ستارے وغیرہ Heavenly bodies

زمین کے عناصر: اجزائے ترکیبی، بنیادی اجزا، اصلی اجزا۔ شعر: مضمحل ہو گئے قویٰ غالب۔۔ وہ عناصر میں اعتدال کہاں: یعنی عمر گزرنے کے ساتھ جو جسم کے اعضا میں کمزوری آتی جاتی ہے غالب سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ انسان کے اجزائے ترکیبی میں جو توازن ہوتا ہے وہ کم ہوتا جاتا ہے۔ یعنی بعض چیزیں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں اور بعض حد سے زیادہ کم ہو جاتی ہیں۔ اس شعر میں غالب نے اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ طاقتوں کا سر چشمہ دراصل اعتدال یعنی متوازن طرزِ زندگی ہے۔

افراط و تفریط: حد سے زیادہ یا حد سے کم

راہ لینا: ایک طریق اختیار کرنا

رحمت عامہ: عام رحمت جس سے دنیا کی ہر شے، انسان، قوم، چرند پرند برابر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

A general blessing and mercy.

محیط عالم: پوری کائنات پر اثر انداز ہونا، چھا جانا۔

خاص قوم: یہ سمجھنا کہ ایک چیز، خوبی، خامی صرف ایک قوم میں ہے Racism

خاص تعلق: A relation limited to a specific nation, individual, sect, creed or race

خاصہ: جو بات کسی شے کے لئے مخصوص ہو، وہ وصف جو ایک ہی شے میں لیا جائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 اگست 2022ء)

(قسط58)

ایجاب وانکار سے متعلق تمیز فعل

یعنی ایسے تمیز فعل الفاظ جو کسی بات پر رضامندی دینے یا انکار کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ہاں۔جی ۔ جی ہاں۔ نہیں۔ تو۔ شاید۔ غالباً۔ یقیناً ۔بیشک۔ بلاشبہ۔ ہرگز۔ زنہار۔ بارے،۔البتہ۔ فی الحقیقت۔

اس فہرست میں بھی بعض الفاظ وضاحت طلب ہیں۔ اس لئے ہم ان کو سادہ مثالوں سے واضح کریں گے اور ان کے معنی بھی بیان کریں گے۔

یقیناً Certainly/definitely/ absolutely

اردو زبان میں یہ متعلق فعل اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب ایک بات میں کوئی شبہ نہ ہو، ایک بات ہر لحاظ سے سچ ہو، طے ہو، سب فریقین کا باہم اتفاق ہو۔ جیسے وہ یقیناً ایک بڑا سانحہ تھا۔ اس جملے میں فعل 'ہونا' کی ماضی شکل ہے تھا اور اس کے بارے میں مزید وضاحت کر رہا ہے 'یقیناً' جو کہ ایک متعلق فعل یعنی Adverb ہے۔ وہ جس بری طرح رو رہا ہے تم نے یقیناً اس کا دل دکھایا ہے۔ یہاں فعل ہے دل دکھانا یعنی to hurt اور متعلق فعل ہے یقیناً یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ تم نے اس کا دل دکھایا ہے۔ آپ طویل سفر سے آئے ہیں، یقیناً تھک گئے ہوں گے۔ یعنی اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کے مہمان تھکا ہوا ہے۔ یہ انداز شائستہ گفتگو کا ہے جس سے میزبان کی اعلیٰ اخلاقی اور تہذیبی اقدار ظاہر ہوتی ہیں Ethically highly developed and civilized behavior کل امتحان ہے اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقیناً کامیاب ہو جاؤں گا۔ فہرست میں اگلا لفظ ہے بیشک اب ہم اس کے متعلق بات کرتے ہیں۔

بیشک Indeed/ of course/ Whether/ despite

اس کا سادہ الفاظ میں مطلب ہے کہ کوئی شک نہیں۔ تاہم یہ اور بھی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: چاہے Whether or not تم بیشک ضد کرو میں نہیں مانوں گا۔ پس اس کا مطلب ہے کہ تم چاہے جتنی بھی ضد کرو۔ اگر کسی بات کے جواب میں صرف بیشک کہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے، جی بلکل صحیح کہا، حق ہے، سچ ہے میں پوری طرح آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔ جیسے: وہ ایک نیک انسان ہے۔ جواب: بیشک۔ موت بر حق ہے۔ جواب: بیشک۔ اسی طرح کسی کو ارادے کی آزادی دینے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: آپ بیشک میری گاڑی لے جائیں۔ تم اپنی چائے میں بیشک چینی ڈالو مگر میرے لئے نہیں۔ اسی طرح مشروط تعریف یا تنقید کے لئے بھی یہ لفظ فقرے کے آغاز میں استعمال ہوتا ہے۔ بیشک وہ بدنام ہے مگر اس میں بہت سی خوبیاں بھی ہیں۔ بیشک تم جتنی مرضی محنت کرو لیکن جھوٹ کی عادت کے ساتھ ترقی ممکن نہیں۔

ہرگز

یہ متعلق فعل زیادہ تر منفی جملوں میں استعمال ہوتا ہے اور 'نہیں' کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے ہرگز نہیں: یعنی سو فیصد انکار، ایک بات کا بلکل کوئی امکان نہیں۔ یہ لفظ انکار میں مزید تاکید، زور اور شدت پیدا کر دیتا ہے ۔ ایک لحاظ سے یہ گفتگو، مذاکرات اور بحث کو روکنے والے الفاظ میں سے ایک ہے جسے انگریزی میں Conversation stoppers کہتے ہیں۔ جیسے: میں ہرگز تمھیں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یعنی کوئی مزید بات نہیں ہو سکتی۔ خطرے سے خبردار کرنے کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ جیسے: تم ہرگز رات کو باہر نہ جانا۔ کسی اجنبی سے ہرگز کوئی کھانے والی شے نہ لینا۔

ہرگز کی وضاحت میں بہادر شاہ ظفر کا یہ شعر دیکھیے:

؎ دولت دنیا نہیں جانے کی **ہرگز** تیرے ساتھ
بعد تیرے سب یہیں اے بے خبر بٹ جائے گی

انھیں معنوں میں بعض اور الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ تاہم یہ الفاظ تحریر میں استعمال ہوتے ہیں اور اب ان کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں: حاشا، زینہار۔

حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام میں لفظ 'زینہار' مختلف مقامات پر آیا ہے جیسے:

؎ گر یہی دیں ہے جو ہے ان کی خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زنہار

یعنی اگر مسلمان اپنی ان بد عملیوں کو مذہب کا نام دیتے ہیں تو میں کسی قیمت پر بھی اسے قبول نہیں کروں گا۔ خصائل خصلت کی جمع ہے اس کے معنی ہیں عادت، کردار، فطرت وغیرہ۔ عیاں یعنی ظاہر ہونا۔ کوڑی، قدیم ہندوستان میں رائج کرنسی کا ایک انتہائی کم قیمت سکہ جو اب مستعمل نہیں ہے۔ زینہار یا زنہار یعنی ہرگز نہیں، قطعی نہیں۔

؎ تیر تاثیرِ محبت کا خطا جاتا نہیں
تیر اندازو! نہ ہو نا سست اس میں زینہار

یعنی محبت سے بنائی ہوئی حکمت عملی کبھی ناکام نہیں ہوتی بلکہ ایک ماہر نشانہ باز کے ہاتھ سے چلائے ہوئے تیر کی طرح ٹھیک نشانے پر لگتی ہے۔ حضورؑ نصیحت فرما رہے ہیں کہ اس حکمت عملی کو ہرگز چھوڑ نہ دینا۔

؎ مکرِ انسان کو مٹا دیتا ہے انسان دگر
پر خدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار

یعنی انسان کے منصوبے کوئی دوسرا انسان جو منصوبہ بنانے والے سے زیادہ عقل مند یا طاقتور ہو توڑ دیتا ہے مگر وہ منصوبہ یا کام جس کا آغاز خدا تعالیٰ فرماتا ہے اسے توڑنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ دگر کا معنی ہے دوسرا، کوئی اور وغیرہ۔ مکر یعنی منصوبہ، تدبیر۔ کام بگڑنا یعنی منصوبہ ناکام ہو جانا۔

بارے

یہ لفظ قدیم اردو زبان میں مختلف معنوں میں استعمال ہوتا تھا جیسے: ما قبل کے نتیجے میں، ایک بار، الغرض وغیرہ۔ جیسے میر تقی میر نے کہا:

؎ بارے دنیا میں رہو غم زدہ یا شاد رہو
ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو

یعنی چاہے دنیا میں آپ کو غم ملیں یا خوشیاں دونوں صورتوں میں ایسے اچھے اور نیک کام کرو کہ لوگ تمھیں یاد رکھیں۔ لیکن جدید اردو زبان میں یہ ہمیشہ حرفِ ربط 'میں' کے ساتھ آتا ہے اور صرف ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے کہ یہ لفظ کسی چیز یا شخص کے متعلق معلومات دیتا ہے۔ جیسے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ کس کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ کیا آپ نے احمدیت کے بارے میں سنا ہے۔

سچا مذہب تلاش کرنے کے تین اصولوں میں سے دوسرا اصول بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوثی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوثی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالفت ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منتج خطرات ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتہ ءمحبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 374)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

طالب حق: سچائی کی تلاش کرنے والا، محقق Researcher

نفس کے بارے میں: فرد کے بارے میں، فرد کی ضروریات کے بارے میں، انفرادی ترقی کے بارے میں

The teachings of a religion about an individual's spiritual, intellectual and cognitive developments and needs.

انسانی چال چلن کے بارے میں: یعنی ایک مذہب کی روزمرہ انسانی زندگی کے بارے میں، معاشرتی اقدار کے بارے میں اور انسانی رویوں کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔

The teachings of a religion about general human society, social interactions, and behaviors.

انسانی حقوق کے باہمی رشتے: Relations that are interconnectedly produce and produce human rights

دیوثی: یعنی کوئی مذہب ایسی تعلیم دیتا ہو جس سے انسانی رشتوں کی عزت و احترام قائم نہ رہے اور انسان کی غیرت کو نقصان پہنچانی والی ہو۔ جس کے باعث اس میں حیا اور غیرت نہ رہے۔

مستلزم: لازمی کر دینا، کسی چیز کا باعث ہو جانا۔ جیسے Cause and Effect کا معاملہ ہے۔ ضروری گردانا گیا، لازم پکڑا ہوا، لازمی، ضروری۔ یعنی کسی مذہب کی تعلیم ایسی ہو جس پر عمل کا نتیجہ یہ ہو کہ انسان کی حیا اور غیرت کو نقصان پہنچے۔

عام قانون قدرت: General law of nature

غیر ممکن: یعنی جو ہو ہی نہ سکتا ہو۔ کیا ہی نہ جا سکتا ہو۔

منتج خطرات: یعنی ایک ایسا کام جس کے نتیجے میں خطرات پیدا ہوں۔ منتج: نتیجے سے نکلا ہے۔ نتیجہ دینے والا، نتیجہ خیز، ثمرہ دینے والا۔ یعنی کسی مذہب کی ایسی تعلیم جس پر عمل کرنے سے انسان بعض دوسرے خطرات میں مبتلا ہو جائے۔ جیسے عیسائیت میں جو کفارہ کا تصور ہے اس پر یقین کرنے سے انسان گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔

مفاسد: مفسدہ کی جمع، خرابیاں، برائیاں، فتنے، جھگڑے، فسادات۔

ترک کرنا: چھوڑ دینا۔ کسی چیز یا اصول وغیرہ پر عمل چھوڑ دینا۔ جیسے: یہ ایک متروک راستہ ہے۔ یعنی اس راستے پر کوئی نہیں جاتا۔ اردو زبان میں 'اپنے تئیں' کا استعمال ترک کر دیا گیا ہے جدید اردو میں 'اپنے آپ کو' یا 'خود کو' کہا جاتا ہے۔

محکم: مضبوط

غفلت: لاپرواہی، توجہ نہ دینا، بھلا دینا۔

حضور: حاضر دماغ ہونا، یاد رکھنا۔ یہاں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ لفظ غفلت کی ضد کے طور پر استعمال فرمایا ہے۔ موجودگی، حاضر ہونے کا عمل، حاضری (خارج میں ہو یا ذہن میں)، کسی کام میں پوری توجہ، یکسوئی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 ستمبر 2022ء)

(قسط59)

باب ایجاب وانکار

اس باب میں ہم اردو زبان کے ان الفاظ کے بارے میں پڑھ رہے ہیں جو **ہاں** اور **نہیں** کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ انسان جب کسی بات پر رضامندی ظاہر کرتا ہے تو ہمیشہ **ہاں** ہی نہیں کہتا بلکہ مختلف انداز میں مختلف حالات کے مطابق مختلف الفاظ استعمال کرتا ہے۔ یہی معاملہ انکار کا ہے۔ ہاں اور نہیں تو سو فیصد یقینی صورت میں ہی کہا جاتا ہے۔ جب امکانات ہوں تو **شائد۔ کچھ کہ نہیں سکتا بھی۔ ہو سکتا ہے۔ دیکھتے ہیں۔ لگتا نہیں۔ بظاہر تو کوئی صورت نظر نہیں آتی** وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ تو مقصد یہ ہے کہ ان اسباق کے ذریعے آپ کو ایک بنیادی ڈھانچہ مہیا کیا جا سکتا ہے اس خاکے میں رنگ بھرنے کے لئے آپ کو مطالعہ کرنا چاہیئے نیز مشاہدہ بہت ضروری ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کو اردو زبان کے لیکچرز کے طور پر بھی سنیں۔ وہاں سے اخذ کریں کہ اردو زبان کے کیا کیا انداز بیان ہیں۔ اس مختصر وضاحت کے بعد اب ہم زبان سیکھنے کے اس سفر میں آگے بڑھتے ہیں۔ یہ سلسلہ لفظ **بارے تک** پہنچا تھا۔ اب البتہ سے آغاز کرتے ہیں۔

Although/ but/ however/ on the other hand **البتہ**

یہ لفظ تحریر سے زیادہ بول چال میں استعمال ہوتا ہے۔ جدید اردو میں اس کا استعمال بہت کم ہوتا جارہا ہے۔ **جدید اردو** سے مراد وہ اردو زبان ہے جس پر پنجابی، اور انگریزی کا بہت دباؤ ہے جس کی وجہ اردو زبان بولنے والوں کا کثرت سے پنجابی بولنے والے علاقوں کی طرف ہجرت کر جانا اور مغرب میں آنے والے

صنعتی انقلاب کی وجہ سے روزمرہ کی اشیاء کا کثرت سے مغرب سے مشرق کی طرف آنا ہے۔ کیونکہ روزمرہ اشیاء جیسے ریڈیو، ٹی وی، موبائل، فون، فیکس، کار، ٹریکٹر، چارجر، بیٹری، ریموٹ، مائیکروویو، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، ٹیب وغیرہ ان سب کے نہ صرف نام انگریزی میں ہیں بلکہ ان کا متبادل اردو نام بھی موجود نہیں۔ اس کے علاوہ ان اشیاء کی اندرونی زبان بھی انگریزی ہے۔ پنجابی زبان اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ایک بے تکلف زبان بھی ہے جس میں اردو کی طرح زیادہ ادب آداب اور رکھ رکھاؤ کا استعمال نہیں ہے تو پنجابی کے اس بے تکلفانہ انداز کا گہرا اثر اردو زبان پر بھی پڑا ہے۔ جس کے باعث اردو بولنے اور لکھنے والوں نے اردو کے بہت سے الفاظ کا استعمال ترک کر دیا ہے۔ **البتہ** کی وضاحت کے لئے چند مثالیں دیکھتے ہیں۔ بعض لوگ والدین کو اپنے ساتھ تو رکھتے ہیں **البتہ** ان کی عزت نہیں کرتے۔ جدید اردو میں **البتہ** کی جگہ **مگر یا لیکن** استعمال ہوتا ہے۔ مادیت کی چکا چوند انسانی زندگی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہی ہے **البتہ** الہیٰ مدد کے بغیر اس سے بچنا ممکن نہیں رہا۔

فی الحقیقت اصل میں، واقعی، حقیقت میں In fact, truly, really, indeed

جدید اردو زبان میں ان معنوں کے لئے کئی انداز استعمال ہوتے ہیں جیسے۔ **دراصل، اصل میں، سچ تو یہ ہے کہ، درحقیقت** وغیرہ۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ مجھے ان کا آنا گراں گزرتا ہے **دراصل** میرے مالی حالات ہی کمزور ہیں۔ مغربی کلچر سے صرف بچے ہی متاثر نہیں ہیں **درحقیقت** والدین بھی اس کلچر کو اپنا رہے ہیں۔

باب سبب وعلّت

اس باب میں ہم اردو زبان کے ان الفاظ کے متعلق پڑھیں گے جو کسی بات کی **وجہ** اور اس کے **نتیجے** کو آپس میں جوڑتے ہیں۔ جیسے **اس لئے، اس طرح، چنانچہ، کیونکہ، لہٰذا** وغیرہ۔ ان الفاظ سے بھی ان کا استعمال ظاہر ہے لیکن چند مثالوں کی مدد سے انہیں مزید واضح کرتے ہیں۔ بارش ہوگئی **اس لئے** پروگرام منسوخ ہوگیا۔ تم نے محنت نہیں کی **اس لئے** اچھے نمبروں میں کامیاب نہ ہوئے۔ وہ بات بات پر لوگوں سے لڑپڑتا تھا **اس طرح** اس نے اپنی ملازمت کھودی۔ تمہیں منع کیا تھا کہ لوگوں سے سوال نہ کرو **اس طرح** عزت نفس نہیں رہتی۔ گاؤں کے لوگ خوفزدہ ہوگئے **اس طرح** ڈاکو دلیر ہوگئے۔ ب، ج، د، ق، ط پر قلقلہ کرتے

ہیں **کیونکہ** یہ پانچ حروف قلقلہ ہیں اور قلقلہ کے معنی ہیں جنبش دینا، حرکت دینا **چنانچہ** یہ قرات کا اصول ہے۔ تمام انسان فانی ہیں، اکبر انسان ہے، **لہذا** اکبر فانی ہے۔

باب مرکب متعلق فعل Compound adverbs

بعض اوقات بات میں **عمومیت generalization** یا وسعت پیدا کرنے کے لئے دو متعلق فعل الفاظ مل کر آتے ہیں۔ جیسے کب تک How long, to what extent، جب کبھی Whenever، جہاں کہیں Wherever، جہاں جہاں Wheresoever، کہیں نہ کہیں Somewhere، کبھی نہ کبھی At some time or other، ادھر اُدھر، اندر باہر وغیرہ۔

مثالیں: تم کب آؤ گے، کیا آٹھ بجے تک آجاؤ گے۔ آخر تم **کب تک** آؤ گے۔ جب یہاں بارش ہوتی ہے تو پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ اگر کبھی بارش ہو تو یہ راستہ بند ہو جاتا ہے۔ یہاں **جب کبھی** بارش ہوتی ہے تو پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور راستہ بند ہو جاتا ہے۔ تم جہاں بھی رہو اپنی خبر دیتے رہنا۔ تم کہیں بھی رہو تعلق ختم نہیں ہونا چاہیئے۔ تم **جہاں کہیں** بھی رہو تعلق قائم رکھنا اور اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہنا۔ زلزلے نے **جہاں جہاں** تباہی پھیلائی ہے میڈیا ان علاقوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تم مایوس نہ ہو **کہیں نہ کہیں** سے مدد آجائے گی۔ انسان **کبھی نہ کبھی** اپنے دیس کو لوٹ جاتا ہے۔

سچے مذہب کی تلاش کا تیسرا اصول بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس پر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے نکال سکتا ہے اور مردہ پر میشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اس کا نفس پاک اور

روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہو گا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 374)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

طالبِ حق: سچائی کی تلاش کرنے والا explorer /researcher:

فرضی خدا: تصوراتی خدا، افسانوی تصور خدا

مردہ سے مشابہت: ایک بے جان شے جیسا۔

خوش عقیدگی: اپنے ہی بنائے ہوئے عقیدوں کی روشنی میں خوش فہمی رکھنا۔ بے بنیاد، خلاف عقل اور خلاف سنت الہیٰ خدا تعالیٰ کا تصور یا عقیدہ

گویا: جیسا کہ

شبہات: شکوک

بے ایمانی: سچائی سے دور، دھوکہ باز

دنیا پرستی: دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنا اور اس کے حصول کو زندگی کا مقصد بنالینا۔

جھکا ہونا: بہت زیادہ رجحان ہونا

زندہ خدا: ایسا خدا جو اسلام پیش کرتا ہے۔ جو بولتا ہے سنتا ہے اور تمام طاقتوں کا مالک ہے۔

راضی ہونا: مطمئن ہونا

جلوہ قدرت: الہیٰ نشانات

جلال کی بھری آواز: الہام، قبولیت دعا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 ستمبر 2022ء)

(قسط60)

دو الفاظ مل کر جملہ بننے والے

اس باب میں ہم ایسے الفاظ کے بارے میں پڑھیں گے جو مل کر ایک جزوِجملہ یعنی clause کا کام دیتے ہیں۔ جیسے لفظ خوشی کے معنی ہم جانتے ہیں یہ لفظ کثرت سے کامیابی یا بامراد ہونے پر جذبات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اگر ہم خوشی خوشی کہیں تو جملے کے ایک پورے حصے کی طرح کام کرتا ہے۔ جیسے 'جو کرو خوشی خوشی کرو' تو دوبارہ یہ لفظ مل کر متعلق فعل یعنی Adverb بن گیا ہے۔ یہاں خوشی خوشی کا مطلب ہے بارضا اور رغبت، پورے دل سے، مرضی سے، رضاسے وغیرہ یعنی Willingly / eagerly ۔ اسی طرح رفتہ رفتہ، ایک ایک کرکے، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، دھوم دھام، دونوں وقت ملتے، آس پاس، اطراف وجوانب، جم جم، نت نت، کیوں نہیں، الگ الگ، صبح وشام، چوری چھپے، آہستہ آہستہ، جوں کا توں۔ وغیرہ اس کی مزید مثالیں ہیں۔ ان الفاظ میں سے بعض کو مثالوں کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔

رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے

ان تما الفاظ کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے کسی کام کے ہونے میں وقت لگنا مگر تدریجاً اس کام کا عمل جاری رہنا۔ جیسے رات بھر مینہ (بارش) دھیرے دھیرے سہی مگر برستا رہا۔ رفتہ رفتہ لوگ وطن چھوڑتے رہے، آہستہ آہستہ سب اس واقعہ کو بھول گئے۔ پس اس کے معنی ہوئے Slowly/ in a controlled, regular, even manner/ steadily۔

ایک ایک کر کے

یعنی باری باری، آہستہ آہستہ مگر پوری طرح سے۔ جیسے ایک ایک کر کے سب زخم بھر گئے۔ ایک ایک کر کے سب یار دوست چھوڑ گئے۔ آپ سب ایک ایک کر کے کمرے سے نکل جائیں۔ یعنی ایک قطار میں، منظم طریق سے باہر جائیں۔ پس اس کے معنی ہوئے One by one, on one's turn, in a sequence۔

روز روز، آئے دن، صبح و شام، گھڑی گھڑی

ان الفاظ کے معنی ملتے جلتے ہیں۔ ان کے معنی ہیں کسی کام کا کثرت سے بار بار ہونا۔ بعض لحاظ سے اتنے تواتر سے ہونا کہ ناگوار گزرنے لگے۔ جیسے: **روز روز** کی اختلاف رائے سے انسان تنگ آ جاتا ہے۔ ایسی عنایات **روز روز** کہاں ہوتی ہیں۔ اب تو **آئے دن** ٹریفک حادثات رونما ہوتے ہیں۔ میڈیا **صبح و شام** سرمایہ دارانہ نظام کی تشہیر کرتا ہے۔ تم کیا گھڑی گھڑی مانگنے آ جاتے ہو۔ وہ گھڑی گھڑی دستک دے رہا تھا۔ خدا تعالیٰ گھڑی گھڑی کا حساب رکھتا ہے۔

دونوں وقت ملتے

شام کا وقت جب دن کا اختتام ہو رہا ہوتا ہے اور رات کا آغاز at dusk اشعار:

گیسو رخ پر ہوا سے ہلتے ہیں
چلئے اب دونوں وقت ملتے ہیں

(مرزا شوق لکھنوی)

گیسو یعنی سر کے بال تو بال سیاہ ہوتے ہیں اس لئے شاعر نے رات کی آمد کا نقشہ کھینچا ہے کہ منظر پر سیاہی پھیل رہی ہے گویا چہرے پر بال بکھرے ہوں پس دونوں وقت مل رہے ہیں شام ڈھل رہی ہے تو گھر کو لوٹ جانا چاہیئے۔

دونوں وقت ملتے ہیں دو دلوں کی صورت سے
آسماں نے خوش ہو کر رنگ سا بکھیرا ہے

(ساحر لدھیانوی)

دن اور رات کے ملنے کو انتہائی خوبصورتی سے شاعر نے انسانوں کی ہم آہنگی سے تشبیہ دی ہے۔ انسانوں کے درمیان ہم آہنگی، امن اور محبت کے باعث جیسے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے ایسے ہی شام کو جب دونوں وقت ملتے ہیں تو جیسے آسمان خوش ہو جاتا ہے اور افق پر بہت سے رنگ بکھر جاتے ہیں۔

نثر میں بھی اس طرز کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: جب ہمارا تانگہ گاؤں میں داخل ہوا تو دونوں وقت مل رہے تھے۔

جَم جَم، نت نت: ہمیشہ، مدام، شوق سے، خوشی سے، ضرور۔ مثالیں: جم جم آیئے۔ میں نت آپ کی خیر مانگتا ہوں۔ جم جم سلامت رہو۔

عربی جملے:

بعض عربی کے جملے بھی اسی طرح اردو میں بطور متعلق فعل یعنی Adverbs کے استعمال ہو رہے ہیں، جیسے کماحقہٗ (جیسا کہ فلاں چیز کا حق تھا یعنی پوری تفصیل سے بیان یا واضح یا ثابت کر دینا اسی طرح پوری ذمہ داری سے کوئی کام سرانجام دینا)۔ حتی الامکان (جہاں تک کوئی کام یا شے ممکن ہو the maximum of possibility)۔ کماینبغی (جیسا کہ مناسب ہے، جیسا کہ چاہیئے)۔ مِن و عن (حرف بحرف، حقیقت کے مطابق)۔ حتی المقدور (جہاں تک انسانی طاقت میں ہو)۔ حاصل کلام (کسی بات کا اصل مقصد، مطلب، نتیجہ)۔ طوعاً و کرہاً (خوشی سے یا مجبوری سے یعنی ایسا کام جس میں کوئی راہ فرار نہ ہو لازمی ہو) وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پھر جب چالیس برس تک پہنچتا ہے تو جوانی کے پر و بال کچھ کچھ گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اب خود ہی ان بہت سی خطاؤں پر نادم ہوتا ہے جن پر نصیحت کرنے والے سر پیٹ کر رہ گئے تھے۔ اور خود بخود نفس کے جوش کم ہوتے چلے جاتے ہیں کیونکہ جسمانی حالت کی رو سے انحطاطِ عمر کا زمانہ بھی شروع ہو جاتا ہے وہ خون شر انگیز اب کہاں پیدا ہوتا ہے جو پہلے ہوتا تھا وہ اعضاء کی طاقت اور جوانی کی مستانہ نشاط کہاں باقی رہتی ہے جو پہلے تھی۔ اب تو تنزل اور گھاٹے کا زمانہ آتا جاتا ہے اور اس پر متواتر ان بزرگوں کی موتیں دیکھنی پڑتی ہیں جو اپنی عمر سے بہت زیادہ تھے بلکہ بعض وقت قضاو قدر سے چھوٹوں کی موتیں بھی کمروں کو توڑتی ہیں اور غالباً اس زمانہ میں والدین بھی قبروں میں جا لیٹتے ہیں اور دنیا کی ناپائیداری کے بہت سے نمونے ظاہر

ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیتا ہے کہ دیکھ دنیا کی یہ ہیئت ہے اور جس کے لئے تو مرتا ہے اس کا انجام یہ ہے۔ تب اپنی گزشتہ غلطیوں کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایک بھاری انقلاب اس پر آتا ہے اور ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ بشرطیکہ خمیر میں سعادت رکھتا ہو اور ان میں سے ہو جو بلائے گئے ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322)

اقتباس کے سیاق و سباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

جوانی کے پر و بال کا گرنا: انسانی طاقت اور جذبات کا اعضاء جسمانی کے ساتھ ڈھل جانا، ماند پڑ جانا۔

خطاؤں پر نادم: غلطیوں پر شرمندہ ہونا۔

سر پیٹ کر رہ جانا: پوری کوشش کے باوجود ناکام ہو کر پریشان ہونا۔

انحطاطِ عمر: عمر بڑھنے کے ساتھ کمزوری اور ضعف کا آجانا۔

خون شر انگیز: برائی کا تعلق جسمانی قوت سے گہرا ہے پس عمر ڈھلنے کے ساتھ خون میں برائی کی طرف رجحان کا کم ہو جانا۔

جوانی کی مستانہ نشاط: جوانی کی عمر میں انسان کو بدیوں اور گناہوں میں خوب لذت آتی ہے اور ایک خوشی ملتی ہے۔

تنزل اور گھاٹا: نقصان، زوال، کسی شے کا معیار کم ہو جانا۔

متواتر: مسلسل، بار بار، لگاتار۔

کمر توڑ دینا: بہت سخت صدمہ یا دکھ پہنچنا جس سے انسان کی ہمت جواب دے جائے۔

دنیا کی ہیئت: دنیا کا نظام، اصلیت، حقیقت۔

حسرت کی نگاہ: پچھتاوا، گزرے زمانے اور ضائع ہو جانے والے وقت پر دکھ ہونا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 29 ستمبر 2022ء)

(قسط 61)

اسماء حرف ربط اور متعلق فعل

Nouns+Prepositions=adverbs

اس باب میں ہم ایسے اسما یعنی Nouns سے گفتگو کا آغاز کریں گے جن کے بعد اگر بعض حروفِ ربط یعنی Prepositions مثلاً **سے، تک، میں** وغیرہ آجائیں تو وہ متعلق فعل الفاظ یعنی Adverbs بن جاتے ہیں ۔ جیسے کب تک۔ خوشی سے۔ زور سے۔ عقلمندی سے۔ بھُولے سے۔ پھُرتی سے۔ آرام میں۔ غم میں۔ اسی طرح جیسا کہ آپ جانتے ہیں اردو میں فارسی کے الفاظ کثرت سے استعمال ہوتے ہیں تو فارسی اسما کے شروع میں اگر **ب** کا اضافہ کر دیں تو متعلق فعل الفاظ بن جاتے ہیں۔ جیسے خوشی کو اگر بخوشی کر دیں تو اس کا مطلب ہو گا بار ضا اور غبت ایک کام کرنا یعنی voluntarily / eagerly اسی طرح خوبی سے بخوبی، اور بدل و جاں وغیرہ ہیں۔

بعض اسما یعنی nouns کے بعد اگر **وار** لگا دیا جائے تو وہ متعلق فعل بن جاتے ہیں۔ جیسے تفصیل وار (In detail, comprehensively)۔ ہفتہ وار (Weekly) ۔ ماہوار (Monthly)۔ نمبر وار (Numerically)۔ ترتیب وار (Respectively) وغیرہ۔

اسم صفت کا دہرا استعمال adjective-cum-adverb

بعض اسم صفات یعنی Adjectives بطور متعلق فعل یعنی Adverbs بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے خوب، بجا، درست، ٹھیک وغیرہ۔ مثلاً خوب کہا یعنی Well said، بجا فرمایا You are right وغیرہ۔ بعض ایسے الفاظ جو ویسے تو عددی صفات ہیں اور کثرتِ شے یعنی For a large amount or quantity of a thing کے لئے استعمال ہوتے ہیں مگر خاص انداز کلام میں بطور متعلق فعل استعمال ہو جاتے ہیں۔ وہ الفاظ ہیں لاکھ اور ہزار وغیرہ۔ جیسے میں نے اسے **لاکھ سمجھایا** مگر اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ ہزار سر مارا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ یہاں سر مارنا اور ٹس سے مس نہ ہونا محاورے ہیں۔ **سر مارنا** کا مطلب ہے کہ کسی ضدی، نادان، یا متعصب شخص سے کسی معاملے پر دیر تک بحث کر کے اسے قائل کرنے کی کوشش کرنا۔ **ٹس سے مس نہ ہونا** کوئی فرق نہ پڑنا، کوئی تبدیلی پیدا نہ ہونا۔ یعنی لاکھ اور ہزار کا مطلب ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لئے بہت زیادہ کوشش کرنا۔

اسم نکرہ کی جمع بطور متعلق فعل

بعض اسمائے عام جنھیں اسم نکرہ بھی کہا جاتا ہے اور انگریزی میں Common Nouns کہتے ہیں۔ جمع یعنی Plural case میں بطور متعلق فعل استعمال ہوتے ہیں۔ اسم عام کا یہ استعمال محاوروں میں کیا جاتا ہے ۔ جیسے بَلّیوں اچھلنا۔ دودھوں نہانا۔ پُوتوں پھلنا۔ اسی سے بنتا ہے دودھوں نہاؤ یعنی خوب دولت مند ہو جاؤ کامیاب ہو جاؤ اور پُوتوں پھلو یعنی خوب اولاد ہو، پُوت ہندی میں بیٹے کو کہتے ہیں۔ جھوٹوں نہ پوچھنا یعنی اخلاص و وفا مہر و مروت تو ایک طرف منافقانہ خوش دلی بھی نہ دکھانا۔

بَلّیوں اچھلنا: یہاں بَلّیوں میں حرف ب پر زبر یا فتح ہے اور اس کا معنی ہے بانس یا لکڑی کا بڑا ٹکڑا۔ اس سے مزید محاورے بھی بنتے ہیں جیسے دل بَلیوں اچھلنا یعنی انتہائی بے تاب مضطرب ہونا، گھبرانا، دل کا تیز تیز دھڑکنا۔

وضاحت

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اسم عام یعنی Common nouns پُوت کی جمع پُوتوں، دودھ کی جمع دودھوں، جھوٹ کی جمع جھوٹوں ہے پس ان الفاظ کی جمع بعض محاوروں میں بطور متعلق فعل استعمال ہوتی ہے۔ اسی

طرح گھنٹوں، صدیوں، زمانوں وغیرہ کو بھی استعمال کی جاتا ہے۔ جیسے میں گھنٹوں وہاں کھڑا رہا۔ اس کی ماں صدیوں اس کی راہ تکتی رہی۔ خدا کا مہدیؑ کئی زمانوں کے بعد ظاہر ہوا۔

تفصیلی بیان کا مقصد

اس قدر تفصیل سے اردو زبان کے مختلف انداز اور طریق بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اردو سیکھنے والوں کو اردو زبان کا علم محض سطحی نہ ہو کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور تقاریر و ملفوظات میں جس اعلیٰ میعار کی اردو زبان استعمال ہوئی ہے اس کا عرفان حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ قارئین کا میعارِ زبان بھی انتہائی درجے کا ہو۔ مثلاً حضورؑ نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں ایک روح اور نطفہ کے درمیان تعلق میں ایک اصطلاح استعمال فرمائی ہے 'مجہول الکنہ' جس کے معنی ہیں ایسی شے جس کی حقیقت یا ماہیئت معلوم نہ ہو۔ یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ اصل میں وہ شے کیسی ہے۔ پس اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے فہم اردو کو وسیع کرنے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

افعال حالیہ بطور متعلق فعل Present verbs form adverbs

اسی طرح اردو زبان میں فعل یعنی verb کی حالیہ شکل یعنی present form بھی بطور متعلق فعل کے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے کھل کھلا کر ہنسا۔ بلبلا کر رویا۔ بچ بچا کر کر بھاگا وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پھر فرماتا ہے کہ جب نیک انسان چالیس برس کا ہو جاتا ہے اور پختہ عقل کو پہنچتا ہے تب اسے خدا کی وصیتیں یاد آتی ہیں اور کہتا ہے کہ اے میرے رب! اب مجھے توفیق دے کہ تیری نعمتوں کا شکر کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہیں۔ اے میرے رب! اب مجھ سے تو وہ کام کرا جس سے تو راضی ہو جاوے۔ اور میری اولاد کو میرے لئے صلاحیت بخش یعنی اگر میں نے والدین کے حق میں تقصیر کی تو ایسا نہ ہو کہ وہ بھی کریں۔ اور اگر میرے پر کوئی آوارگی کا زمانہ رہا تو ایسا نہ ہو کہ ان پر آوے۔ اے میرے خدا! اب میں توبہ کرتا ہوں اور میں تیرے فرمانبرداروں میں سے ہو گیا ہوں ۔ سو خدا تعالیٰ نے اس آیت (الاحقاف:16) میں ظاہر فرما دیا کہ چالیسواں سال نیک بندوں پر مبارک آتا ہے اور جس میں سچائی کی روح ہے وہ روح ضرور چالیسویں سال میں حرکت کرتی ہے۔ خدا کے اکثر بزرگ نبی بھی اسی چالیسویں سال

پر ظہور فرما ہوئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چالیسویں برس میں ہی خلق اللہ کی اصلاح کے لئے ظہور فرما ہوئے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322۔323)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

چالیس برس: یعنی انسان کی عمر 40 سال ہو جاتی ہے۔

پختہ عقل: مضبوط قوت فکر و استدلال کا حاصل ہونا۔ یعنی انسان عقل مند ہو جاتا ہے۔ نیک و بد کی تمیز بآسانی کر سکتا ہے۔ جذبات کو دبانے کی صلاحیت آ جاتی ہے۔

خدا کی وصیتیں: خدا تعالیٰ کی تعلیمات، قرآنی احکامات۔

صلاحیت: شعور سمجھ داری۔

تقصیر: گناہ، بے ادبی، لاپرواہی۔

آوارگی: بدچلنی، پریشانی، بربادی، غیر اخلاقی حالت۔

ظہور فرما ہونا: کسی انسان کا کسی منصب پر بیٹھنا، کسی انسان کے اعلیٰ مقام کا دنیا پر ظاہر ہو جانا، نبی کا مبعوث ہونا۔

خلق اللہ: اللہ کی مخلوق، لوگ، عام عوام۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 اکتوبر 2022ء)

(قسط62)

باب حروف

ہم ایک نئے باب کا آغاز کر رہے ہیں اور کوشش کریں گے کہ غیر ضروری تفصیل اور اصلاحات سے گریز کرتے ہوئے زبان سیکھنے کے اس سفر کو آسان اور دلچسپ بنائے رکھیں تاکہ قارئین دلچسپی نہ کھو دیں اردو گرامر کی مختلف مستند کتابوں میں اس باب کے مطالعہ کے بعد تو ایسا محسوس ہوا کہ یہ باب زیادہ دلچسپ نہیں ہے اور اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جانا چاہیئے مگر اس کی افادیت کے پیش نظر اسے مختصر اور سادہ انداز میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اُردو زبان میں حروف وہ الفاظ ہیں جو زمانہ tense یا فاعل کی جنس Gender اور تعداد Number وغیرہ بدلنے سے اپنی حالت نہیں بدلتے، جیسے **کو، تک، جب** وغیرہ۔ اس لئے انھیں مستقل یعنی Constant الفاظ کہا جاتا ہے۔ جیسے اس بندے **کو** یہ پیغام دے دو۔ اس خاتون **کو** یہ پیغام دے دو۔ سیلاب کا پانی اس شہر یا ان شہروں **تک** پہنچ گیا۔ سیلاب کا پانی اس بستی یا ان بستیوں **تک** پہنچ گیا۔ ان مثالوں میں آپ نے دیکھا کہ مستقل حروف پر زمانے، جنس، اور تعداد کی تبدیلی کا اثر نہیں ہوا۔

حروف کی چار اقسام ہیں: ربط، عطف، تخصیص، فجائیہ

حروف ربط: یہ ایسے حروف ہیں جو دو الفاظ میں موجود تعلق کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ حروف ہیں: **کا، کی، کے، نے، کو، سے، میں، تک پر**۔ یہ حروف ربط مختلف کردار ادا کرتے ہیں جیسے یہ تین حروف کا، کی، کے کسی شے کی ملکیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے اس کا بچہ۔ اس کی کتاب۔ ان کے اعمال وغیرہ۔ جب کہ **نے** کسی کی حالت فاعلی یعنی Subjective sate کو ظاہر کرتا ہے جیسے زید نے مارا۔ بکر نے کھایا۔ لڑکوں نے وقار عمل کیا۔ انصار نے مدد کی وغیرہ۔ پھر تیسری قسم کے الفاظ ہیں کو، سے، میں، تک، پر جو کسی کی مفعولی

حالت Objective state، اور انتقالی حالت Transferring state کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ ایک شے یا انسان پر کام ہو رہا ہے یا اس پر فلاں چیز اثر انداز ہو رہی ہے۔ جیسے زید نے بکر کو مارا۔ استاد نے طلبا کو انعامات دیے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے الفاظ ہیں جو حروف ربط کا کام دیتے ہیں جیسے:

پاس۔ تلے۔ پیچھے۔ آگے۔ بن۔ بیچ۔ سمیت۔ اوپر۔ نیچے۔ باہر۔ لئے۔ ساتھ۔ سامنے۔ مارے۔

مثالیں: میرے <u>پاس</u> کچھ نقدی Cash ہے۔ ہمارے گھر کے <u>پاس</u> ایک مسجد ہے۔ وہ تھک کر ایک درخت تلے (کے سائے میں) بیٹھ گیا۔ چراغ <u>تلے</u> اندھیرا۔ ایک محاورہ ہے اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے جو روشنی، علم، یا اسباب و ذرائع کے بہت قریب ہونے کے باوجود ان سے فائدہ نہ اٹھاتا ہو۔ نادان، جاہل، پوشیدہ جہالت۔ اس محاورے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ چراغ کا اپنا جسم چراغ کی روشنی کو روک کر اس کے انتہائی قریب کے علاقے کو تاریک رکھتا ہے یعنی بعض اوقات عالم فاضل لوگوں کی اپنی اولاد ان کی بے پناہ مصروفیت کے باعث نظر انداز ہو جاتی ہے اور علم حاصل نہیں کرتی۔

مارے: اس کے معنی ہیں سبب سے، وجہ سے یا کسی چیز کا شکار ہونا اور اکثر اس کے ساتھ 'کے' آتا ہے: **شرم کے مارے، دھوپ کے مارے، ڈر کے مارے مصیبت کا مارا، مصیبت کے مارے، بھوک کے مارے۔**

مثالیں: بھوک کے مارے میرا برا حال ہو گیا۔ ابا نے ڈانٹ دیا تو شرم کے مارے منہ سے ایک حرف بھی نہ نکلا۔ میں نے ایک فقیر دیکھا جانے وہ مصیبت کا مارا کہاں سے آیا تھا۔

اسی طرح بعض فارسی و عربی کے الفاظ بھی حروف ربط کا کام دیتے ہیں جیسے:

بغیر۔ اندر۔ نزدیک۔ باعث۔ واسطے۔ سبب۔ سوا۔ طرح۔ نسبت۔ بجا۔ بجز۔ موجب۔ پیش۔ پس۔ قبل۔ گرد۔ درمیان۔

بعض **حروف ربط** دو دو مل کر ایک حرف کا کام دیتے ہیں اس کی وجہ تفصیل سے ایک صورت حال کو بیان کرنا ہے یعنی دو مختلف واقعات کو باہم جوڑ کر تسلسل میں بیان کیا جاتا ہے۔ جیسے وہ چھت **<u>پر سے</u>** گر پڑا۔ سانپ نالی **<u>میں سے</u>** نکل گیا۔ یعنی سانپ پہلے نالی میں داخل ہوا اور پھر وہاں سے ہوتے ہوئے باہر نکل گیا۔ چینی اس ڈبے **<u>میں سے</u>** لے لو۔ چور دیوار **<u>پر سے</u>** کود گیا۔

حروفِ عطف

دو لفظوں یا جملوں کو ایک حالت میں ملانے کے لئے جو حروف استعمال ہوتے ہیں انھیں حروف عطف کہا جاتا ہے۔ حروف عطف یہ ہیں: اور۔ کہ۔ یا۔ کر۔ نیز۔ بھی۔ پھر۔

حروف عطف کی اقسام وصل۔ تردید۔ استدراک۔ استثنا۔ شرط۔ علت۔ بیانیہ

وصل Synthesis

وصل یعنی ایک ہی تسلسل اور مضمون میں بیان ہونے والے الگ الگ جملوں کو باہم ملانے کے لئے اور۔ و۔ کہ۔ کیا استعمال ہوتے ہیں۔ مثالیں: وہاں امیر اور غریب سب تھے۔ ڈاکیا (پوسٹ مین) آیا اور خط دے کر چلا گیا۔ کیا وہ اور کیا تم دونو ایک ہیں۔ سائنس کا کہنا ہے کہ اشیاء کا وزن کشش ثقل کے باعث ہے۔

تردید Synthesis of denial and choices

یعنی ایسے حروف جو کسی بات کے انکار میں کہے گئے یا تحریر کئے گئے جملوں کو باہم ملاتے ہیں۔ یہ حروف ایسے جملوں کو باہم ملاتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ یعنی دو میں سے ایک انتخاب دوسرے کی نفی کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ حروف ایسے جملوں کو بھی ملاتے ہیں جو مسلسل انکار ہی کر رہے ہوتے ہیں یعنی دو یا دو سے زیادہ جملوں میں سے تمام جملے کسی کام کا نہ ہونا ہی بیان کرتے ہیں۔۔ حروف: نہ۔۔ نہ، خواہ، چاہے، یا۔۔ یا، نہ وہ آیا نہ تم آئے۔ مثالیں: نہ تم ہی بدلے نہ تمھارے حالات بدلے۔ **خواہ** انسان لاکھ کوشش کرے زندگی کے مسائل کا سامنا تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ چاہے رہو چاہے چلے جاؤ تمھاری مرضی۔ انسان ایک ہی کام کر سکتا ہے یا دین کو دنیا پر فوقیت دے لے یا پھر دنیاداروں میں شامل ہو جائے۔

استدراک Redress/ Comprehension/ Critical explanation

حروف استدراک: پر، لیکن، بلکہ : But, However, Although, Nevertheless, yet

یہ حروف جملوں میں پائی جانے والی مشکلات، مسائل اور اجنبیت کو دور کرتے ہیں۔ جملوں میں موجود شک وشبہ کو دور کرتے ہیں۔ یعنی جملے کے پہلے حصے میں مسلئہ بیان کیا جاتا ہے پھر یہ حروف: پر، لیکن، بلکہ وغیرہ آتے ہیں اور پھر اس مسلئے کا حل یا وضاحت کی جاتی ہے۔ مثالیں: آپ کی بات درست ہے پر وہ نہیں

مانتے۔ میں نے بہت وضاحتیں کیں لیکن انھوں نے ایک نہ مانی۔ ہمارے گھر میں ایک نہیں دو درخت ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں ہوگی کہ چالیس برس سے پہلے اکثر انسان پر ظلمت کا زمانہ غالب رہتا ہے کیونکہ سات آٹھ برس تو طفولیت میں ہی بسر ہوتے ہیں پھر پچیس چھبیس برس تک علمی تحصیلوں میں مشغول رہتا ہے یا لہو و لعب میں ضائع کرتا ہے اور پھر اس زمانہ کے بعد بباعث شادی ہونے اور بیوی بچہ ہو جانے کے یا یوں ہی طبعاً دنیا کی خواہشیں اس پر غلبہ کرتی ہیں اور دنیاوی مالوں اور عزتوں کے لئے طرح طرح کی خواہشیں اور امنگیں پیدا ہوتی ہیں اور لذتوں کے پورا کرنے کے لئے خیال افراط تک پہنچ جاتا ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع بھی کرے تو دنیا کی آرزوئیں کسی قدر ساتھ ہوتی ہیں۔ اگر دعا بھی کرے تو غالباً دنیا کے لئے بہت کرتا ہے اور اگر رووے بھی تو غالباً کچھ دنیا کے اغراض اس میں ملے ہوتے ہیں۔ معاد کے دن پر بہت کمزور ایمان ہوتا ہے اور اگر ہو بھی تو مرنے میں ابھی لمبا عرصہ معلوم ہوتا ہے اور جس طرح کسی نہر کا بند ٹوٹ کر ارد گرد کی زمین کو تباہ کرتا چلا جاتا ہے اسی طرح نفسانی جذبات کا سیلاب نہایت خطرہ میں زندگی کو ڈال دیتا ہے۔ اس حالت میں وہ معاد کے باریک باریک امور کا کب قائل ہو سکتا ہے بلکہ دینیات پر ہنستا اور ٹھٹھا کرتا ہے اور اپنی خشک منطق اور بیہودہ فلسفہ کو دکھلاتا ہے۔ ہاں اگر نیک فطرت ہو تو خدا کو بھی مانتا ہے مگر دل کے صدق اور وفا سے نہیں مانتا بلکہ صرف اپنی کامیابیوں کی شرط سے۔ اگر دنیا کی مرادیں مل گئیں تو خدا کا ورنہ شیطان کا۔ غرض اس جوانی کی عمر میں بہت نازک حال ہوتا ہے اور اگر خدا کی عنایت دستگیری نہ کرے تو جہنم کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ سچ تو یہ کہ یہی عمر تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ اسی عمر میں انسان اکثر بدنی بیماریاں اور قابل شرم روگ خرید لیتا ہے۔ اسی کچی عمر کی غلطیوں سے کبھی سچے اور غیر متغیر خدا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ غرض یہ وہ زمانہ ہے جس میں خدا کا خوف کم اور شہوت طالب اور نفس غالب ہوتا ہے اور کسی ناصح کی نہیں سنتا۔ اسی زمانہ کی خطاؤں کا خمیازہ ساری عمر بھگتنا پڑتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 321-322)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

پوشیدہ: مخفی، پنہاں، لاعلم ہونا۔ جیسے مجھ سے یہ بات پوشیدہ رہی۔ یعنی میرے علم میں نہیں آئی یا آنے نہیں دی گئی۔

ظلمت کا زمانہ غالب ہونا: تاریکی، اندھیرا (نور کی ضد)، جہالت، لاعلمی، بے عقلی، جذبات، غضب وغیرہ سے بہت زیادہ کام لینا اور عقل و دانائی سے دور رہنا۔

طفولیت: بچپن، کم عمری۔

علمی تحصیلیں: علم حاصل کرنا۔ تعلیم حاصل کرنا، اسکول اور کالج وغیرہ کا دور۔

لہو و لعب: کھیل کود، وہ شغل جس سے تفریح ہو، ہنسی مذاق، عیش و نشاط، سیر، تماشا، تفریح۔ غیر سنجیدہ سرگرمیاں جن کا مقصد محض تفریح ہو۔

خیال افراط تک پہنچنا: یعنی ایک خیال سب حدیں پار کر جاتا ہے۔ اور حدوں سے مراد اخلاقی، معاشرتی، دینی ذمہ داریاں ہیں۔

رجوع: واپس کسی چیز کی طرف جانا، سوچ کا بدلنا۔

کسی قدر: تھوڑا سا

معاد: آخرت، مرنے کے بعد کی زندگی اور اس کے معاملات۔

دینیات: دین کا علم، دین کی باتیں، دین کے فرائض۔ Theology

خشک منطق اور بیہودہ فلسفہ دکھلانا: محض عقل کو رہنما سمجھ کر باقی تمام علوم اور علوم کے ذرائع کو خاطر میں نہ لانا۔ خود کو معتبر اور عالم و فاضل ثابت کرنے کے لئے ایک بات کا کافی علم نہ ہونے کے باوجود بحث کرنا۔

دستگیری: مدد کرنا، معاونت، حمایت، گرتے کو تھامنا۔

خرابیوں کی جڑ: کسی چیز کی اصل وجہ Fundamental causation:

بدنی بیماریاں اور قابل شرم روگ: عام جسمانی بیماریاں اور وہ امراض جو جنسی تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں جنھیں انسان اپنے لئے انتہائی شرم اور بے عزتی کا باعث سمجھتا ہے۔ STD: Sexually Transmitted Diseases

غیر متغیر خدا: یعنی اچھی بری تبدیلیاں انسان میں آتی ہیں مگر خدا تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ انسان اپنی بدلی ہوئی حالت کے مطابق خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے۔

شہوت طالب: کسی بھی دنیاوی چیز کی حد سے بڑھی ہوئی خواہش کا شکار ہو جانا، عادی ہو جانا۔

ناصح: نصیحت کرنے والا: والدین، مربیان، خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ۔

خمیازہ بھگتنا: کسی جرم کی سزا کاٹنا۔ کسی غلطی کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کا سامنا کرنا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 اکتوبر 2022ء)

(قسط 63)

باب حروف

گزشتہ باب حروف استدراک کے بیان پر ختم ہوا تھا۔ اس ضمن میں جو آخری مثال دی گئی تھی اس میں لفظ بلکہ لکھنے میں چھوٹ گیا تھا اسے درست کرلیں۔ ہمارے گھر میں ایک نہیں بلکہ دو درخت ہیں۔ اس باب کا آغاز حروف استثنا سے کرتے ہیں۔

حروف استثنا: **مگر۔ پر۔ الاّ۔ الاّ ماشاءاللہ۔ بجز۔ سوائے۔**

ان کا کام اس چیز کی نشاندہی کرنا ہوتا ہے جو اکاّ دکاّ کی حیثیت رکھتی ہو اور جہاں باقی تمام چیزیں کسی گروہ یا جماعت کی ایک کام کر رہی ہوں وہاں وہ ایک آدھی چیز ہو جو ویسا نہ کر رہی ہو۔ سب بچے صحت مند ہیں سوائے زید کے۔ سب آئے مگر وہ نہیں آیا۔ الاّ ماشاء اللہ تمام ممالک ہی معاشی مشکلات کا شکار ہیں۔ اسی طرح یہ الفاظ کسی کی امتیازی حالت، مقام یا کام کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے سب تھک گئے مگر اس نے ہمت نہ ہاری اور جیت گیا۔ پھول تو سارے ہی خوبصورت ہوتے ہیں پر گلاب کی بات ہی کچھ اور ہے۔

حرف شرط تو اور اگر

اب اگر تم نے محنت نہ کی تو میں تمھاری کوئی مدد نہیں کروں گا۔ یعنی ان الفاظ کے ذریعے دو باتوں میں ایسا تعلق بیان کیا جاتا ہے جو پہلی صورت حال سے مشروط ہوتا ہے۔ جیسے اگر تم نے قرض وقت پر مقررہ شرائط کے مطابق ادا نہ کیا تو بینک سے مزید قرض نہیں ملے گا۔ اب اگر تم نے میرے بات نہ مانی تو میں تم

سے ناراض ہو جاؤں گا۔ غالب کہتے ہیں: 'جو دوئی کی بُو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا'۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کے معبود ہونے کا ذرا سا بھی امکان ہوتا تو پھر دو کیا اس کے علاوہ کئی معبود ہوتے کیونکہ وہ واحد و یگانہ ہے اور کوئی دوسرا نہیں اس لئے تین چار کی بحث ہی بیکار ہے۔ دوئی کے معنی ہیں دوسرا ہونا اور بُو ہونا کا مطلب ہے امکان ہونا۔

جب کسی شرط کے ساتھ معاملات بیان کئے جاتے ہیں تو پھر اس سے اگلی حالت پر بھی بات کی جاتی ہے اور اس حصہ میں یہ بتایا جاتا ہے کہ شرط یعنی Condition پوری نہ ہونے کی صورت میں کیا نتائج سامنے آئیں گے۔ جیسے اگر بارش ہو گئی تو ہم جا نہیں سکیں گے۔ یہاں شرط ہے بارش کا ہونا یا نہ ہونا اور اس کا لازمی نتیجہ ہے سفر جاری رکھ سکنا یا جاری نہ رکھ سکنا۔ پھر شرط پوری نہ ہو سکنے کے نتیجے میں کیا ہو گا یہ بیان کرنے کے لئے بعض الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے **ورنہ، نہیں تو اور تو**۔ جیسے وہ اگر آ جائے تو ٹھیک **ورنہ** مجھے خود جانا پڑے گا۔ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں **نہیں تو** میں جا رہا ہوں۔ بارش ہو گئی **تو** کیا ہم گھر بیٹھ جائیں گے۔

حروف علت

سو۔ پس۔ اس لئے۔ لہذا۔ کیونکہ وغیرہ۔

جیسا کے الفاظ سے بھی واضح ہو رہا ہے یہ الفاظ نتائج، خلاصہ کلام وغیرہ کو ظاہر کرنے سے پہلے آتے ہیں اسی طرح یہ الفاظ وجوہات کو بھی بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ یہ مصرعہ بطور مثال دیکھتے ہیں۔

؎ عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو

ہر جفت even عدد دو 2 پر دو برابر حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے **پس** 8 بھی دو پر تقسیم ہو گا۔ چوٹ لگ گئی نا اس لئے کہا تھا تیز مت بھاگو۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب علمی خزانہ ہیں لہذا ان کتب کو پڑھنے سے انسان علم سے مالامال ہو جاتا ہے۔

حروف عطف

گزشتہ سبق میں حروف عطف کی تعریف بیان ہوئی تھی یاد دہانی کے لئے دوبارہ بیان کرتے ہیں۔ حروف عطف وہ الفاظ ہوتے ہیں جو دو لفظوں یا جملوں کو ملا کر ایک ہی حالت میں کر دیتے ہیں۔ پس بعض حروف عطف بھی علت و معلول یعنی Cause and effect کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ایسی

صورت میں حروف عطف جوڑا جوڑا بن کر آتے ہیں۔ یعنی دو حروف عطف ایک ہی جملے میں آتے ہیں۔

پہلا جوڑا: چونکہ، اس لئے۔ جیسے: **چونکہ** آپ گھر پر نہیں تھے **اس لئے** میں نہیں آیا۔

تا، تاکہ اور مبادا بھی اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً سامان بھجوادیں تاکہ جلد روانہ ہوسکے۔ میں وضاحت کر دوں مبادا کسی کو غلط فہمی ہو جائے۔

حروف تخصیص

ان حروف کا مقصد کسی اسم یعنی noun یا فعل یعنی Verb کو خاص کرنا ہوتا ہے۔ حروف تخصیص یہ ہیں:

ہی۔ تو۔ بھی۔ ہر۔

تو کی مثال: لگتا ہے کوئی خاص ہی بات ہے! نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں۔ یہاں ہی اور تو دو حروف تخصیص استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا رویہ ایسا برا تو نہیں تھا جیسا اب ہو گیا ہے۔ یعنی برا تو تھا مگر ایسا تو نہیں تھا، یعنی اس کا رویہ اب ایک خاص حد تک برا ہو گیا ہے۔ **بھی** کی مثال: جو سب کھائیں گے وہ ہم بھی کھالیں گے۔ یہ جو مثالیں دی گئیں ہیں یہ اسم کے ساتھ حروف تخصیص کی مثالیں ہیں۔

فعل یعنی Verb کے ساتھ بھی یہ حروف استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: ٹھیک ہے اسے سمجھانا آسان کام نہیں مگر کسی نے **تو** اسے سمجھانے کی کوشش کی ہوتی۔ **ہر** کی مثالیں: **ہر شخص** اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہے۔ **ہر چیز** میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے۔ **ہر** کے بعد عام طور پر واحد کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے انگریزی میں Every کے بعد Singular subject آتا ہے۔ جیسے **ہر ایک** کا انگریزی معنی ہے Everyone۔ مزید مثالیں:

ہر ایک آدمی پر لازم ہے کہ اپنا فرض ایمانداری سے ادا کرے۔ یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

اس طرح ہر کسی اور کوئی کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے ہر کسی سے راز کی بات نہیں کہنی چاہیے۔ ہر کوئی جو جلسہ پر جاتا ہے خوش ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پہلا سرچشمہ جو تمام طبعی حالتوں کا مورد اور مصدر ہے اس کا نام قرآن شریف نے نفس امارہ رکھا ہے جیسا کہ فرمایا انا النفس لامارة بالسوء (یوسف: 54)۔ یعنی نفس امارہ میں یہ خاصیت ہے کہ وہ انسان کو بدی کی طرف جو اس کے کمال کے مخالف اور اس کی اخلاقی حالتوں کے برعکس ہے جھکاتا ہے اور ناپسندیدہ اور بد

راہوں پر چلانا چاہتا ہے۔ غرض بے اعتدالیوں اور بدیوں کی طرف جانا انسان کی ایک حالت ہے جو اخلاقی حالت سے پہلے اس پر طبعاً غالب ہوتی ہے اور یہ حالت اس وقت تک طبعی کہلاتی ہے جب تک کہ انسان عقل اور معرفت کے زیر سایہ نہیں چلتا بلکہ چارپایوں کی طرح کھانے پینے، سونے جاگنے یا غصہ اور جوش دکھلانے وغیرہ امور میں طبعی جذبات کا پیرو رہتا ہے۔ اور جب انسان عقل اور معرفت کے مشورہ سے طبعی حالتوں میں تصرف کرتا اور اعتدال مطلوب کی رعایت رکھتا ہے اس وقت ان تینوں حالتوں کا نام طبعی حالتیں نہیں رہتا بلکہ اس وقت یہ حالتیں اخلاقی حالتیں کہلاتی ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 316-317)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

سرچشمہ: کسی چیز کی اصل وجہ، وہ جگہ جہاں سے کوئی چشمہ یا دریا برآمد ہوتا ہے، کسی بھی چیز کے نکلنے کی جگہ، منبع، مبدا Origin and Source

طبعی حالت: natural, inborn, physical condition انسان کی وہ حالت جو کسی بھی شعوری تبدیلی سے پہلے خود بخود پیدائشی طور پر موجود ہوتی ہے۔

مورد و مصدر: Origin and source وہ مقام جہاں سے کوئی چیز پھوٹتی ہو، شروع ہوتی ہو رہتی ہو۔

اخلاقی حالت: شعوری اور عقلی حالت۔ Morality

زیرِ سایہ چلنا: اختیار کرلینا۔ لائحہ عمل بنالینا

چارپائے: چار ٹانگوں والے جانور، مویشی۔

پیرو: پیروی، اطاعت کرنے والا۔

تصرف کرنا: ردوبدل، تغیر و تبدل، عمل، اقدام، طریق کار۔

اعتدال مطلوب کی رعایت: To get a required balanced state of morality and rationality.

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 20 اکتوبر 2022ء)

(قسط64)

حروف تخصیص

گزشتہ باب میں ہم نے حروف تخصیص پر بات شروع کی تھی اس باب میں ہم اس بحث کو مکمل کریں گے۔ حروف تخصیص یہ ہیں: ہی۔ تو۔ بھی۔ ہر۔ آج جس حرف سے بات شروع کی جائے گی وہ ہے **(ہی)** یہ بعض اسما Nouns اور ضمائر جو کے ضمیر کی جمع ہے جس کو انگریزی میں Pronoun کہتے ہیں کے ساتھ مل کر مرکب الفاظ بناتا ہے۔ مرکب الفاظ کا مطلب ہے ایسے الفاظ جو ایک سے زائد الفاظ سے مل کر بنیں مگر ایک مخصوص معنی دیں۔

مرکب الفاظ

کب سے کبھی۔ جب سے جبھی۔ اب سے ابھی۔ اسی طرح تب سے تبھی۔ سب سے سبھی۔ کہاں سے کہیں۔ وہاں سے وہیں۔ یہاں سے یہیں۔ وہ سے وہی۔ یہ سے یہی۔ اُس سے اُسی۔ اِس سے اِسی۔ تم سے تمھیں۔ ہم سے ہمیں۔ تجھ سے تجھی۔ مجھ سے مجھی۔ یوں سے یونہی وغیرہ۔

ان الفاظ کو جملوں میں استعمال کر کے ان کے فرق کو سمجھتے ہیں:

یہ وبا دنیا سے کب جائے گی۔ یہ وبا دنیا سے کبھی تو جائے گی۔ وہ جب آئے میرا پیغام اسے دینا۔ میں ان سے بات کر رہا تھا جبھی پولیس اندر آئی۔ جب سے بارش ہوئی تب سے راستہ بند ہے۔ کسی کا خوف تھا تبھی تم خاموش رہے۔ سب بچے پڑھ رہے ہیں سبھی بچوں کو اسکول کہاں میسر ہے۔ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ کہیں سے آواز آ رہی ہے۔ یہ چیز وہاں رکھ دو۔ وہ گیند وہیں سے پھینک دو۔ یہاں سے ہجرت کر کے کہاں

جاؤ گے۔ یہیں پر اپنا مکان تعمیر کر لو۔ وہ لڑکا یاد ہے۔ وہی جس نے تمھاری مدد کی تھی۔ یہ ایک نئی دکان کھلی ہے۔ یہی سب سے اچھی بھی ہے۔

امید ہے ان مثالوں سے آپ کو ان مرکب الفاظ کے معنوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک لفظ بلکل اور ہی معنی دیتا ہے مگر جب حروف تخصیص یعنی Definite/indefinite articles کسی اسم یا صفت وغیرہ کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو معنی بدل جاتے ہیں۔

اسمائے کیفیت

جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یہ اسما یعنی Nouns ہیں۔ ہر زبان بنیادی طور پر اسما یعنی Nouns کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ ان اسما کو کسی زبان میں ایک بنیادی اکائی کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ انھیں اسما کو مختلف زمانوں اور حالات کے مطابق گرامر کے اصولوں کے ذریعے آپس میں بار بار جوڑا جاتا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ اردو میں اسمائے کیفیت بنانے کے کیا کیا طریقے ہیں۔

ا۔ افعال یعنی Verb کا مادہ اس وقت بنتا ہے جب ایک مصدر یعنی infinitive کی علامت نا کو ہٹا دیا جاتا ہے۔ اس مادے کو بطور اسمائے کیفیت کے استعمال کرتے ہیں۔ سادہ الفاظ میں ہارنا ایک مصدر یعنی infinitive ہے اس کا نا ہٹانے سے باقی رہ جاتا ہے ہار جو کہ ایک اسم یعنی noun ہے جو ایک کیفیت کو بیان کر رہا ہے۔ جیسے اسے ہار قبول نہیں۔ ہار جیت کی باتیں نہیں کرو۔ یہاں جیتنا سے بنا ہے جیت جو ایک اسم کیفیت ہے۔ مزید مثالیں: مار، پھیر، تاک جیسے اس کی تاک میں رہتا ہے، سیک جیسے یہاں آگ کا بہت سیک ہے، بول، لوٹ، روک ٹوک۔

2۔ بعض اوقات علامت مصدر نا ہٹا کر درمیانی حصہ کو الف، ی وغیرہ کا اضافہ کر کے لمبا کر دیتے ہیں اس طرح وہ ایک اسم بن جاتا ہے جیسے اترنا ایک فعل ہے اب اس کا نا ہٹا دیں تو فعل کا مادہ بن جاتا ہے یعنی اتر اب اگر ت کے بعد الف کا اضافہ کر دیں تو بن جائے گا اتار جیسے پانی کا اتار، قیمتوں کا اتار وغیرہ پس اتار ایک اسم کیفیت ہے۔ اسی طرح چلنا سے چل اور پھر چال، ٹلنا سے ٹل اور پھر ٹال جیسے اس نے مجھے ٹال دیا یعنی کوئی بہانہ کر کے کام میں یا التجا میں تاخیر ڈال دینا۔ ملنا سے مل اور پھر میل یعنی Company جیسے کہتے

ہیں میل جول بڑھانا یعنی تعلقات بڑھانا یہی لفظ اگر م پر زبر سے پڑھا جائے تو اس کا مطلب ہے گندگی جیسے اس کے جسم پر بہت مَیل جمی ہے۔ اسی طرح اگر اسے جمیل یا زلیل کی طرح پڑھیں جیسے مِیل تو اس کا معنی ہو گا فاصلہ ناپنے کی ایک اکائی جیسے ربوہ فیصل آباد سے کتنے میل Miles دور ہے۔ پس اس کے تین انداز اور معنی ہیں میل (male) بروزن تیل یعنی ملنا وغیرہ، میل (meel) بروزن جمیل یا کیل اور میل بروزن ذیل، لَیل، پھیل وغیرہ یعنی گندگی جو کسی چیز پر یا عضو بدن پر لمبا عرصہ صفائی نہ کرنے سے جم جاتی ہے جیسے گرد وغیرہ۔

3۔ اس طرح فعل کے مادے کے آخر میں الف کے بڑھانے سے بھی بعض اسم بنتے ہیں۔ جیسے جھگڑنا سے مادہ ہے جھگڑ اور اسم ہے جھگڑا اسی طرح پھیرنا سے مادہ پھیر اور اسم پھیرا یہاں پھیر اور پھیرا دونوں ہی اردو میں بطور اسم کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے یہ سب قسمت کا پھیر ہے یعنی چکر، چال یا طریق۔ اسی طرح یہ تمھارا لاہور کا دوسرا پھیرا ہے۔ یعنی دورہ، سیر، سفر وغیرہ۔ مزدوری میں بھی یہ لفظ کثرت سے استعمال ہوتا ہے جیسے وہ گلیوں میں پھیرا لگا کر سبزی بیچتا ہے۔ پھیرا سے پھیری بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اس پھیری والے کو بلاؤ۔ یہ باب اگلے سبق میں بھی جاری رہے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور اخلاقی حالتوں کے دوسرے سرچشمہ کا نام قرآن شریف میں نفس لوامہ ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولا اُقسِمُ بِالنَّفسِ اللَّوَّامَةِ (القیامہ: 3)۔ یعنی میں اس نفس کی قسم کھاتا ہوں جو بدی کے کام اور ہر ایک بے اعتدالی پر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ یہ نفس لوامہ انسانی حالتوں کا دوسرا سرچشمہ ہے۔ جس سے اخلاقی حالتیں پیدا ہوتی ہیں اور اس مرتبہ پر انسان دوسرے حیوانات کی مشابہت سے نجات پاتا ہے۔ اور اس جگہ نفس لوامہ کی قسم کھانا اس کو عزت دینے کے لئے ہے گویا وہ نفس امارہ سے نفس لوامہ بن کر بوجہ اس ترقی کے جناب الہیٰ میں عزت پانے کے لائق ہو گیا۔ اور اس کا نام لوامہ اس لئے رکھا کہ وہ انسان کو بدی پر ملامت کرتا ہے اور اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ انسان اپنے طبعی لوازم میں شتر بے مہار کی طرح چلے اور چارپایوں کی زندگی بسر کرے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ اس سے اچھی حالتیں اور اچھے اخلاق صادر

ہوں اور انسانی زندگی کے تمام لوازم میں کوئی بے اعتدالی ظہور میں نہ آوے اور طبعی جذبات اور طبعی خواہشیں عقل کے مشورہ سے ظہور پذیر ہوں۔ پس چونکہ وہ بری حرکت پر ملامت کرتا ہے اس لئے اس کا نام لوامہ ہے یعنی بہت ملامت کرنے والا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 317۔318)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

بے اعتدالی: توازن سے ہٹی ہوئی حالت Imbalanced

اپنے تئیں: اپنے آپ کو، خود کو۔

حیوانات: حیوان کی جمع یعنی جانور۔

مشابہت سے نجات: یعنی ایسی حالت سے نکل جانا جو کسی دوسری چیز سے ملتی جلتی ہو یا ہو بہو اس جیسی ہو۔

بوجہ: یعنی اس وجہ سے۔

جنابِ الٰہی: اللہ تعالیٰ کے حضور۔

لائق: To qualify

طبعی لوازم: فطرت انسانی کے تقاضے۔

شتر بے مہار: ایک محاورہ ہے اس کے معنی ہیں بلا روک ٹوک ایک کام کرنا، بے قابو ہو کر زندگی گزارنا۔ شتر کا معنی ہے اونٹ اور بے مہار یعنی جس کو قابو نہ کیا گیا ہو، سدھایا نہ گیا ہو اور وہ بے قابو ہو کر جدھر چاہے جائے۔

صادر ہونا: ظاہر ہونا، واقع ہونا۔ To execute to do

لوازم: ضروری چیزیں، ضروری مال واسباب، ضروری سامان، وہ امور جو ضروری ہوں، ضروری نتائج۔ جیسے کھانا پینا، نکاح کرنا وغیرہ زندگی کے لوازم ہیں۔

ظہور: ظاہر ہونا، نمایاں ہونا۔

پذیر: قبول کرنے والا، جیسے ظہور پذیر یعنی ظاہر ہونا۔ ظہور پذیر ایک فعل مرکب ہے یعنی

A compound verb is defined as a verb that consists of multiple words combined. Compound verbs can take the form of a single word as in backslide or sidestep; a multiple word phrase as in open up or turn back; or multiple words connected by a hyphen as in jump-start or double-click.

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 27 اکتوبر 2022ء)

(قسط 65)

اسمائے کیفیت

بنیادی طور پر اس باب میں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ اردو زبان میں اسما یعنی Nouns بنانے کے کیا کیا طریقے ہیں۔ یہاں آپ یہ سمجھ لیں کے ہر زبان اسما یعنی Nouns کا ہی مجموعہ ہوتی ہے۔ کچھ تو مستقل اسما ہوتے ہیں جنہیں اسم نکرہ Common Nouns اور اسم معرفہ Proper Nouns وغیرہ کہا جاتا ہے جیسے گاڑی، گھر، لڑکا جمیل، فاطمہ وغیرہ لیکن زبان کی روانی کو قائم رکھنے کے لئے بہت سے ایسے الفاظ جو اسم صفت یا فعل وغیرہ ہوتے ہیں انہیں اسم بنانا پڑتا ہے جیسے کیا آپ کو محض کھانا پسند ہے۔ اس جملے میں کھانا ایک اسم ہے انگریزی میں اس طرح اسم بنانے کے لئے یا تو فعل کی پہلی حالت کے بعد Ing کا اضافہ کر دیتے ہیں جیسے eating اور یا پھر فعل کی پہلی حالت سے پہلے To لگاتے ہیں جیسے To eat۔ اس کے علاوہ بھی طریقے ہیں جن سے انگریزی میں اسما بنتے ہیں۔ جیسے educate ایک فعل ہے Educated ایک صفت ہے اور education ایک اسم ہے تو کسی لفظ کے آخر پر tion وغیرہ لگا کر اسم بنائے جاتے ہیں۔ پس اب ہم مزید ایسے طریقوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں جن کے ذریعے اردو میں اسما بنائے جاتے ہیں۔

ن بڑھانے سے

1۔ فعل کے مادے کے آخر پر ن بڑھانے سے اسم کیفیت بنایا جاتا ہے۔ جیسے چلنا سے مادہ ہے چل اور چلن ایک اسم کیفیت ہے یعنی ایک ایسا Noun ہے جو کسی اور اسم یعنی Noun کے بارے میں معلومات فراہم کر رہا ہے۔ جیسے انسان کا چلن اس کے کردار کا گواہ ہے۔ اسی طرح مرنا سے مرن، پہنے ہوئے استعمال شدہ

کپڑوں سے اترن وغیرہ۔ جیسے امیر لوگ تو غریبوں کو اپنی اترن بھی نہیں دیتے۔ میں کسی کی اترن نہیں پہنوں گی۔ ویسے مہذب دنیا میں بھی استعمال شدہ اشیا کو صفائی ستھرائی کے بعد دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کو انا کا مسلہ نہیں بنایا جاتا اور یہ ایک اچھی روایت ہے کیونکہ ضرورت مند انسان کا سب سے بڑا دشمن غرور اور انا ہی ہے۔ مغربی دنیا کی مادی ترقی کا ایک بڑا راز یہ ہے کہ یہاں اس چیز کی تعلیم دی جاتی ہے کہ انسان کو حقائق کو کھلے دل سے قبول کرنا چاہیئے۔

ئی یا ن بڑھانے سے

2۔ بعض اوقات صفات کے آگے ئی بڑھانے سے یا فعل ماضی کے آگے ن لگانے سے بھی اسم بن جاتا ہے۔ جیسے اونچا سے اونچائی، چوڑا سے چوڑائی، لمبا سے لمبائی۔ شعر:

باپ زینہ ہے جو لے جاتا ہے اونچائی تک
ماں دعا ہے جو سدا سایہ فگن رہتی ہے

اسی طرح اُٹھا سے اُٹھان، لگا سے لگان، اڑا سے اُڑان، ڈھلا سے ڈھلان وغیرہ۔ جیسے وہ ملک انتہائی پستی سے اُٹھا۔ اس ملک کی معاشی اٹھان قابل تقلید ہے۔ یعنی اس ملک کی معاشی ترقی اس قابل ہے کہ بطور نمونہ اس کی پیروی کی جائے۔

لگان: وہ آمدنی جو مالک کو زمین سے وصول ہو، زمین کا خراج۔ گھاٹ پر کشتیوں کے ٹھہرنے کی جگہ، جہاں کشتیاں آکر ساحل سے لگیں۔ دھماکے کی آواز سن کر پرندہ اڑا۔ اُڑان بھرتے ہی پرندہ شکاری کی گولی کا شکار ہو گیا۔ جہاز رن وے سے اُڑان بھرتے ہیں۔ جب سورج ڈھلا تو گرمی کی شدت میں کمی آئی۔ اس اونچائی کے بعد ایک ڈھلان ہے۔

3۔ مادہ فعل کے آگے ئی یا وائی بڑھانے سے

اس طریق سے بھی اسم بن جاتا ہے اور اس میں ہمیشہ اجرت یا مزدوری کے معنی پائے جاتے ہیں۔ جیسے پیس سے پسوائی، دھل سے دھلائی، سل سے سلائی، رنگ سے رنگوائی۔ جیسے یہ درزی کتنی سلائی لیتا ہے۔ اسی طرح آٹے کی پسوائی کی رقم دے دیں۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ اسما ہیں یعنی nouns۔

4۔اسم یا صفت یعنی Noun یا adjective کے بعد ائی یا ئی لگانے سے

اس طریق سے بھی مزید اسما بن جاتے ہیں۔ جیسے اچھا سے اچھائی، بُرا سے بُرائی، گول سے گولائی، بڑا سے بڑائی، چھٹنا سے چھٹائی، چور سے چوری، ٹھگ سے ٹھگی۔

5۔ فعل کے مادہ کے آخر پر ت یا تی بڑھانے سے

اس طریق سے بھی اسما بنائے جاتے ہیں۔ جیسے بچنا یعنی to be saved سے مادہ ہے بچ اور اسم ہے بچت یعنی saving۔ کھپنا سے مادہ ہے کھپ اور اسم ہے کھپت ۔ یہاں کھپنا کا معنی ہے استعمال ہونا خرچ ہونا یعنی consumed پس کھپت کا معنی ہوا consumption۔ بھرنا یعنی to hire / to fill سے مادہ ہے بھر اور اسم ہے بھرتی یعنی:

Process of hiring for a job or filling a space with dust or sand and filling a document or form.

وٹ، ہٹ، اٹ بڑھانے سے

6۔ اسی طرح وٹ، ہٹ، اٹ بڑھانے سے بھی اسم بن جاتے ہیں جیسے گھبرانا سے گھبراہٹ، بنانا سے بناوٹ، روکنا سے رکاوٹ، لاگ سے لگاوٹ یعنی intimacy ، جھلانا سے جھلاہٹ یعنی irritation، لکھنا سے لکھاوٹ manner or method of writing وغیرہ۔ مثالیں دیکھتے ہیں۔ مجھے یہاں گھبراہٹ ہورہی ہے۔یعنی suffocation/ anxiety ۔اس تحریر کی لکھاوٹ قدیم نسخوں سے ملتی جلتی ہے۔ it means the way it is written and the style of font. لگاوٹ میں منفی پہلو پایا جاتا ہے یعنی ایسی محبت جو دکھاوے کے لئے کی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

قرآن شریف کے روسے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقع ہیں یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں۔ اور اگر ان طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایت کے موافق کام لیا جائے تو جیسا کہ نمک کی

کان میں پڑ کر ہر ایک چیز نمک ہی ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی یہ تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں اور روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کے اغراض اور خشوع خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے۔ اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے طبعی افعال گو بظاہر جسمانی ہیں مگر ہماری روحانی حالتوں پر ضرور ان کا اثر ہے مثلاً جب ہماری آنکھیں رونا شروع کریں اور گو تکلف سے ہی روویں مگر فی الفور ان آنسوؤں کا ایک شعلہ اٹھ کر دل پر جا پڑتا ہے۔ تب دل بھی آنکھوں کی پیروی کر کے غمگین ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی جب ہم تکلف سے ہنسنا شروع کریں تو دل میں بھی ایک انبساط پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ جسمانی سجدہ بھی روح میں خشوع اور عاجزی کی حالت پیدا کرتا ہے۔ اس کے مقابل پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب ہم گردن کو اونچی کھینچ کر اور چھاتی کو ابھار کر چلیں تو یہ وضع رفتار ہم میں ایک قسم کا تکبر اور خود بینی پیدا کرتی ہے۔ تو ان نمونوں سے پورے انکشاف کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ بے شک جسمانی اوضاع کا روحانی حالتوں پر اثر ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 319-320)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

رُوسے: یعنی فلاں دلیل یا اصول کے مطابق، اس کی روشنی میں۔ کسی اصول سے ایک اور اصول اخذ کرنے کے عمل کو ظاہر کرنا۔ سبب سے، وجہ سے۔

طبعی، روحانی، اخلاقی حالت: جسمانی کیفیات، احساسات، جذبات وغیرہ۔ روح اور خدا تعالیٰ سے اس کے تعلق سے متعلق۔ آداب، تہذیب، ثابت شدہ تہذیبی اور تمدنی سچائیوں کے مطابق ڈھلا ہوا۔

شدید تعلق: بہت گہرا، اہم تعلق۔

موافق: مطابق

نمک کی کان: زیر زمین نمک کا ذخیرہ۔ Salt mines

اغراض: غرض کی جمع یعنی مقصد اور کسی چیز کی اصل وجہ یا وجوہات۔ The main purpose of something

خشوع خضوع: یعنی خود کو انتہائی کمزور دیکھ کر انسان کا سجدہ میں رونا چلانا گڑ گڑانا تاکہ اسے خدا تعالیٰ کی مدد ملے۔

جسمانی طہارت، تعدیل: جسم کو پاک صاف رکھنا اور اس کی خواہشیں جیسے بھوک، نکاح، دولت، اقتدار وغیرہ کو حد سے نہ بڑھنے دینا۔

ملحوظ رکھنا: مدنظر رکھنا، سامنے رکھنا۔

جسمانی اوضاع: طور طریقے، چال ڈھال، بناوٹیں، ہیئتیں، ظاہری خال و خط، نقل و حرکت، عادات، کردار . Physical gestures/ postures

قوی: مضبوط

تکلف: ایسی بات دکھانی جو اپنے میں نہ ہو، ظاہر داری، بناوٹ، نمود، نمائش Formality/ taking trouble to do something

آنسوؤں کا شعلہ: آنچ، لَو، گرم احساس۔ flash/ flame

انبساط: خوشی، سرور، شادمانی، کشادگی Delight/ joy

وضع رفتار: چلنے کا انداز the type of walking or gait

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 نومبر 2022ء)

(قسط66)

اردو میں اسماء بنانے کے طریقے

گزشتہ چند ابواب سے ہم اردو زبان میں فعل کے مادے basic verb، صفات adjectives اور اسما nouns سے مزید اسما بنانے کے طریقوں پر بات کر رہے ہیں۔ یہ ایک اہم اور دلچسپ علم ہے۔ کسی بھی زبان میں مہارت حاصل کرنے کے لئے یہ مہارت ضروری ہے کہ آپ ایک لفظ کو سمجھ سکیں کہ وہ کس وقت کون سا کردار ادا کر رہا ہے یعنی کیا وہ ایک فعل verb ہے یا ایک اسم noun ہے یا صفت adjective یا متعلق فعل یعنی adverb ہے۔ اسی طرح اگر وہ اسم ہے تو وہ کس شے کا نام ہے کسی چیز کا، کیفیت کا، جذبے کا، مقدار کا یا پھر صفت کا۔ مثلاً مکان ایک اسم ہے اور یہ ایک گھر یا رہنے کی جگہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس اسم سے مزید اسما بھی بنتے ہیں جیسے مکانی یعنی مقامی یا علاقائی۔ اسی طرح مکانیت یعنی مکان کی گنجائش، اجزا سہولتیں وغیرہ۔ اسی طرح کڑوا bitter ایک صفت ہے۔ جیسے کریلا بہت کڑوا ہے۔ اب اس سے اسم بنتا ہے کڑواہٹ Bitterness جو کہ ایک کیفیت کا بھی نام ہے اور رویے کا بھی۔ جیسے اس کی باتوں کی کڑواہٹ نے مجھے بہت دکھ دیا۔ بعض کھانے کی اشیا میں کڑواہٹ اچھی لگتی ہے۔ اس باب میں ہم مزید ایسے طریقوں پر بات کریں جن سے اسما بنائے جاسکتے ہیں۔

ہٹ کا اضافہ

1۔ صفات کے آگے اگر ہٹ کا اضافہ کر دیں تو وہ ایک اسم بن جاتی ہیں۔ جیسے چکنا Greasy/ oily ایک صفت ہے ہٹ بڑہانے سے اسم بن گیا چکناہٹ grease۔ اسی طرح کڑوا سے کڑواہٹ، نیلا سے نیلاہٹ bluish، پیلا سے پیلاہٹ yellowish وغیرہ۔

آؤ کا اضافہ کرنے سے

2۔ فعل کی مختلف حالتوں کے بعد آؤ کا اضافہ کر دیں تو اسم بن جاتا ہے جیسے بچا سے بچاؤ prevention ، چڑھا سے چڑھاؤ rise/ascension، چھڑکا سے چھڑکاؤ/spraying ، جھکا سے جھکاؤ bias/tilt/inclination وغیرہ۔ مزید مثالیں جلاؤ گھیراؤ، رچاؤ، بہاؤ، وغیرہ۔

پا یا پن کا اضافہ کرنے سے

3۔ ایک اسم کے آگے پا یا پن کا اضافہ کرنے سے بھی ایک اور قسم کا اسم بن جاتا ہے جسے اسم کیفیت کہتے ہیں یعنی وہ کسی مادی چیز کا نام نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک حالت یا دور کو ظاہر کرتا ہے جیسے بڑھاپا old age، مٹاپا obesity ، لڑکپن teenage ، بچپن childhood ، دیوانہ پن highly Passion/ emotional/ mental health issues ۔ بچپنا childish/ childlike/immature behavior۔ جیسے کسی بڑی عمر کے آدمی کو بھی کسی نادانی پر کہتے ہیں کہ تمھارا بچپنا نہیں گیا۔ گنوار پنا backwardness۔

ک بڑھانے سے

4۔ کسی اسم یا فعل یعنی Noun or verb کے بعد ک بڑھانے سے اسم کیفیت بن جاتا ہے۔ جیسے ٹھنڈ سے ٹھنڈک، بیٹھ سے بیٹھک، اُٹھ سے اُٹھک وغیرہ۔ بیٹھک یعنی اجلاس اور گھر کا مخصوص کمرہ جہاں مہمان آکر بیٹھتے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ اس معاملے پر خاندان میں ایک بیٹھک ہوئی ہے یعنی ملاقات، مشورہ وغیرہ۔ مہمانوں کو بیٹھک میں بٹھائیں۔ یعنی drawing room / visitors room ۔

بعض صورتوں میں (اس) کا اضافہ کر دیں تو بھی اسم کیفیت بن جاتا ہے۔ جیسے میٹھا ایک اسم صفت ہے تو اس کا ی ختم کرکے (اس) کا اضافہ کرنے سے اسم بن جاتا ہے جیسے مٹھاس یعنی sweet/ sugary/politeness ۔ خوراک میں استعمال ہونے والی چیزوں کا میٹھا ذائقہ، گفتگو میں اپنائیت اور محبت و شفقت سے بھرپور لہجہ الفاظ وغیرہ۔ پیاس یعنی thirst/ longing بہت شدت سے پانی کی ضرورت ہونا اس کے علاوہ کسی کی حد سے بڑھی ہوئی یا دیرینہ خواہش کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے دولت کے لئے انسان کے دل میں جو پیاس ہے وہ خدا تعالیٰ کے رحم کے بغیر نہیں مٹتی۔ بیٹے کو برسوں بعد دیکھ کر ماں کی

آنکھوں کی پیاس بجھی۔ کھٹاس یہ بھی لیموں، املی یا ترش پھلوں کے ذائقے کو الفاظ میں بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

فارسی الفاظ کو اسم بنانا

1۔ ایسے فارسی الفاظ جن کے آخر پرہ آتا ہے جیسے بندہ، زندہ کے بعد ہ ہٹا کر گی کا اضافہ کرنے سے جیسے بندہ سے بندگی ۔ بندہ یعنی عبادت کرنے والا، عبد غلام، عاجز، خاکسار (بطور انکسار خود اپنے آپ کے لیے)، شخص، آدمی اور بندگی ایسے فرماں بردار انسان کی حالت ، خدا سے رشتہ۔ مبارک عظیم آبادی نے اس شعر میں بندگی کا خوب استعمال کیا ہے۔

؎ رہنے دے اپنی بندگی زاہد
بے محبت خدا نہیں ملتا

یعنی خالی رسمی پرستش سے، عبادت سے خدا تعالیٰ نہیں ملتا۔ محبت سے اس رشتہ کو استوار کرو۔

پھر زندہ سے زندگی، مرد سے مردانگی یعنی manliness /vigor /chivalry/ Masculinity وغیرہ۔ دیوانہ سے دیوانگی۔

2۔ بعض صفات کے آگے ی بڑھانے سے بھی اسم بن جاتے ہیں۔ جیسے گرم سے گرمی۔ مثلاً یہ دودھ گرم ہے ۔ آج بہت گرمی (گرم موسم) ہے۔ نرم Soft سے نرمی /politeness /kindness softness وغیرہ۔ جوان young or young age سے youth۔ روشن bright سے روشنی light/ brightness۔ اسی طرح سرد سے سردی، ادب سے ادبی وغیرہ۔

3۔ اسی طرح ش یا یش کا اضافہ کرنے سے بھی اسم بنتا ہے جیسے سوز جس کے معنی ہیں جلن، تپش اس سے بنتا ہے سوزش۔ علامہ اقبال کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

؎ دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے

یعنی دل میں کسی کے لئے درد، ہمدردی، محبت نہیں ہے اور نظر بھی ناپاک ہے اب کیا یہ بات قابل تعریف ہے کہ تم بیباک نہیں ہو۔ بیباک یعنی زبان دراز ہونا، حسب مراتب کا خیال نہ رکھنا۔ پس یہاں اقبال نے

سوز جس کے لغوی معنی جلن یا تپش کے ہیں انہیں معنوی صورت میں استعمال کیا ہے یعنی ہمدردی، احساس، محبت وغیرہ۔ سوز سے جو اسم بنتا ہے وہ ہے سوزش burning /inflammation جس کے معنی ناگواری، غُصّہ، درد انگیزی وغیرہ ہیں ۔ جدید اردو میں یہ لفظ زیادہ تر کسی بیماری یا چوٹ کے نتیجے میں جسم میں ہونے والی جلن یا سوجن کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

آنحضرت ﷺ کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاقِ فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقدِ ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے ۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا ضد اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ تخلقو باخلاق اللہ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔

(الحکم 10 اپریل 1902ء صفحہ 5 کالم نمبر 2)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

عظیم الشان: بڑی شان و شکوہ والا، بڑے مرتبے کا، بہت شاندار، بہت بڑا۔ یہ لفظ شُکُوہْ ہے shokoh اور اس کے معنی ہیں (شان و شوکت، حشمت، وقار، قوت)۔ اسی لفظ کا دوسرا تلفظ یعنی pronunciation ہے شِکْوَہْ shikwah یعنی کسی کے برے رویے پر احتجاج کرنا۔

کیا بلحاظ: کے مطابق، کے لحاظ سے، فلاں چیز کے حساب سے، حوالے سے، کی روشنی میں۔ According to

اخلاق: خُلُق' کی جمع ہے لیکن اردو میں واحد و جمع دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ عادتیں، خصلتیں، طور طریقے (اچھے یا برے) پسندیدہ عادتیں، اچھے طور طریقے ،صبر، شکر، رضا، حیا، صدق، ایثار، خلق، تواضع وغیرہ۔ Morals

اخلاقِ فاضلہ: انتہائی حد تک بہترین اخلاق۔ Excellence of morality

قوتِ قدسی: پاکی، نیکی، معصومیت کی انتہائی حالت جو ایک طاقت بن جائے۔وہ روحانی طاقت جو خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نازل ہو۔

عقدِ ہمت: بلند حوصلگی، شجاعت، استقامت۔Unbreakable bond of loyalty and courage

تعلیم کی خوبی اور تکمیل: یعنی ایسی تعلیم جو ہر پہلو کا احاطہ کرے، ہر نئے سوال اور مسائل کا حل پیش کرے اور حل بھی ایسا ہو جو کوئی اور تعلیم پیش نہ کرسکے۔ Comprehensive Islamic philosophy

ہر پہلو میں چمکتے ہوئے: Excellent in every aspect of something

شواہد اور آیات: شاہد کی جمع یعنی گواہیاں، دلائل اور ثبوت ۔ آیت کی جمع یعنی نشان، معجزات۔Heavenly signs and evidence

غبی سے غبی: نادان، انتہائی کم عقل والا۔extremely weak in reasoning

بے جاضد: irrationally stubborn/ egoist unjustifiably taking a stance and sticking to it غیر عقلی و فکری رویہ، انا پرست، ہٹ دھرم۔

عداوت: enmity/ jealousy/ prejudice دشمنی، حسد، تعصب۔

(قسط66ب)

گزشتہ سے پیوستہ

گزشتہ چند ابواب سے اردو زبان میں اسمائے کیفیت Abstract Nouns بنانے کے طریقوں پر بات ہو رہی ہے۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ گزشتہ باب کا اختتام اُن الفاظ یا امر کے صیغوں پر ہوا تھا جن کے آخر پر ش یا یش کا اضافہ کرنے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں اور اسم کیفیت ایک وسیع اصطلاح ہے A grammatical term with a very general and wide range. تاہم اس کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہم اس کی تعریف پیش کرتے ہیں۔

اسمِ کیفیت

Nouns can name concrete things, although sometimes they might be intangible things, such as concepts, activities, or processes. Some might even be hypothetical or imaginary things. Such nouns are called abstract nouns.

اسما یعنی نام مادی چیزوں کے ہوتے ہیں جیسے انسان، گھر، سائیکل وغیرہ مگر بعض اوقات یہ ان چیزوں کے نام ہوتے ہیں جنہیں ہم نہ تو پکڑ سکتے ہیں نہ چھُو سکتے ہیں جیسے تصورات، نظریے، سرگرمیاں اور مختلف مراحل جیسے آزادی ایک تصور ہے جسے آپ چھُو تو نہیں سکتے پکڑ بھی نہیں سکتے مگر آپ جانتے ہیں کہ وہ ہے۔ اسی طرح ورزش، سازش، تربیت، تعلیم وغیرہ سرگرمیاں ہیں اور یہ بھی اسما ہیں۔ بعض اوقات تو محض فرضی یا تصوراتی چیزوں کے بھی نام ہوتے ہیں۔ جیسے بھوت Ghost آسیب وغیرہ۔

یش یا ش کا اضافہ کرنے سے

1۔اس طرح بننے والے اسما کی مثالیں یہ ہیں۔ سوزش۔ آزمایش۔ گردش۔ گزارش۔ مالش۔

اسی طرح (اک) کے بڑھانے سے بھی اسم بنتے ہیں جیسے خور سے خوراک اور پوش سے پوشاک وغیرہ۔

2۔اسم فاعل ایک ایسا اسم ہوتا ہے جو کسی پیشہ یا ہنر سے منسلک شخص کا نام ہو۔ایسے اسم مستقل بھی ہوتے ہیں جیسے استاد، طبیب وغیرہ مگر ضرورت کے تحت مزید اسما بنائے جاتے ہیں۔ والا لگانے سے بعض اسما بنتے ہیں جیسے رکھوالا Guard، گوالا Dairyman۔

ہار یا ہارا

ہار یا ہارا لگانے سے بھی اسم فاعل بنتا ہے اور اب کثرت استعمال سے محض **ر یا آرا اور آر** لگا دیا جاتا ہے اور بعض اوقات (ی) لگانے سے بھی ایسے اسم بنتے ہیں ۔ جیسے لکڑ ہارا woodcutter ، پن ہارا water carrier ، گھسیارا یعنی گھاس کاٹنے والا ، جانوروں کا چارا کاٹنے والا۔اس لفظ کو تمسخر یعنی مذاق اڑانے یا حقارت سے پکارنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پنسارا اور پنساری A vendor of drugs/ grocer۔ مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں کہ ہار سنسکرت زبان کے لفظ کارک سے بگڑ کر بنا ہے جس کے معنی ہیں آنے والا۔اسی طرح بنجارا paddler ، بھٹیارا یعنی بھٹی پر کام کرنے والا Baker ، سنار، سنارا goldsmith، لوہار blacksmith۔ ی لگانے سے جیسے کھلاڑی، پنساری وغیرہ۔

ایرا لگانے سے بھی اسم فاعل بنائے جاتے ہیں جیسے لٹیرا Looter، سپیرا snake charmer، گھیرا یعنی چاروں طرف سے گھیر لینا، محاصرہ کر لینا، کپڑے کے طول و عرض کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے Siege/ circumference۔ سویرا، پھیرا وغیرہ۔

3۔ بعض دیگر صورتیں مختصر بیان کرتے ہیں۔ یا کے اضافے سے جیسے گڈریا، گدڑیا، پڑیا، بڑھیا۔ ؤ کے اضافے سے جیسے کماؤ یہ ایک اسم صفت ہے یعنی ایسا noun جو بطور adjective کے استعمال ہوتا ہے جیسے کماؤ یعنی محنتی اور خوب کمانے والا، بکاؤ یعنی قابل فروخت یا ایسا انسان جو پیسوں کے لئے کچھ بھی کرتا ہو۔ جیسے کہتے ہیں کہ میں بکاؤ مال نہیں ہوں۔یعنی آپ مجھے لالچ دے کر خرید نہیں سکتے میں سچ پر قائم رہوں گا۔ یہ سب چیزیں بکاؤ ہیں۔یعنی بیچی جا رہی ہیں۔ہا سے اسم جیسے چرواہا، پرواہا (طباق کی شکل کا سلا اور بال

بھرا ہوا نمدہ جو پلنگ کے سرھانے کی طرف پایوں کے نیچے رکھتے ہیں(a kind of cushion)۔ وا سے بننے والے اسم جیسے جان لیوا یعنی لاعلاج، مہلک fatal، نام لیوا یعنی نام لینے والا، وارث an heir,, son, follower, devotee۔ کڑوا، پُروا یعنی مشرقی ہوا۔ اک سے جیسے تیراک swimmer۔ تا سے جیسے داتا، ماتا mother چھاتا umbrella، ناتا relation، کھاتا account /register۔ کڑ سے اسم بھلکڑ forgetful، بتنگڑ to amplify/ exaggerate an issue or word of mouth۔ پھکڑ یعنی بے سروپا باتیں کرنے والا، کنگال، ناشائستہ بات broke/ indecent language۔ نکڑ یہ اسم نوک کو مزید چھوٹا کر کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوتا اس کا ایک اور مطلب موڑ ہے جہاں گلی یا راستہ ختم ہوتا ہے یا مڑتا ہے Corner ۔ جھکڑ یعنی آندھی طوفان strong wind/ hurricane۔ اس کے علاوہ بعض فارسی علامتیں مثلاً گر ، گار، کار وغیرہ آخر پر لگانے سے بھی نئے اسما بنتے ہیں جیسے کاریگر skillful worker، خدمتگار servant/ helper/ assistant، مدد گار، دستکار craftsman۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ کی اصلاح نہایت وسیع اور عام اور مسلّم الطوائف ہے۔ اور یہ مرتبہ اصلاح کا کسی گزشتہ نبی کو نصیب نہیں ہوا۔ اور اگر کوئی عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کر سوچے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس وقت کے بت پرست اور عیسائی اور یہودی کیسے متعصب تھے۔ اور کیونکر ان کی اصلاح کی۔ صدہا سال سے نومیدی ہو چکی تھی۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھیے کہ قرآنی تعلیم نے جو ان کے بالکل مخالف تھی کیسی نمایاں تاثیریں دکھلائیں اور کیسی ہر یک بد اعتقادی اور ہر یک بدکاری کا استیصال کیا۔ شراب کو جو ام الخبائث ہے دور کیا۔ قمار بازی کی رسم کو موقوف کیا دُختر کُشی کا استیصال کیا اور جو انسانی رحم اور عدل اور پاکیزگی کے برخلاف عادات تھیں سب کی اصلاح کی۔ ہاں مجرموں نے اپنے جرموں کی سزائیں بھی پائیں۔ جن کے پانے کے وہ سزاوار تھے۔ پس اصلاح کا امر ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی انکار کر سکے۔

(نور القرآن نمبر 1۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 366 حاشیہ)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

مسلّم الطوائف: بین الاقوامی طور پر قوموں اور قبائل کی جانب سے تسلیم شدہ۔ یعنی جس بات کا بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا گیا ہو Internationally recognized and acknowledged۔

وسیع اور عام: سب میں پایا جانے والا، سب کو پہنچنے والا، جو کسی جگہ یا حلقے کے لیے مخصوص نہ ہو، سب میں جانا پہچانا۔comprehensive and common۔

عرب کی تاریخ کو آگے رکھ کے: In the context of Arabs' history

متعصب: biased/ jealous

صدہا: کئی سو سال For centuries

نومید: ناامید despair

ہریک: ہر ایک۔

نمایاں تاثیریں: واضح فرق، غیر معمولی اثرات، تبدیلیاں۔

استیصال: قلع وقمع، بیخ کنی، جڑ سے اُکھاڑ دینا۔

ام الخبائث: تمام برائیوں کی جڑ یا وجہ۔ بدیوں، گناہوں کی ماں۔ عام طور پر شراب کو کہا جاتا ہے۔ liquor / alcohol

قمار بازی: ایسا کھیل یا بازی جس میں شرط لگائی جائے، جُوا Gambling۔

موقوف: ترک کرنا، منسوخ کرنا، روک دینا۔Ceased

دخترکشی: بیٹی کو قتل کر دینے کا عمل۔

سزاوار: مستحق deserved to be punished or rewarded۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 نومبر 2022ء)

(قسط67)

یہ باب بھی اردو زبان میں اسما یعنی Nouns بنانے کے مختلف طریقوں سے متعلق ہے۔ یہ کسی بھی زبان کا ایک انتہائی اہم پہلو ہے اور اس میں مہارت حاصل کرنا ضروری بھی ہے اور مفید بھی اس لئے ہم اس باب کو تفصیل سے بیان کر رہے ہیں۔ اردو کی مستند کتابوں میں یہ باب بیان ہوا ہے مگر اس کا انداز خاصہ پرانا ہے لہذا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جدید اردو کے تقاضوں کو بھی مد نظر رکھا جائے اور ساتھ ساتھ انگریزی زبان کے ذریعے بھی وضاحت کی جائے۔

بر کا اضافہ کرنے سے

1۔ بعض الفاظ کے آگے بر کا اضافہ کرنے سے نئے اسما بن جاتے ہیں۔ جیسے رہبر یعنی رستہ دکھانے والا leader ۔ فنا کانپوری کا ایک شعر درج کرتے ہیں جو ترقی پذیر ممالک کے رہنماؤں پر حرف بہ حرف یعنی exactly صادر آتا ہے۔

؎اس طرح رہبر نے لوٹا کارواں
اے فنا رہزن کو بھی صدمہ ہوا

دلبر یعنی محبوب sweetheart / beloved۔ جگر مراد آبادی کہتے ہیں:

؎بیٹھے ہوئے رقیب ہیں دلبر کے آس پاس
کانٹوں کا ہے ہجوم گل تر کے آس پاس

یہاں گلِ تر سے مراد تازہ کھلا ہوا پھول ہے۔ بنیادی طور پر تَر کے معنی ہیں گیلا تاہم اسی سے اس کے معنی لئے جاتے ہیں شاداب، تازہ، رسیلا جیسے شیرے میں تر رس گلا، اسی طرح اس کا معنی ہے لتھڑا ہوا یعنی کسی

کپڑے یا ہاتھوں پاؤں پر کیچڑ یا خون یا گناہوں کی میل ہونا۔ جیسے کہتے ہیں کہ تمھارے ہاتھ معصوم لوگوں کے خون سے لتھڑے ہیں یعنی تم گناہگار یا مجرم ہو۔ اسی طرح بر سے بنتا ہے پیغامبر یعنی پیغام پہنچانے والا۔ منیر شکوہ آبادی کا بہت خوبصورت شعر درج کرتے ہیں جو ہستی باری تعالیٰ پر دلیل بھی ہے۔

؎ کبھی پیام نہ بھیجا بتوں نے میرے پاس
خدا ہیں کیسے کہ پیغامبر نہیں رکھتے

بان اور وان کا اضافہ

2۔ بان اور وان کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بنتے ہیں جیسے باغبان یعنی باغ کی دیکھ بھال کرنے والا، رہنما وغیرہ، گاڑی بان، کوچوان یعنی بگھی، فٹن یا تانگہ چلانے والا اسے سائیس بھی کہتے ہیں، نگہبان، بادبان یعنی sail / mast۔ اظہر فراغ کہتے ہیں:

بھنور سے یہ جو مجھے بادبان کھینچتا ہے
ضرور کوئی ہواؤں کے کان کھینچتا ہے

یعنی مشکلات سے نکلنے کے لئے جو اسباب غیب سے اچانک پیدا ہو جاتے ہیں تو انسان تسلیم کرتا ہے کہ یقیناً عِنان تقدیر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ عنان سے مراد ہے لگام، اختیار، کنٹرول۔ عنان ہی سے مزید بھی مرکب اسم بنتے ہیں جیسے عنان حکومت یعنی حکومت کا اختیار، عنان اقتدار یعنی حکومت کی باگ ڈور۔

مند کا اضافہ

3۔ مند کا اضافہ کرنے سے بھی اسمائے صفت بنتے ہیں جیسے دولتمند wealthy، حاجتمند Needy، احسان مند grateful، سلیقہ مند well organized and polite وغیرہ۔ پھر ور اور آور کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بنتے ہیں جیسے جانور، زور آور یعنی طاقت ور، بار آور یعنی پھل دینے والا، سرسبز، نتیجہ خیز productive / fertile۔ لفظ جانور کو شعر میں استعمال کرتے ہوئے الطاف حسین حالی کہتے ہیں:

؎ جانور آدمی فرشتہ خدا
آدمی کی ہیں سیکڑوں قسمیں

اس شعر میں سیکڑوں، سیکڑا کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ایک سو100 ۔ بعض لوگ اسے سینکڑوں بھی لکھتے ہیں تاہم حالی اور اقبال نے اسے سیکڑوں ہی لکھا ہے۔ خدا سے حالی کی غالباً مراد خدا نما ہونا ہے جسے فانی فی اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ اسی مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی روشنی میں آنحضرت ﷺ کا اعلیٰ اور بلند مقام یوں بیان فرمایا ہے۔

" آپؐ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو (جانوروں کی طرح جیسی قوم تھی ان کو) انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا (جانوروں کو انسان بنایا) اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔"

(خطبہ جمعہ 18/دسمبر 2015)

چی کا اضافہ

4۔ ترکی زبان کی علامت چی کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بنائے جاتے ہیں جیسے خزانچی Cashier، طبلچی drummer، بندوقچی gunman/ musketeers، باورچی butler، دیگچی cooking pot، چمچی spoon۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

فرقان مجید باوجود ان تمام کمالاتِ بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الہیٰ اور قابلِ خطاب حضرتِ عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریبی اس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دل آرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دم بدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی سچی پیروی سے ان مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو

محبوبانِ الٰہیٰ کے لئے خاص ہیں اور ان ربانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہو گیا ہے جن سے وہ کامل ایمان دار بہرہ یاب تھے جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 528-529)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنیٰ:

کمالاتِ بلاغت وفصاحت: کمال کی جمع ہے کمالات یعنی انتہائی درجہ تک ترقی یافتہ۔ بلاغت و فصاحت کا مطلب ہے خوش بیانی، خوش کلامی ، کمال تک پہنچا ہوا کلام ۔ Eloquence and fluency of speech

احاطۂ حکمت و معرفت: دانائی، فہم اور ادراک کو ہر پہلو سے اپنے اندر رکھنا۔ Full of wisdom and insight

باوجود: یعنی قرآن مجید محض عقل و دانائی، فہم و ادراک ہی عطا نہیں کرتا جیسے دیگر فلسفے بھی کسی حد کرتے ہیں بلکہ روح کی پرورش بھی کرتا ہے۔Despite

روحانی تاثیر: انسانی روح پر اثر انداز ہونے کی بھرپور صلاحیت۔

سچا اتباع: سمجھ بوجھ کے ساتھ کسی تعلیم پر عمل کرنا، نیز اس تعلیم پر صرف رسمی عمل نہ ہو بلکہ پورے فہم کے ساتھ عمل ہو۔

مستقیم الحال: یعنی انسان کو پیچیدگیوں سے پاک کرتا ہے اور سچائی تک اسے رسائی دیتا ہے۔یعنی ان عوامل سے بچاتا ہے جو انسان کی توجہ کو بھٹکا دیتے ہیں straightforwardness/ able to avoid deviation in research and exploration of truth

منورالباطن: انسان کو اندر سے بھی روشن کرتا ہے۔یعنی ایسا علم جو انسان کے اپنے اندر کی تاریکی کو بھی مٹا ڈالتا ہے۔enlightened/ spiritually aware

منشرح الصدر: فہم و ادراک میں انتہائی وسعت پیدا کردیتا ہے۔ /open-mindedness impartial and unbiased/ open

مقبولِ الٰہیٰ: اللہ تعالیٰ کا پیارا بناتا ہے۔

قابل خطاب حضرت عزت: اس قابل بناتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے۔

انوار، فیوض غیبی، تائیدات لاریبی: نور کی جمع، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی صلاحیتں ملتی ہیں جن کی پہلے نہ خبر ہوتی ہے نہ وہ پہلے اس میں موجود ہوتی ہیں، خدا تعالیٰ کی ایسی مدد ملتی ہے جو ہر شک و شبہ اور خوف سے پاک ہوتی ہے۔

اغیار: وہ لوگ جو قرآن مجید سے دور ہیں۔

حضرت احدیت، دل آرام، دم بدم: اللہ تعالیٰ جو ایک ہے، دل کو تسلی و اطمینان دینے والا، مسلسل۔

بہرہ یاب: جس نے اپنا حصہ پالیا ہو، خوش نصیب۔

ربانی خوشنودی: خدا تعالیٰ کی رضا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 24 نومبر 2022ء)

(قسط68)

متفرق موضوع

یہ باب متفرق مگر ایسے مختصر موضوعات پر مشتمل ہے جو اہم بھی ہیں اور بعض لحاظ سے اردو زبان بولنے والوں کے لئے مشکلات بھی پیدا کرتے رہتے ہیں۔

1۔ ضمیر اشارہ یعنی Possessive and objective cases of pronouns کا درست استعمال

انگریزی زبان کے برعکس اردو زبان جنس کے لحاظ سے ضمیروں میں فرق نہیں کرتی بلکہ اس فرق کو واضح کرنے کے لئے حرف ربط استعمال کئے جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں prepositions کہا جاتا ہے اور ان حروف ربط کو بھی اپنے سے بعد آنے والی شے یا شخص کی جنس کے مطابق استعمال کرتے ہیں جیسے مذکر کے لئے اِس یا اُس کے ساتھ حرف ربط کا استعمال ہوتا ہے جیسے اِس کا یا اُس کا، جیسے وہ میرا بھائی ہے اُس کا نام اکبر ہے۔ یہاں لفظ نام مذکر ہے اس لئے کا استعمال ہوا ہے لیکن اگر کہیں یہ میرا بھائی ہے یہ اِس کی کتاب ہے۔ اب یہاں کتاب مونث ہے اس لئے اِس کی استعمال ہوا ہے، یہ میری بہن ہے اِس کا نام فاطمہ ہے یہ اِس کی کتاب ہے اور یہ اِس کا بیگ ہے۔ جیسے انگریزی میں عورت کے لئے She / her / her ہے اور مرد کے لئے He/his/him ہے لیکن اردو میں دونوں کے لئے اس، اس کا، اس نے، اس کو وغیرہ آتا ہے۔ ایک اور الجھن یہ ہوتی ہے کہ اُس ہے یا اِس ہے۔ سادہ الفاظ میں جب آپ بات کر رہے ہوں یا خطاب کر رہے ہوں یا بآواز بلند اسکول یا مسجد میں یا کسی محفل میں کوئی تحریر پڑھ کر سنا رہے ہوں تو اس

سوال کا جواب کہ آپ اِس کہیں گے یا اُس یہ ہے کہ آپ کو تحریر کا سیاق و سباق یعنی context and reference یاد رکھنا ہو گا۔ سیاق و سباق سے کیا مراد ہے اس کو ہم مزید واضح کرتے ہیں۔ سیاق و سباق سے مراد ہے کہ تحریر کا زمانہ یعنی tense کیا ہے۔ ماضی ہے یا حال یا مستقبل۔ جیسے اگر ماضی ہے تو جس کی بات ہو رہی ہے وہ وقت اور مقام دونوں کے لحاظ سے آپ سے دور ہے اور دور کے لئے اُس کی ضمیر استعمال ہو گی کیونکہ وہ آپ کے قریب نہیں ہے۔ جیسے ہمارے گاؤں میں ایک درخت تھا اُس پر بہت پرندے بیٹھتے تھے۔ لیکن اگر زمانہ ماضی ہے مگر ماضی کے دو کردار آپس میں بات کر رہے ہیں تو اِس کی ضمیر بھی آسکتی ہے کیونکہ وہ دونوں آپ سے دور ہیں مگر ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ جیسے ایک بچہ تھیلا لئے جارہا تھا ایک راہگیر نے اُس سے پوچھا کہ اِس تھیلے میں کیا ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پہلی ضمیر اُس ہے کیونکہ وہاں بیان یعنی narration آپ کی ہے اور وہ بچہ آپ سے دور ہے پھر دوسری ضمیر اِس ہے کیونکہ وہ بچہ اور اُس کا تھیلا اُس راہگیر کے قریب ہے جو سوال کر رہا ہے۔ اس لئے اُس نے کہا کہ اِس تھیلے میں کیا ہے۔ زیادہ تر مقررین کو الجھن اُس وقت ہوتی ہے جب وہ یہ نہیں سمجھ پاتے کہ بات کون کر رہا ہے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا اُس کے چہرے پر فکر و پریشانی تھی۔ بادشاہ نے ایک دوسرے شخص سے کہا کہ اِس کی مدد کرو۔ پہلی ضمیر اُس ہے کیونکہ بات آپ کر رہے ہیں یا وہ کر رہا ہے جو جس نے لکھا ہے۔ دونوں ہی ماضی کے ان کرداروں سے دور ہیں مگر جب بادشاہ نے کہا کہ اِس کی مدد کرو تو اِس آیا ہے کیونکہ بادشاہ اُس آدمی کے قریب ہے۔ پھر بادشاہ نے سپاہی کو حکم دیا کہ جس شخص نے اِس کو نقصان پہنچایا ہے اُس کو بلا کر لاؤ۔ بعض اوقات دو ایسی چیزوں یا اشخاص جو وقت اور جگہ کے لحاظ سے قریب ہوں، میں تفریق یعنی difference یا تمیز یعنی distinction کرنے کے لئے اِس اور اُس کی ضمیر استعمال ہوتی ہے۔ جیسے مجھے بتاؤ آپ کو اِس بچے نے مارا ہے یا اُس نے۔ یہاں دونوں ہی بچے نزدیک ہیں اور سامنے ہیں مگر ضمیر کا فرق کیا گیا ہے۔ پھر جیسے یہ اِس کتاب میں ہے لکھا ہے یا اُس میں تم اسے چھوڑو اپنی بات کرو۔ انسان اس دنیا میں ہو یا اُس دنیا میں کام اعمال ہی آتے ہیں۔ پھر جیسے قائداعظم کی بہت مخالفت ہوئی مگر انھوں نے اُس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ یہاں مخالفت کیوں کے ماضی میں ہوئی اور اب دور کی بات ہے اس لئے ضمیر اشارہ دور یعنی اُس استعمال ہو گی۔ یہ کہنا غلط ہو گا کہ انھوں نے اِس کا بھرپور مقابلہ کیا۔ ایک

بار قائد اعظم اپنی داڑھی صاف کر رہے تھے۔ ایک بچے نے پوچھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ داڑھی صاف کر رہا ہوں۔ بچے نے کہا کہاں پر انھوں نے کہا منہ پر جس پر بچے نے کہا کیا آپ کے دو منہ ہیں۔ قائد اعظم کہتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی نے ایسا لاجواب نہیں کیا جیسا اُس بچے کی اِس بات نے کیا۔ یہاں ہم نے اِس بات نے کہا ہے کیونکہ بات پر زور دے کر اسے واضح کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ہم کہتے ہیں اس آدمی کی یہ بات سن کر میرا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ یعنی شدید حیرت ہوئی۔ یہاں بھی بات پر زور ہے یعنی یہ کہنا کہ 'اُس آدمی کی وہ بات سن کر' غلط ہوگا۔۔ پس ہم نے سادہ الفاظ میں وضاحت کی ہے کہ یہ بات یقینی بنانے کے لئے کہ ہم صحیح ضمیرِ اشارہ استعمال کر رہے ہیں ہمیں مضمون کا سیاق یعنی context اور سباق یعنی بعد میں آنے والے فقرات وغیرہ کے ساتھ ساتھ تحریر کا منطقی ڈھانچہ، زیروبم، جذبات وغیرہ کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔ یہ بھی دیکھنا ہوگا اور سمجھنا ہوگا کہ اِس یا اُس جملوں میں بعض دیگر کردار بھی ادا کر رہے ہوتے ہیں اس بات کی وضاحت ہم انگریزی کی مدد سے کریں گے۔

اِس بمعنی this

اس کھیل میں، اِس زمانے میں، اِس مرض میں وغیرہ یہاں اِس کا مطلب ہے یہ والی یعنی in this game, era, disease۔

اُس بمعنی that

اُس زمانے میں، اُس حادثے میں، اُس وبا میں وغیرہ۔ یہاں اُس کا مطلب ہے in that age, catastrophe, pandemic۔

اِس بمعنی such a / like/so

وہ اِس تیزی سے بھاگا he ran so fast/ ran in such a rush۔ وہ جنگ میں اِس بہادری سے لڑا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ پس یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اِس اور اُس کے صحیح استعمال کا طریقہ مطالعہ کرنے سے آتا ہے۔

بعض ایسی صورتیں بھی ہوتیں ہیں جبکہ کوئی شخص یا چیز آپ سے دور ہو مگر آپ اِس کی ضمیر استعمال کرتے ہیں کیونکہ آپ حیرت، حقارت یا خوف وغیرہ کی وجہ سے کسی چیز یا شخص یا گروہ کو مخصوص کرتے ہوئے

اُس پر زور دیتے ہیں۔ جیسے کیا تم نے پولیس والے پر اعتماد کیا، جب تم اِس پیشے کے لوگوں سے ملو تو احتیاط کرو۔ کبڈی کھیلو گے تو چوٹ تو لگے گی نا تمھیں کہا بھی تھا کہ اِس کام سے باز آجاؤ۔ تم اِس نوکری سے بھلا کیا کماتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی ان تمام محبتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلّق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرائے میں بیان کر سکتا ہے۔ اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاقِ فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں۔ اور جب سے کہ آفتابِ صداقت ذات بابرکات آنحضرت ﷺ دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبولؐ سے مدارجِ عالیہ مذکورۂ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ اس قدر اُن پر پے در پے اور علی الاتصال تلطفات اور تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمایتیں اور عنایتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظورانِ نظر احدیت سے ہیں جن پر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضلِ یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب و غریب سے ممتاز ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 528-530)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

نہ صرف مقال بلکہ حال: صرف نظریاتی یا فلسفیانہ یا منہ کی باتوں کی حد تک نہیں بلکہ حقیقی اور عملی طور پر:

Not only theoretical or verbal but practical and concrete.

صافی چشمہ: پاکیزہ، صاف وشفاف پانی، روحانی تاثیرات۔

A pure and pious source of love and spirituality.

پُر صدق: سچائی سے بھرپور filled with truth

تعلق باللہ: اللہ تعالیٰ سے تعلق۔

منشرح سینہ: یقین اور اطمینان کے باعث حاصل ہونے والی فراخ دلی اور رضا۔ Satisfied heart and agreed mind

مثال کے پیرائے میں: کسی مثال کی صورت میں To explain through an example

اخبارِ غیبیہ: ایسی خبریں جو کسی علم میں نہ ہوں۔ غیب میں ہوں۔ Information about unseen

علوم و معارف: علم کی جمع، گہری بصیرت اور فہم وادراک۔

پیرایہ میں: شکل میں In the form of

پرتوہ: اسے عام طور پر (ہ) کے بغیر لکھتے ہیں، سایہ، اثر، رنگ، روشنی وغیرہ یہاں مراد ہے اثر انداز ہونا۔ Shadow, reflection impact

سلسلہ وار: ایک تواتر سے، درجہ بہ درجہ In a sequence

آفتابِ صداقت ذاتِ بابرکات: سچائی کا سورج اور برکتوں والی شخصیت یعنی آنحضرت ﷺ۔

اسی دم سے: محاورہ ہے یعنی اسی وقت سے ویسے دَم کا معنی ہے سانس۔

ہزارہا نفوس: ہزار کی جمع ہے، یعنی انگنت لوگ

متابعت کلام الٰہی: قرآن مجید کی تعلیم پر عمل کرنا۔

مدارج عالیہ مذکورہ بالا: یعنی روحانی ترقی کے وہ مقامات جو اس تحریر میں پہلے یا اوپر بیان ہوئے ہیں۔ اسی طرح وہ بات یا نکات جو تحریر میں آگے آرہے ہوں ان کے لئے مندرجہ ذیل یعنی جو نیچے یا آگے لکھا جائے آتا ہے۔ اوپر اور نیچے صفحے پر بیان کی جگہ کو بتانے کے لئے کہا جاتا ہے۔

علی الاتصال: لگاتار، مسلسل consecutively۔ تلطافات: تلطف کی جمع یعنی مہربانی، عنایت، لطف و کرم۔ Favoring۔ تفضلات: عنایت، مہربانی، بخشش، فضل۔

وارد کرنا: نازل کرنا، عطا کرنا۔

صافی: صاف، پاک، کھرا، بے ریا، بے داغ۔ صافی نگاہ یعنی افراط و تفریط سے پاک، جن میں کوئی تعصب، حسد یا جانبداری نہ ہو۔ impartial, unbiased, pure

منظورانِ نظر احدیت: خدائے واحد کی نگاہوں میں پیارے اور محبوب ہیں۔

لطفِ ربانی: خدا تعالی کا کرم، تائید حق، ربانی خدا تعالیٰ کی صفت رب کی طرف منسوب ہونا۔

فضل یزدانی: کرم، فضیلت، احسان، زیادتی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ یزدانی یعنی خدا تعالیٰ۔

جلیل القدر پیرایہ: بڑے مرتبے والا انداز، روش۔

صریح: صاف، واضح، ظاہر و باہر۔

انعامات خارق عادت: غیر معمولی انعامات جو عام انسانوں کو نہیں ملتے۔

سرفراز: معزز کرنا۔

کرامات عجیب و غریب: کرامت یعنی معجزہ کی جمع ایسے کام جو انسان کی طاقت سے باہر ہوں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہوں جو لوگوں کو بہت حیران کر دیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01 دسمبر 2022ء)

(قسط 69)

اماله Declension

اس سے قبل کے ہم اپنے سلسلہ وار ابواب کی طرف لوٹیں ایک اور ایسے معاملے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں جو کثرت سے استعمال ہوتا۔ یہ معاملہ ہے اماله۔

اردو گرامر کے اس اصول کے مطابق بعض مخصوص صورتوں میں گفتگو یا تحریر کی روانی کو قائم رکھنے کے لئے الفاظ کی شکل بدل دی جاتی ہے۔ جیسے ایسے الفاظ جن کے آخر پر الف ہو یا کسی لفظ کی آخری آواز الف سے ملتی جلتی ہو جیسے لفظ جلسہ کے آخر پر الف نہیں ہے مگر آخری آواز الف کی ہی ہے تو ایسے الفاظ کے آخری حرف کو ہٹا کر (ے) لگا دیتے ہیں ۔ جیسے بجائے یہ کہنے کے کہ جلسہ پر ہزاروں مہمان آئے اس کو بدل کر یہ کہیں گے کہ جلسے پر ہزاروں لوگ آئے۔

مزید امثال: لڑکا نے کہا کی بجائے لڑکے نے کہا۔ گھوڑا نے دوڑ لگائی کی بجائے گھوڑے نے دوڑ لگائی۔ کتا نے کاٹا کی بجائے کتے نے کاٹا۔

الف یا الف جیسی آواز

1۔ لفظ کے آخر پر الف ہو یا ایسے الفاظ ہوں جو الف جیسی آواز دیتے ہوں جیسے ہ اور ع جیسے جلسہ، بچہ، انڈہ، پھندہ، گندہ، جمعہ، موقع، واقعہ، مسٔلہ، تنازع، وغیرہ اور اگر ایسے الفاظ کے بعد کوئی حرف ربط یعنی preposition آئے تو آخری الف، ہ اور ع وغیرہ کو (ے) سے بدل دیتے ہیں۔ جیسے وہ جلسے پر آئے۔ انڈے کا حلوہ۔ بچے کا سکول وغیرہ۔

مونث الفاظ

2۔ **اصول نمبر 1 کا اطلاق** صرف مذکر الفاظ پر ہوتا ہے۔ مونث کا امالہ نہیں ہوتا۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اردو میں اکثر مونث الفاظ کے آخر پر (ی) آتی ہے۔ جیسے گھوڑی، ہتھوڑی، لڑکی، بچی، نلکی۔ تاہم اگر ایسا نہ بھی ہو اور مونث لفظ کے آخر پر الف بھی ہو تب بھی اس کا امالہ نہیں کرتے کیونکہ وہ مونث ہوتا ہے جیسے بندریا، کتیا وغیرہ۔

شہر اور جگہ

3۔ **اصول نمبر ایک کا اطلاق** مشہور شہروں اور جگہوں پر بھی ہوتا ہے تاہم جدید اردو میں اس کا استعمال بہت کم ہے یا محض غیر رسمی بول چال تک محدود ہو گیا ہے۔ مثلاً جدید تحریر و تقریر میں سرگودھا کو سرگودھے وغیرہ نہیں لکھا اور کہا جاتا۔ تاہم اس اصول کے مطابق ایسے تمام شہروں اور جگہوں کے ناموں کا امالہ کیا جاسکتا ہے جن کے آخر پر الف، ہ، ع وغیرہ آتے ہیں جیسے مکہ، مدینہ، سرگودھا، آگرہ، کوئٹہ، بصرہ، ڈھاکہ وغیرہ کی امالہ کرنے کے بعد شکل بدل جاتی ہیں۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ جدید اردو میں فلاں اصول کا استعمال نہیں ہو رہا یا بہت ہی کم ہو رہا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ غلط ہے اور وہ صحیح ہے بلکہ اس محض یہ مطلب ہوتا ہے کہ زبان کا بھی ایک ارتقائی سفر ہے جس میں بہت کچھ نیا شامل ہوتا ہے اور بہت کچھ ترک کر دیا جاتا ہے۔ ہمارے احمدی کلچر اور معاشرے میں بھی ربوہ کو ربوہ ہی کہا جاتا ہے۔ بہت ہی کم لوگوں کو ربوے کہتے سنا ہے اور لکھا تو بلکل نہیں جاتا۔ خاکسار کا مشاہدہ ہے کہ امالہ زیادہ تر اسم نکرہ یعنی Common nouns کا کیا جاتا ہے۔ جیسے لڑکا، کتا، بلا وغیرہ جبکہ اسم معرفہ یعنی Proper Nouns کا امالہ بہت ہی کم دیکھنے میں آتا ہے۔ جیسے رانا کو بلاؤ کی بجائے کہا جاتا ہے رانے کو بلاؤ۔

ملک اور براعظم

4۔ ملکوں اور براعظموں کے ناموں کا امالہ نہیں کیا جاتا۔ جیسے مثال کے طور پر برطانیہ، امریکا، افریقہ، کینیا، کینیڈا، سری لنکا، آسٹریلیا، کوریا، چائنا، ارجنٹینا، البانیہ، بوسنیا، چیچنیا، سربیا، وغیرہ مذکر بھی ہیں اور ان کے آخر میں الف یا ہ بھی آتی ہے، لیکن اس کے باوجود ان کا امالہ نہیں کیا جاتا، کیوں کہ اردو تہذیب کا حصہ نہ ہونے کے باعث ان کا امالہ لسانی حسن اور روانی کو نقصان پہنچائے گا۔ اردو تہذیبی دنیا سے مراد ہندوستان،

پاکستان اور مشرقِ وسطیٰ کے شہر ہیں جن سے ہمارے مذہبی اور ثقافتی روابط ہیں۔ وہ شہر یا جگہیں، جن کا تعلق اردو تہذیبی دنیا سے نہیں ہے، ان کا امالہ بھی نہیں کیا جاتا۔ اس اصول کے تحت کیلیفورنیا، کیرولائنا، فلاڈیلفیا، منیلا، آٹووا، انقرہ، بارسلونا، کینبرا، ایڈنبرا، وغیرہ کا امالہ نہیں کیا جائے گا۔

واحد جمع کا صول

5۔ وہ الفاظ جن کی واحد اور جمع ایک ہی لفظ سے ادا ہوتی ہے ان کا امالہ بھی نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر فصیح اردو میں ابا، دادا، چچا، پھوپھا، دیوتا، راجا، وغیرہ کی جمع نہیں بولی جاتی، اس لیے ان کا امالہ بھی نہیں ہوتا۔ البتہ بعض صورتوں میں تنقید کرنے، طنز کرنے یا حقارت وغیرہ کے لئے بعض رشتوں کا امالہ کی جاتا ہے۔ جیسے تمھارے ابے کا قصور ہے۔ یہاں ابا کا امالہ باپ کو ملزم کرنے کے لئے تنقیدی انداز میں کیا گیا ہے اور غیر تہذیبی انداز گفتگو ہے۔

آخری بات

ایک آخری بات جو اس پہلے بھی الفضل میں شائع امالہ کے موضوع پر شائع ہونے والے مضمون میں شائع ہو چکی ہے یہ ہے کہ جب گفتگو یا بول چال میں امالہ کیا جائے تو پھر اسے لکھا بھی اسی طرح جائے۔ کیونکہ درست وقت پر اصول کے مطابق امالہ کرنے سے حسن تحریر و تقریر میں اضافہ ہوتا ہے اور روانی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے جمعہ کی نماز میں خوب حاضری تھی کی بجائے جمعے کی نماز میں خوب حاضری تھی زیادہ موزوں ہے۔ تاہم اگر مضاف استعمال کریں جیسے نمازِ جمعہ میں خوب حاضری تھی تو امالہ نہیں کریں گے۔ بہر حال جمعہ ایک اسم معرفہ بھی ہے کیونکہ یہ ہفتے کے ایک دن کا نام ہے تو اس لئے جہاں یہ اسم معرفہ ہو وہاں امالہ نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ جیسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ کے روز نشر ہو گا۔ جلسہ سالانہ جمعہ، ہفتہ، اتوار تین دن ہو گا۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ اسم معرفہ جب جملے کے آغاز میں آئے تو بعض صورتوں میں اس کا امالہ کیا جاتا ہے۔ جیسے جمعے کو تہجد ہو گی۔ ہفتے کو عالمی بیعت ہو گی۔ لیکن یہ انسانوں اور جگہوں کے ناموں کے ساتھ عام طور پر نہیں کیا جاتا۔ جیسے سرگودھا کے مالٹے بہت مشہور ہیں۔

بعض مزید مثالیں:

بچہ: بچے نے دودھ پیا یا نہیں۔ تو یہاں بچہ کے بعد حرفِ ربط نے آیا ہے اس لئے امالہ ضروری ہے۔ جیسے بچہ نے دودھ پیا موزوں نہیں۔ ایک اور مثال دیکھیں اِس بچے نے شرارت کی ہے۔ چھوڑیں جانے دیں بچہ ہے۔ تو بچہ کے بعد جب حرفِ ربط نہیں آیا تو بچہ موزوں ہے۔ میرے ساتھ بس ایک بچہ جائے گا، فیصلہ کرلو کس بچے نے جانا ہے۔ سایہ: درخت کا سایہ بہت گھنا ہے۔ آپ سائے میں بیٹھ جائیں۔ یہاں بھی سایہ کے بعد حرفِ ربط میں آیا ہے تو امالہ ہو گیا۔

نتیجہ

امالہ کے بارے میں تفصیلی گفتگو کے بعد ہم مندرجہ ذیل نتائج پر پہنچتے ہیں۔ امالہ عام طور پر اسم نکرہ یعنی Common Nouns کا کیا جاتا ہے جیسے بچہ، سایہ، جلسہ وغیرہ۔ اسم معرفہ کا امالہ انسانوں کے ناموں کا بلکل نہیں کیا جاتا۔ ایسے ملکوں، شہروں یا جگہوں کے ناموں کا بھی نہیں کیا جاتا جن کا اردو زبان، تہذیب اور کلچر سے گہرا تعلق نہیں ہے جیسے مغربی ممالک، شہر، جگہیں وغیرہ۔ نیز اردو زبان والے علاقوں کا امالہ بھی غیر رسمی گفتگو میں ہی سنائی دیتا ہے رسمی گفتگو اور تحریر میں نہیں کیا جاتا۔ جیسے عام بول چال میں گوجرہ کو گوجرے، سرگودھا کو سرگودھے، آگرہ (ہندوستان کا شہر) کو آگرے وغیرہ کہا جاتا ہے لیکن رسمی، ادبی، قانونی زبان میں ایسا نہیں کیا جاتا یا کم از کم موجودہ اردو میں نہیں کیا جاتا۔ آخری نکتہ یہ کہ جہاں سب اصول موجود بھی ہوں وہاں امالہ کرنا یا نہ کرنا مقرر یا مصنف کی صوابدید یعنی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت مصلح الموعودؓ نے اپنی تحریر و تقریر میں لفظ عرصہ کو عرصے اور موقع کو موقعے میں تبدیل نہیں کیا۔ تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیگر جگہوں پر آپؓ نے امالہ کیا ہو۔ پس بات کا مقصد یہ ہے کہ امالہ کا دارمدار مقرر و مصنف کی مرضی، تحریر و تقریر کی روانی و حسن وغیرہ پر منحصر ہے۔ تھوڑے **عرصہ** میں۔ لمبے **عرصہ** تک

(خطبات شوریٰ جلد 2 صفحہ 160-161)

تو مومن کو اپنی کوششوں میں سے ایک خانہ خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑنا ضروری ہوتا ہے۔ درحقیقت سچی بات یہ ہے کہ مومن کبھی بھی ایسے **موقع** پر نہیں پہنچتا، اور دراصل کوئی شخص بھی ایسے **موقع** پر نہیں

پہنچتا، جس کو اس دنیا میں کامل موقع کہا جا سکے۔ یعنی یہ کہا جا سکے کہ اب کوئی رستہ کمزوری کا باقی نہیں رہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ مومن سمجھتا ہے ابھی کامیابی کا راستہ ہے، لیکن غیر مومن سمجھتا ہے اب کوئی راہ نہیں۔

(خطبات شوریٰ جلد2 صفحہ 188)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 دسمبر 2022ء)

(قسط70)

اسمائے آلہ Names of tools

اب ہم دوبارہ اس موضوع کی طرف لوٹ رہے ہیں جس پر گزشتہ کئی ابواب سے بحث جاری ہے۔ ہم اردو زبان میں چیزوں ، رویوں ، عادتوں، کیفیتوں ، جذبات و احساسات کے نام بنانے کے طریقوں پر بات کررہے تھے پس اسی موضوع کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔

یہ عام طور پر افعال یعنی verbs سے بنائے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ آلات یعنی Tools کا تعلق کام یا عمل یعنیwork and actionسے ہے۔

نا۔نی۔ن کا اضافہ

1۔پس اردو زبان میں فعل کے بعد اگر نی،نا،ن کا اضافہ کر دیں تو اسمائے آلہ بن جاتے ہیں۔ جیسے دھونکنا ایک مصدر ہے یعنی infinitive جس کا مطلب ہے آگ بھڑکانا یا سلگتی ہوئی آگ کو ایندھن یا ہوا کی مدد سے خوب تیز کرنا۔ تو اس سے اسم آلہ بنے گا

دھونکنیBellows۔ یہ ایک چمڑے کا تھیلا ہوتا ہے جس کے آگے دھاتی نال ہوتی ہے جس کے ذریعے آگ کو ہوا دی جاتی ہے۔ اسی کام کے لئے لوہے یا دھات کی ایک نال یا پائپ بھی استعمال ہوتی ہے جسے پھونکنی کہا جاتا ہے اس میں براہ راست یعنی direct منہ سے پھونک ماری جاتی ہے۔

بیلن: روٹی وغیرہ کو پھیلانے کے لئے استعمال ہونے والا لکڑی یا دھات کا گول اوزار۔ **بیلنا** **Sugarcane crusher**۔

چھلنی یا چھننی اور اب بگڑ کر چھانی یا چھاننی ہو گیا ہے اس کو انگریزی میں Sieve کہتے ہیں اور یہ کسی چیز سے ایسا مادہ الگ کرنے یا فلٹر کرنے کے کام آتی ہے جو بے کار ہو یا اس کی نوعیت یا استعمال مختلف ہو۔ جیسے چائے کی کھلی پتی کو چائے بن جانے کے بعد چھاننی سے چھان لیا جاتا ہے یعنی الگ کر دیا جاتا ہے، اسی طرح گندم کے آٹے کو چھانا جاتا ہے تاکہ گندم کا ایسا بُور یا چھلکا الگ کیا جا سکے جو پسنے میں بچ گیا ہو۔

یل

ایک اور صورت اسم بنانے کی یہ بھی ہے کہ کسی اسم کے بعد یل کو اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ناک سے نکیل noseband / Cavesson یعنی کسی جانور کی ناک کے نتھنے کو چھید کر اس میں ایک چھوٹی سی چوبی میخ، لکڑی یا لوہے کی کیل ڈال کر اس میں رسی باندھ دیتے ہیں تاکہ جانور قابو میں رہے۔ اسی طرح کھپرا A kind of tile سے کھپریل Shingle وغیرہ۔

2۔ بعض فارسی الفاظ کے بعد ہ کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بن جاتے ہیں۔ جیسے دست یعنی ہاتھ سے دستہ یعنی ہینڈل چھری یا کلہاڑی وغیرہ کے ساتھ لگا ہوا لکڑی کا وہ حصہ جس سے اسے پکڑتے ہیں۔ چشم یعنی آنکھ سے چشمہ یعنی عینک یا زمین سے پانی نکلنے کی جگہ۔ روش صدیقی صاحب نے کیا خوب کہا ہے:

اُردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے
وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زباں آئی

پس چشمہ کا ایک مطلب ذخیرہ بھی ہے۔ جیسے کہتے ہیں معرفت کا سرچشمہ وغیرہ۔

آنہ

اسی طرح فارسی الفاظ کے آخر پر آنہ کا اضافہ کرنے سے بھی نئے اسما یعنی nouns حاصل ہو جاتے ہیں جیسے انگشت یعنی انگلی سے انگشتانہ thumbstall انگشتانہ ایک خول ہوتا ہے جو چوٹ یا سوئی سے حفاظت کی

خاطر درزی، کڑھائی کرنے والے یا تیر انداز شہادت کی انگلی یعنی index finger یا انگوٹھے پر پہنتے ہیں۔
دستانہ یعنی glove یہ عام فہم ہے اور دست کے بعد آنہ لگانے سے بنا ہے۔

اسمائے ظرف

یہ ایسے اسما ہوتے ہیں جو وقت اور جگہ کے معنی دیتے ہیں۔ اگر جگہ کے معنی دیں تو انہیں اردو میں ظرفِ مکان کہتے ہیں اور اگر وقت کے معنی دیں تو ظرفِ زمان کہتے ہیں۔

یہاں ہم یہ دیکھیں گے کہ اس طرح کے نام یا اسما بنانے کا کیا طریقہ ہے۔

ا۔ بارہ، وارا، واری کا اضافہ کرنے سے جیسے امام باڑہ اسے امام یا امام بارہ بھی کہتے ہیں یعنی امام کے رہنے کی جگہ شیعہ فرقہ یہ عمارت حضرت امام حسینؓ کی یاد میں بناتے ہیں، گردوارہ سکھوں کا مقدس مقام جہاں ان کی مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب کی تلاوت کی جاتی ہے، پھلواری یعنی چھوٹا سا باغ کیاری وغیرہ۔ ایسے کپڑوں کو بھی کہتے ہیں جن پر پھول بوٹے بنے ہوں۔

ب۔ ستان کا اضافہ کرنے سے بھی اسما بنتے ہیں۔ جیسے پاکستان، افغانستان، راجھستان وغیرہ۔

ج۔ لہ کو اضافہ کرنے جیسے ہمالہ، سانگلہ، جنگلہ وغیرہ۔

د۔ ال کا اضافہ کرنے سے بھی اسم بنتے ہیں جیسے سسرال، ننہیال، ددھیال وغیرہ۔

ہ۔ سال اور سالہ کے اضافے سے جیسے ٹکسال mint روپیہ پیسہ بنانے کا کارخانہ۔ دھرم سالہ یعنی charitable institution۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اسی طرح ہر ایک شخص کا اپنے مقاصد کا ایک بت ہوتا ہے اور وہ اس تک پہنچنا چاہتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس تک پہنچا دے یا اس کی عمر کا پہلے ہی خاتمہ کر دے۔ وہ اپنے مال یا عزت وآبرو، بال بچوں یا دوسری حوائج کے لئے تڑپتا ہے اور بے خود ہوتا ہے اور بسا اوقات لوگ انہیں مشکلات میں پڑ کر خودکشی کر لیتے ہیں مگر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اس کا یہی جوش خدا تعالیٰ

کی توحید کے لئے ہو جاتا ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں کی بجائے خدا تعالیٰ کی توحید کے لئے مضطرب اور بے خود ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید بہت ہی پیاری ہے یہ توحید تھی جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کبھی وبا کبھی قحط اور کبھی اپنے پیارے علیہم السلام کے ہاتھ کی تلوار سے اس کے قیام کے واسطے ہزاروں مشرک جانوں کو تباہ کر دیا۔ مکہ و مدینہ کے حالات بھی صرف اسی کی خاطر پیچیدہ ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی اسی توحید کے لئے تھا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 2 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

مقاصد کا بت: مقصد کی جمع ہے مقاصد اور بت سے مراد ہے کہ دنیا کے مقاصد ہی کو سب کچھ سمجھ لینا۔ گویا کہ ایک بت ہے جس کے گرد گھومتے ہیں۔

مال: دولت، جائیداد، زمین، مویشی، سرمایہ، ملازمت۔

عزت و آبرو: شہرت، انا، خاندانی فخر وغیرہ۔

بال بچوں: بیٹے بیٹیاں، آل اولاد، گھر کے افراد۔

حوائج: حاجت کی جمع یعنی ضروریات۔

بے خود ہونا: اپنے آپ سے بے خبر ہونا۔ دنیا کمانے میں ایسی مصروفیت کے انسان کو ارد گرد کی خبر ہی نہیں رہتی۔

بسا اوقات: بعض اوقات، یعنی ایسا بھی ہوتا ہے۔

مشکلات میں پڑ کر: مشکل کی جمع یعنی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے۔

توحید: خدا تعالیٰ کو معبود واحد یقین کرنا، اس کا ہر طرح سے ایک ہونا۔

مضطرب و بے خود: بے چین اور کھویا ہوا۔

وبا: وہ مرض جو بہت دور دور تک پھیل جائے اور ایک سے دوسرے کو لگتی جائے۔

قحط: کمی، خوراک پانی، وسائل کی شدید کمی۔

تلوار: وہ جنگیں جو خدا تعالیٰ کے حکم سے لڑی گئیں۔

پیچیدہ: جو سادہ نہ ہو، الجھا ہوا، مشکل، خطرناک۔

موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ: یعنی موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے مقابلہ۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 جنوری 2023ء)

(قسط 71)

اسما کی تصغیر Diminutive form of nouns

اس باب میں ہم اس موضوع پر ایک مرتبہ پھر بات کریں گے۔ اس سے قبل ہم اس موضوع پر بات کر چکے ہیں اب ہم کچھ نئے طریقوں اور الفاظ پر بات کریں گے۔ اس موضوع پر بات کرنا اس لئے اہم ہے کیونکہ اس طرح زبان کا علم وسیع ہوتا ہے نیز انسان کو بہت سے نئے الفاظ کے معنی معلوم ہو جاتے ہیں۔

ڑی یا ڑا

1۔ کسی لفظ کے آخر پر ڑی یا ڑا لگانے سے بعض اوقات ہم کسی اسم کی چھوٹی شکل کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اوقات ہم ایک اسم سے کئی اسم صفت بناتے ہیں یعنی adjectives جیسے دام جس کے معنی ہیں قیمت، مول، بھاؤ وغیرہ اس کی تصغیر ہے دمڑی جیسے کہتے ہیں کہ ایک ایک دمڑی کا حساب لوں گا۔ چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے یعنی نقصان ہو جائے بے عزتی ہو جائے مگر کنجوس انسان یہی چاہتا ہے کہ پیسہ نہ لگے۔ چمڑا اور چمڑی۔ لنگڑا یہ اسم صفت بھی ہے اور اسم بھی لنگڑا ایک آم کا اسم معرفہ بھی ہے اور لنگڑی۔ مکھڑا اور مکھڑی۔

ک لگا کر

2۔ ہندی اور فارسی دونوں الفاظ کو ک لگا کر بھی اسم کی تصغیر بنائی جاتی ہے جیسے ڈھول سے ڈھولک، اسی اصول پر شاید پل سے پلک بنا ہو کیونکہ پلک کو پل پل جھپکتے ہیں لیکن اس کی کوئی سند نہیں ملی، عین سے عینک۔

عین کے کئی معنی ہیں: آنکھ جیسے عین الیقین یعنی ایسا یقین جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو، بالکل، خاص طور پر، ٹھیک جیسے وہ عین (بالکل) اپنے باپ جیسا ہے۔ ہمارے گھر کے عین (ٹھیک) سامنے وغیرہ۔ علم فلسفہ میں عین وہ شئے ہوتی ہے جو اپنی ذات سے قائم ہو خواہ وہ مفرد ہو یعنی جوہر یا مرکب ہو یعنی جسم۔ پھر بیٹھ سے بیٹھک۔ پھر ڈھل سے ڈھلک اور اس کا استعمال میر تقی میر نے اس شعر میں کیا ہے۔

لاتے نہیں نظر میں غلطانی گہر کو ہم معتقد ہیں اپنے آنسو ہی کی ڈھلک کے

غلطانی کے معنی ہیں لڑھکنا، لوٹنا جیسے بستر پر لوٹنا یا کسی جانور کا ریت یا کیچڑ میں لوٹنا۔ گہر یعنی موتی یا اولاد۔ ڈھلک یعنی بناوٹ، طرز، ڈھب، ادا، چمک وغیرہ۔ پس میر کہتے ہیں کہ کسی موتی کی طرز یا ڈھب کی بجائے میں اپنے آنسو کی بناوٹ، طرز اڈھب کو پسند کرتا ہوں یعنی بجائے نام و نسب اور مال و دولت کے ہم گریا و زاری کی طاقت پر یقین رکھتے ہیں۔

چی کا اضافہ

ک کے علاوہ چی اور چہ کا اضافہ کرنے سے بھی نہ صرف نئے اسما بنتے ہیں بلکہ وہ اسم کی تصغیر یعنی اس کے چھوٹے حجم، وزن، قیمت یا عزت کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے صندوق سے صندوقچی یا صندوقچہ، باغ سے باغیچہ، دیگ سے دیگچی یا دیگچہ، چمچ سے چمچہ یا چمچی۔

مشتق ہونا

3۔ بعض اسم صفات دوسرے الفاظ سے اخذ کئے جاتے ہیں اس عمل کو مشتق ہونا کہتے ہیں۔

ا۔ ی کے اضافے سے: یعنی وہ لفظ جس سے نئے الفاظ اخذ کرنے ہوں اس کے آخر پر ی کا اضافہ کر دیں گے۔ جیسے شہر سے شہری، پہاڑ سے پہاڑی، دیس (Native) سے دیسی(local, regional, indigenous)۔ پنجاب سے پنجابی، اون سے اونی۔

ب۔ الف کے بڑھانے سے جیسے دودھ سے دودھیا، جھوٹ سے جھوٹا، میل سے میلا، بھوک سے بھوکا، نیل سے نیلا۔

ج۔ اک بڑھانے سے جیسے تیراک وغیرہ۔

د۔ ایلا بڑھانے سے جبکہ یائے معروف ہو یعنی وہ وہ 'ی' جس سے پہلے کے حرف پر زیر ہو اور جو واضح طور سے اور اعلان کے ساتھ پڑھی جائے۔

جیسے پتھر سے پتھریلا rocky/gritty، شرم سے شرمیلا shy/ nervous، رس سے رسیلا juicy/ sweet/ polite، سجل سے سجیلا decorated/handsome اور رنگ سے رنگیلا colorful/ fun loving۔

ہ۔ ایلا بڑھانے سے جبکہ یائے مجہول ہو یعنی وہ ''ے'' جو کھینچ کر اور اعلان کے ساتھ نہ پڑھی جائے، 'بڑی ے'۔ جیسے اکیلا، سوتیلا۔

4۔ آنہ، ایں یا این، اور ناک کا اضافہ کرنے سے اسم بنائے جاتے ہیں۔ جیسے مردانہ، سالانہ، ماہانہ بچگانہ، زنانہ وغیرہ۔ ایں سے زریں یعنی قیمتی، آتشیں یعنی آگ جیسا سرخ اور گرم۔ این سے رنگین، نمکین، شوقین، کمین۔ ناک سے جیسے غضبناک، ہولناک، خطرناک۔

5۔اسم یعنی noun اور امر یعنی حکم Command کے ساتھ مل کر سینکڑوں فارسی صفات Adjectives بنتے ہیں۔ فارسی حروف بے، بر، با، بہ کے ساتھ جیسے بر محل، بروقت timely، برقرار، بجا true، بیجا unnecessary/ improper، بے عقل unwise وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یعنی یہ خداوند حکیم مطلق کا فعل ہے کہ بعضوں کی استعدادیں اور ہمتیں پست رکھیں اور وہ زخارف دنیا میں پھنسے رہے اور رئیس اور امیر اور دولتمند کہلانے پر پھولتے رہے اور اصل مقصود کو بھول گئے اور بعض کو فضائل روحانیت اور کمالات قدسیہ عنایت فرمائے اور وہ اس محبوب حقیقی کی محبت میں محو ہو کر مقرب بن گئے اور مقبولانِ حضرت احدیت ہو گئے۔ پھر بعد اس کے اس حکمت کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو اس اختلاف استعدادات اور تباین خیالات میں مخفی ہیں۔ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ (الزخرف 43:33)۔یعنی ہم نے اس لئے بعض کو دولت مند اور بعض کو درویش اور بعض کو لطیف طبع اور بعض کو کثیف طبع اور بعض طبیعتوں کو کسی پیشہ کی طرف مائل اور بعض کو کسی پیشہ کی طرف مائل رکھا ہے تا ان کو یہ آسانی پیدا

ہو جائے کہ بعض کے لئے بعض کاربرار اور خادم ہوں اور صرف ایک پر بھار نہ پڑے اور اس طور پر مہمات بنی آدم بآسانی تمام چلتے رہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم،روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 204۔205)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

خداوند حکیم مطلق کا فعل: اس خدا کا کام ہے جو ایسی حکمت اور دانائی رکھتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ یعنی جو کامل ہے۔

استعدادیں، ہمتیں پست: استعداد کی جمع ہے یعنی طاقت اور صلاحیت۔ ہمت کی جمع۔ پست ہو جانا کم ہو جانا، کمزور ہو جانا۔

زخارف دنیا: دنیا کی رنگینیاں، چمک دمک۔ Worldly adornments

رئیس، امیر اور دولتمند: ان سب الفاظ کا ایک مشترک معنی ہے یعنی وہ شخص جس کے پاس دولت، جائیداد اور پیسہ ہو البتہ رئیس کا تعلق ریاست اور حکومت سے ہے یعنی ایسا شخص جس کے پاس حکومت اور طاقت بھی ہو۔

پھولتے رہے: دھوکا کھا کر خوش ہونا، خود فریبی۔

فضائل روحانیت اور کمالات قدسیہ: روحانی طاقتیں اور پاکیزہ ہنر، جوہر، لیاقت ،خوبیاں Spiritual excellence

محو ہونا: مصروف ہونا، کسی کام میں پورے اخلاص اور توجہ سے لگ جانا۔

تباین خیالات: خیالات کا فرق

کاربرار: ضرورت پوری کرنا، حاجت روائی۔ Getting one's desire fulfilled

مہمات بنی آدم: human expeditions and needs

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 جنوری 2023ء)

(قسط72)

مرکب الفاظ

اوّل: یہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جو ایک خاص لفظ یا دوسرے مختلف الفاظ کے ساتھ مل کر خاص معنی پیدا کرتے ہیں اس قسم کے مرکب الفاظ زیادہ تر فارسی ہوتے ہیں۔

دوم: یہ الفاظ جب دو مختلف اسما یا ایک اسم اور صفت یا اسم اور فعل یا صفت اور فعل مل کر ایک مرکب لفظ بناتے ہیں۔ ایسے مرکبات زیادہ تر ہندی ہوتے ہیں۔

1۔وہ الفاظ جن کے شروع میں آنے سے صفات کی نفی ہوتی ہے۔

الف: ہندی سے جیسے اَٹل یعنی قائم، جو اپنی جگہ سے نہ ہٹے، امٹ یا اَن مِٹ یعنی نہ مٹنے والا، لازوال۔

ان: ہندی سے انجان Stranger/unknown ، اَن پَڑھ Illiterate ، اَن گھڑ unshaped/ uncut/ inexperienced۔

ن: ہندی سے نڈر brave، نہتا unarmed۔

نر: ہندی سے نراشا یعنی ناامیدی، نرمل یعنی بے میل stainless۔

نا: فارسی اور ہندی دونوں الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے نالائق incompetent، نادار یعنی غریب، ضرورت مند۔ ساقی فاروقی کا یہ شعر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے حسین چہرے کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔

؎ تیرے چہرے پہ اجالے کی سخاوت ایسی

اور مری روح میں نادار اندھیرا ایسا

ناوقت یعنی اپنے وقت پر نہ ہونے والا ,**بے وقت** untimely، نا سمجھ unintelligent، ناچار یعنی مجبور helpless۔

بے: فارسی اور ہندی دونوں الفاظ کے ساتھ۔ جیسے بے ہوش intoxicated / unconscious، بے درد unkind، بے ڈھنگا awkward ، بے مثال unique ، بے کار useless ، بے صبر impatient۔

کم: ہندی اور فارسی دونوں الفاظ کے ساتھ۔ جیسے کمزور، کمیاب یعنی کم ملنے والی چیز scarce / rare، کمبخت unfortunate/cursed، کم عقل، کم حوصلہ، کم اصل base-born۔

غیر: عربی الفاظ کے ساتھ۔ جیسے غیر حاضر absent، غیر جمہوری undemocratic، غیر مسلم non-Muslim، غیر مصدقہ unverified، غیر مناسب unnecessary / impolite /improper، غیر متعلقہ irrelevant۔

خلاف: عربی الفاظ کے ساتھ۔ جیسے خلاف عقل unreasonable/absurd، خلاف شرع against Islamic laws، خلاف قانون illegal/unlawful، خلاف وعدہ treachery/ breach of trust، خلافِ معمول unusual activity، خلاف توقع unaccepted۔

اسی طرح بد اور تنگ وغیرہ دوسرے الفاظ کے ساتھ آکر مذمت کے معنی دیتے ہیں۔ جیسے بد گمان یعنی شک کرنا، بد اعتماد ہونا distrustful / to be suspicious، بد شکل ugly/repulsive to sight ایسی شکل وجو نظروں پر گراں گزرے ،بد چلن یعنی اخلاقی طور پر انتہائی کمزور immoral ، تنگ دل یعنی کنجوس، اور کم ظرف a miser /Illiberal، تنگ چشم narrow minded۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یہ کتاب تمام فرقوں کے مقابلہ پر حقیقتِ اسلام اور سچائی عقائدِ اسلام کی ثابت کرتی ہے اور عام تحقیقات سے حقانیت فرقان مجید کی بپایہ ثبوت پہنچاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو جو حقائق اور دقائق عام تحقیقات میں کھلتے ہیں خاص مباحثات میں انکشاف اُن کا ہرگز ممکن نہیں کسی خاص قوم کے ساتھ جو شخص مناظرہ کرتا ہے اس کو ایسی حاجتیں کہاں پڑتی ہیں کہ جن امور کو اُس قوم نے تسلیم کیا ہوا ہے ان کو بھی اپنی عمیق اور

مستحکم تحقیقات سے ثابت کرے بلکہ خاص مباحثات میں اکثر الزامی جوابات سے کام نکالا جاتا ہے اور دلائل معقولہ کی طرف نہایت ہی کم توجہ ہوتی ہے اور خاص بحثوں کا کچھ مقتضا ہی ایسا ہوتا جو فلسفی طور پر تحقیقات کرنے کی حاجت نہیں پڑتی اور پوری دلائل کا تو ذکر ہی کیا ہے بستم حصہ دلائل عقلیہ کا بھی اندراج نہیں پاتا مثلاً جب ہم ایسے شخص سے بحث کرتے ہیں جو وجود صانع عالم کا قائل ہے الہام کا مقر ہے خالقیت باری تعالیٰ کو مانتا ہے تو پھر ہم کو کیا ضرور ہوگا جو دلائل عقلیہ سے اس کے روبرو ثبات وجود صانع کریں یا ضرورتِ الہام کی وجوہ دکھلاویں یا خالقیت باری تعالیٰ پر دلائل لکھیں بلکہ بالکل بیہودہ ہوگا کہ جس بات کا کچھ تنازع ہی نہیں اس کا جھگڑا لے بیٹھیں مگر جس شخص کو مختلف عقائد، مختلف عندیات، مختلف عذرات، مختلف شبہات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس کی تحقیقاتوں میں کسی قسم کی فروگذاشت باقی نہیں رہتی۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 8-9)

خاص نکات:

۱۔ جو حقائق اور دقائق عام تحقیقات میں کھلتے ہیں خاص مباحثات میں انکشاف اُن کا ہرگز ممکن نہیں۔

۲۔ خاص مباحثات میں اکثر الزامی جوابات سے کام نکالا جاتا ہے۔

۳۔ جس شخص کو مختلف عقائد، مختلف عندیات، مختلف عذرات، مختلف شبہات کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس کی تحقیقاتوں میں کسی قسم کی فروگذاشت باقی نہیں رہتی۔

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

یہ کتاب: یعنی براہین احمدیہ۔

عام تحقیق: یہ مسائل کو حل کرنے اور حقائق تلاش کرنے کا ایک طریق ہے۔ اوّل مسئلہ کی شناخت کی جاتی ہے۔ دوم قیاس یا مفروضے تشکیل دیے جاتے ہیں۔ بعد ازاں مشاہدے اور معلومات کے تجزیے سے کام لیا جاتا ہے۔ سوم حاصل ہونے والے حقائق کی تعبیریں کی جاتی ہیں۔

General Research: It is a problem solving and fact-finding method that consists of problem recognition and identification, hypothesis

formulation, observation, data collection, data analysis, and at the end .interpreting the findings and results

خاص مباحثات: کسی مخصوص موضوع یا مکتبۂ فکر تک محدود بحث۔ Focused arguments

حقائق اور دقائق: سچائیاں Truths

مناظرہ: بحث، خاص طور پر مختلف مذہبی مکتبۂ فکر کے درمیان ہونے والی بحث۔ Debate

مقتضا: ضرورت، تقاضہ، مطالبہ، اصول Necessity/ required

عمیق اور مستحکم تحقیقات: گہرے اور مضبوط دلائل in-depth and solid arguments

الزامی جواب: ایسا جواب جس میں الزام لگایا جائے جیسے اگر ہم یہ نہیں کرتے تو تم بھی وہ نہیں کرتے وغیرہ۔ Accusatory answers

دلائل معقولہ: منطقی اور عقلی دلیل جیسے حضرت محمد ﷺ نبی ہیں۔ آپ سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء وفات پا چکے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نبی تھے اور حضرت محمد ﷺ سے قبل مبعوث ہوئے تھے۔ لہذا حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔

بستم حصہ: بیسواں حصہ a fraction(20^{th}) of something

اِندِراج: کسی فہرست میں کچھ داخل کرنا۔ entry in a record

آنس معین اپنے ایک شعر میں لفظ اندراج کا خوبصورت استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں

تمہارے نام کے نیچے کھنچی ہوئی ہے لکیر

کتاب زیست ہے سادہ اس اندراج کے بعد

صانع عالم: دنیا کا صنعت کار, خالق کائنات، یعنی خدا تعالیٰ the Maker, the Creator, an attribute of God

الہام کا مُقِر ہے: یعنی الہام پر ایمان رکھتا ہے۔ مقر یعنی اقرار کرتا ہے Admits

عقائد، عندیات، عذرات، شبہات: عقیدہ کی جمع، عندیہ کی جمع یعنی رائے doctrine/discourse، عذر کی جمع یعنی بہانہ یا معذرت نیز اعتراضات Criticism/objection/apologies، شُبُہَہ کی جمع یعنی شک، گمان، احتمال doubts۔

فروگذاشت: بھول، کمی، کوتاہی negligence/ lacking

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جنوری 2023ء)

(قسط 73)

مرکب صفات Compound adjectives

یہ اکثر فارسی ہوتے ہیں اور اکثر بطور اسم فاعل (یعنی وہ اسم noun جو کام کرنے والے شخص کو ظاہر کرے جیسے لکھنے والا۔ noun of agency) استعمال کئے جاتے ہیں۔ انہیں کسی اسم کے ساتھ امر یعنی حکم کا صیغہ یا ایک اور اسم ملانے سے بنایا جاتا ہے۔

دار کے ساتھ: جیسے دل دار یعنی محبوب اور پیارا Captivating/ charming، جاندار زندہ، طاقت ور alive/ energetic، وفادار یعنی وفا کرنے والا، مخلص ایماندار faithful/ loyal، مالدار اور زردار دونوں کا معنی ایک ہے یعنی امیر انسان صاحب جائیداد وغیرہ۔

بر کے ساتھ: جیسے دلبر یعنی حبیب، پریتم beloved، پیامبر یعنی سفیر، قاصد messenger، جاں بر یہ فارسی مرکب لفظ ہے جو جان بردن سے بنا ہے یعنی سلامت رہنا، نامہ بر یعنی ڈاکیا، چٹھی رساں جیسے قمر بدایونی نامہ بر کو شعر میں استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

نامہ بر تو ہی بتا تو نے تو دیکھے ہوں گے
کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کے جواب آتے ہیں

باز کے ساتھ: جانباز یعنی جان پر کھیلنے والا brave/daring، دغاباز cheater، دھوکے باز، کبوتر باز pigeon-breeder، ہواباز یعنی جہاز اڑانے والا pilot، بہانہ باز یعنی جھوٹ بول کر کام یا محنت سے بچنے والا، سست، کاہل making lame excuses

ساز کے ساتھ: حیلہ ساز یعنی مکار، فریبی artful/wily/ playing tricks، دم ساز یعنی ہمدرد ساتھ دینے والا a friend and companion، زمانہ ساز یعنی منفی معنوں کے لحاظ سے ابن الوقت، بدلتے وقت کے ساتھ بدلنے جانے والا اور مثبت معنوں میں ایسا شخص جو حالات وواقعات کا گہرا علم اور تجربہ رکھتا ہو experienced/time-server/opportunist، کارساز یعنی کام پورے کرنے والا حاجتیں بر لانے والا خدا تعالیٰ benefactor۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم (poetical) کلام میں فرماتے ہیں:

؎ اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

جعل ساز یعنی نقلی روپیہ یا دستاویز بنانے والا forger/fraud

آور (ور) کے ساتھ: نامور یعنی مشہور، ممتاز، نمایاں کام کرنے والا Famous/celebrity۔ ایک احمدی کو جو تعلق اور عشق حضرت مسیح موعودؑ سے ہے جو چھپ نہیں سکتا تو اس مضمون کو مضطر خیر آبادی کا یہ شعر خوب بیان کرتا ہے۔

؎ دل کیا کرے جو راز محبت کا کھل گیا
میں کیا کروں کہ عشق ہی اک نامور سے ہے

زور آور یعنی طاقتور vigorous، دلاور یعنی بہادر، سورما valiant قد آور یعنی لمبے قد کا، مانی ہوئی حیثیت والا مشہور آدمی۔

خواہ کے ساتھ: خواہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں چاہنا جیسے کہتے ہیں خواہ ایک بھی انسان ساتھ نہ دے۔ انگریزی میں اس کے لئے whether/either کا لفظ آتا ہے۔ میں آپ کا خیر خواہ ہوں یعنی آپ کی بھلائی چاہتا ہوں۔ ہم اس تاخیر پر آپ سے معذرت خواہ ہیں

اس کے علاوہ خواہ کے معنی ہیں چاہنا یا ارادہ ہونا یعنی desire/ wish خیر خواہ یعنی کسی کی بھلائی چاہنے والا well-wisher، خاطر خواہ یعنی اطمینان بخش حد تک، مرضی کے مطابق جیسے ہمارے کاروبار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے یعنی a desired or more than expected profit، خوامخواہ (خواہ مخواہ) یعنی

بے ساختہ، خود بخود، بلاوجہ , unwantedly /inevitably چاہو یا چاہو، معذرت خواہ یعنی معافی چاہنا۔

اندیش کے ساتھ: اندیش فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں فکر اور اندیشہ، دور اندیش یعنی انجام پر نظر رکھنے والا، ہوشیار wise/foreseeing/keen، خیر اندیش یعنی خیر سگال (یہ بھی ایک فارسی لفظ ہے یعنی اندیشہ کرنا، خیال کرنا اور خیر کے ساتھ مل کر اس کے معنی ہیں کہنے والا، گانے والا، خیر اور بھلائی چاہنے والا جیسے کہتے ہیں خیر سگالی کا پیغام دیا)، دعا گو یہ خیر خواہ کا متبادل ہے، کوتہ اندیش یعنی بغیر سوچے سمجھے کام کرنے والا جو دور اندیش نہ ہو، کم عقل myopic/ lacking foresight or intellectual insight، بد اندیش کسی کا برا چاہنے والا، مخالف malicious۔

وضاحت

اس فہرست میں مزید مرکب صفات بھی ہیں جو آئندہ ابواب میں شامل کیے جائیں گے۔ اس سے قبل ہم نے اس بات پر بحث کی تھی کہ اسم کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ یہاں ہم ان الفاظ کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اس باب میں شامل کیے گئے ہیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں صفات سے اسما کیسے بنائے جاتے ہیں۔ مثلاً خیر سگال ایک صفت ہے اور خیر سگالی اسم ہے یعنی وہ شخص جو کسی کی بھلائی چاہے اسے خیر سگال کہیں گے اور اس کے اس عمل کا نام یا اسم خیر سگالی ہے یعنی خیر چاہنا۔ پھر بد اندیش (صفت) سے بد اندیشی یعنی برا چاہنے کے عمل کا نام۔ اسی طرح دور اندیش سے دور اندیشی۔ اس طرح صفات سے مزید صفات بن جاتی ہیں جیسے معذرت خواہ صفت ہے جیسے ادارہ اس تکلیف پر صارفین سے معذرت خواہ ہے۔ اور معذرت خواہانہ اسی سے بننے والی ایک اور صفت ہے یعنی گفتگو کا ایسا انداز جس میں معذرت کی جا رہی ہو۔ جیسے اس نے معذرت خواہانہ apologetic انداز میں کہا۔ طالب علم نے معذرت خواہانہ انداز اپنایا۔ اسی طرح زور آور سے زور آوری اور قد آور سے قد آوری وغیرہ۔ پس صفات کے آخر پر (ی) لگانے سے عام طور پر اسم بن جاتا ہے۔ بہادر سے بہادری اور عاجز سے عاجزی وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور اگر معقولی طور پر نظر کریں تب بھی ظاہر ہے کہ ضلالت کا زمانہ عبادت اور طاعت الٰہی کے لئے دوسرے زمانہ سے زیادہ تر موجب قربت و ثواب ہے پس وہ دوسرے زمانوں سے زیادہ افضل ہے اور اس کی عبادتیں بباعث شدت و صعوبت اپنی قبولیت سے قریب ہیں اور اس زمانہ کے عابد رحمت الٰہی کے زیادہ تر مستحق ہیں کیونکہ سچے عابدوں اور ایمانداروں کا مرتبہ ایسے ہی وقت میں عند اللہ متحقّق ہوتا ہے کہ جب تمام زمانہ پر دنیا پرستی کی ظلمت طاری ہو اور سچ کی طرف نظر ڈالنے سے جان جانے کا اندیشہ ہو اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب دل افسردہ اور مردہ ہو جائیں اور سب کسی کو جیفۂ دنیا ہی پیارا دکھائی دیتا ہو اور ہر طرف اس روحانی موت کی زہرناک ہوا چل رہی ہو اور محبت الٰہیہ یک لخت دلوں سے اٹھ گئی ہو اور روبحق ہونے میں اور وفادار بندہ بننے میں کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں نہ کوئی اس راہ کا رفیق نظر آوے اور نہ کوئی اس طریق کا ہمدم ملے بلکہ اس راہ کی خواہش کرنے والے پر موت تک پہنچانے والی مصیبتیں دکھائی دیں اور لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر ٹھہرتا ہو تو ایسے وقت میں ثابت قدم ہو کر اپنے محبوب حقیقی کی طرف رخ کر لینا اور ناہموار عزیزوں اور دوستوں اور خویشوں اور اقارب کی رفاقت چھوڑ دینا اور غربت اور بے کسی اور تنہائی کی تکلیفوں کو اپنے سر پر قبول کر لینا اور دکھ پانے اور ذلیل ہونے اور مرنے کی کچھ پرواہ نہ کرنا حقیقت میں ایسا کام ہے کہ بجز اولوالعزم مرسلوں اور نبیوں اور صدیقوں کے جن پر فضلِ احدیّت کی بارشیں ہوتی ہیں اور جو اپنے محبوب کی طرف بلا اختیار کھینچے جاتے ہیں اور کسی سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا اور حقیقت میں ایسے وقت کی ثابت قدمی اور صبر اور عبادت الٰہی کا ثواب بھی وہ ملتا ہے کہ جو کسی دوسرے وقت میں ہرگز نہیں مل سکتا۔ سو اسی جہت سے لیلۃ القدر کی ایسے ہی زمانہ میں بنا ڈالی گئی کہ جس میں بباعث سخت ضلالت کے نیکی پر قائم ہونا کسی بڑے جوانمرد کا کام تھا یہی زمانہ ہے جس میں جوانمردوں کی قدر و منزلت ظاہر ہوتی ہے اور نامردوں کی ذلّت بہ پایۂ ثبوت پہنچتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 641-643)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

معقولی: عقل کے مطابق Logically

ضلالت: گمراہی، غفلت، جہالت deviation from the right path

موجب قربت وثواب: یعنی خدا تعالیٰ کے قرب اور ثواب کی وجہ بن جانا۔

بباعث: یعنی کی وجہ سے

صعوبت: دشواری، مصیبت hardships

عنداللہ متّحقق ہونا: خدا تعالیٰ کے نزدیک یا حضور کسی بات کا سچ ثابت ہونا established

دنیا پرستی کی ظلمت: to become materialistic and spiritually blind

جیفۂ دُنیا: دنیا کا مردہ جسم یعنی مادیت جس میں زندگی نہیں ہے مگر کشش بہت ہے۔ جیسے مکانات، زیورات، زمین، دولت وغیرہ Carcass of this material world

زہرناک: زہر سے بھرا ہوا، پُر، معمور، لبریز، اثر پذیر poisonous؛ جیسے: دردناک، آتش ناک، شرم ناک، افسوس ناک، حیرت ناک وغیرہ۔

کئی نوع کے ضرر متصوّر ہوں: کئی طرح کے نقصانات کا خیال آئے۔ متصوّر یعنی خیال /Imagination estimation

راہ کا رفیق: ہم خیال، ساتھ دینے والا، جو منزل تک پہنچنے میں مدد کرے۔

طریق کا ہمدم: ایک جیسے عقیدے، خیال، نظریے اور فلسفہ پر یقین رکھنے والے لوگ۔ like-minded people

ناہموار: (مجازاً metaphorically) نالائق ، بے ادب ، بدتمیز ، غیر شائستہ ، پست ، ناموزوں۔

ناہموار (حقیقی معنی literal) اونچا نیچا، جیسے کچا اور ناہموار راستہ Uneven/rough

اولوالعزم: بلند ہمت Determined

جہت: پہلو، لحاظ، سمت، زاویہ، سبب، وجہ cause/reason

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جنوری 2023ء)

(قسط 73ب)

مرکب صفات Compound adjectives

گزشتہ ابواب سے مرکب صفات کی تفصیلات کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس باب میں بھی ہم اسی تسلسل میں بات کریں گے اور مزید ایسی مرکب صفات کا مطالعہ کریں گے جو ایک سے زائد الفاظ سے مل کر بنتی ہیں۔ نیز ہم یہ بھی جائزہ لیں گے کہ ان صفات سے اسما کیسے بنتے ہیں کیونکہ زبان میں دسترس اور گہری سمجھ بوجھ کے لئے ضروری ہے کہ انسان ایک لفظ سے بننے والے مزید الفاظ کا علم رکھتا ہو۔ نیز وہ جانتا ہو کہ وہ لفظ اردو زبان میں کس زبان سے آیا ہے۔ اسے اس بات کا علم بھی ہونا چاہیئے کہ وہ لفظ صفت ہے یا اسم یا فعل یا متعلق فعل وغیرہ۔

لاحقہ

مرکب صفات کی تشکیل میں جو دوسرا لفظ استعمال ہوتا ہے اسے لاحقہ کہتے ہیں جیسے **طلب** اور **شناس** وغیرہ۔ انگریزی گرامر میں لاحقہ کو adjunct کہتے ہیں۔

مزید مرکب صفات

طلب کے ساتھ: طلب کے معنی ہیں مانگنا، تلاش کرنا، چاہنا وغیرہ۔ جیسے رحم طلب ، مثلاً پھیری والے (paddler)نے داروغے (police/ administrative officer)کی طرف رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ اسی طرح مرمت طلب out of order، عیش یا آرام طلب یعنی وہ شخص جو عیش و آرام کی خواہش سے مغلوب ہو اور اس وجہ سے سست و کم ہمت ہو مثلاً والدین کے ناحق پیار محبت نے اس بچے کو

آرام طلب بنادیا ہے ، تصفیہ طلب یعنی وہ معاملہ جس کا فیصلہ ہونا ضروری ہو needed to be decided/ settled/ adjusted جیسے فلسطین کا معاملہ برس ہا برس سے تصفیہ طلب ہے۔ توجہ طلب یعنی ایسا کام جو اپنی تکمیل کے لئے بااختیار افراد کی توجہ چاہتا ہو یا ایسی بات جو اہم ہو اور دورانِ بحث توجہ چاہتی ہو noteworthy۔

شناس کے ساتھ: طلب کی طرح یہ بھی ایک لاحقہ ہے اور اس کے معنی ہیں جاننے والا، پہچاننے والا وغیرہ۔ اس لاحقے سے مندرجہ ذیل مرکب صفات بنتی ہیں: رمز شناس، اداشناس، مردم شناس، قدر شناس، سخن شناس وغیرہ۔ رمز شناس یعنی اشارے کنائے ہی میں پوری بات سمجھ لینے کی صلاحیت رکھنے والا۔ یعنی ایک جہاندیدہ، تجربہ کار، حساس اور باعلم انسان۔ بھید، راز، چھپی ہوئی حقیقت (تصوف)۔ سعود عثمانی کے اس شعر کے مطابق رمز کے معنی انتہائی تفصیلی اور لطیف سچائیاں ہیں جو صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہوتی ہیں۔ یہ شعر اس مشہور حدیث مبارکہ کی ایک تفسیر بھی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا نہیں ہے سنی سنائی بات خود دیکھنے کی طرح۔

؎ نظر تو اپنے مناظر کے رمز جانتی ہے
کہ آنکھ کہہ نہیں سکتی سنی سنائی ہوئی

اداشناس یعنی جذبۂ محبت کی صلاحیت جو انسان کو اس قابل بنادے کہ وہ محبوب کی معمولی سی حرکت gesture یا اظہار expression سے اس کی رضا یا ناراضی کو پہچان لے۔

مردم شناس: مردم کا لغوی تلفظ تو مَرْدُم ہے لیکن عام بول چال میں اسے مَرُدُم ہی کہا جاتا ہے اس کے معنی ہیں عام لوگ، انسان۔ مردم شناس یعنی وہ انسان جو آدمی کی خوبیوں، خامیوں، فطرت اور مزاج کو پہچانتا ہو سمجھتا ہو اور اس کے مطابق ان کی قدر کرتا ہو۔ /long-serving/ veteran/ mature experienced۔ قدر شناس یعنی وہ شخص جو کسی چیز یا انسان کی صلاحیتوں کا حقیقی ادراک رکھتا ہو۔ سخن شناس سخن گفتگو یا کلام کو کہتے ہیں سخن شناس وہ شخص ہوتا ہے جو خود بھی اعلیٰ ذوق، علم اور دانائی رکھتا ہو جس کے باعث وہ اپنے سامنے بیان ہونے والی بات کے گہرے اور لطیف معنوں کو سمجھ جائے۔ یہاں مردم شناس کے ایک اور معنی ابھرتا ہے یعنی وہ شخص جو گفتگو کرتے ہوئے اپنے سامعین کی سوچنے سمجھنے کی

صلاحیتوں اور زبان کے میعار کو سامنے رکھے۔ مقررین خطاب کرتے ہوئے اپنے علم اور ادراک کی رو میں مضامین کو مشکل یا ادبی زبان میں پیش کرتے ہیں جبکہ ایک مردم شناس مقرر اپنے سامنے موجود لوگوں کے میعار تعلیم اور علمی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی گفتگو کو آسان فہم اور سادہ بنالیتا ہے۔ پس مردم شناسی، قدر شناسی اور سخن شناسی جب باہم مل کر ایک مثلث بناتے ہیں تو بہترین نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اگر تمہیں معاد کی کچھ بھی پرواہ نہیں تو کیا ابھی تک دنیوی امور میں تم پر ثابت نہیں ہو چکا کہ عقل نے تن تنہا کوئی کام تمہاری دنیا کا کبھی سرے تک نہیں پہونچایا کیا تمہیں اس صداقت کے ماننے سے ہنوز کسی عذر کی گنجائش ہے کہ عقل کو کبھی یہ لیاقت حاصل نہیں ہوئی کہ بغیر اشتمال کسی دوسرے رفیق کے بذات خود کسی کام کو بوجہ احسن واکمل انجام دے سکے سچ کہو کہا ابھی تک تمہیں اس بات کا امتحان نہیں ہوا کہ جو کام صرف عقل پر پڑا وہی مشتبہ اور مظنون اور ناتمام رہا اور جب تک واقعات کا نقشہ بذریعہ کسی واقعہ دان کے طیار ہو کر نہ آیا تب تک تمام کام عقل اور قیاس کا ادھورا اور خام رہا تم انصاف سے کہو کیا تمہیں آج تک اس بات کی خبر نہیں کہ ہمیشہ سے عقلمند لوگوں کا یہی شعار ہے کہ وہ اپنی قیاسی وجوہ کو کبھی تجربہ سے تقویت دے لیتے ہیں اور کبھی تواریخ سے اور کبھی نقشہ جات موقعہ نما سے اور کبھی خطوط اور مراسلات سے اور کبھی اپنی ہی قوت باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور لامسہ وغیرہ کی گواہی سے پس اب تو تم آپ ہی سوچو اور اپنے دلوں میں آپ ہی خیال کرو اور اپنی نگاہوں میں آپ ہی جانچ لو کہ جس حالت میں دنیوی امور کے لئے جو کہ مشہود اور محسوس ہیں دوسرے رفیقوں کی حاجت پڑے تو پھر ان امور کے لئے کہ جو اس عالم سے وراء الوراء اور غیب الغیب اور اخفی من الاخفی ہیں کس قدر زیادہ حاجت ہے اور جس حالت میں مجرد عقل دنیا کے سہل اور آسان امور کے لئے بھی کافی نہیں تو پھر امور معاد کے دریافت کرنے میں کہ جو ادق اور الطف ہیں کیونکر کافی ہو سکتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 242-243)

اقتباس کے سیاق وسباق میں مشکل الفاظ کے معنی:

معاد: آخرت، مرنے کے بعد کی زندگی اور اس کے متعلق علوم

سرے تک پہنچانا: مکمل کرنا، منطقی انجام کو پہنچایا۔ to find a logical conclusion

ہنوز: ابھی تک still/ yet

عذر کی گنجائش: کسی کام میں ناکامی کی قابل قبول وجہ پیش کر سکنا having a reasonable excuse for a failure

اشتمال: شامل ہونا containing/ inclusion

رفیق: supporting factors/ powers/ sources سیاق وسباق کے لحاظ سے اس کے معنی ہیں مددگار ذرائع علوم

امتحان نہیں ہو: تجربہ نہیں ہوا۔

مشتبہ: جس میں شک ہو، جو یقینی نہ ہو۔

مظنون: خیالی ہونا یقینی نہ ہونا یہ لفظ ظن سے ہے۔

واقعات کا نقشہ: تحقیق کا خاکہ، نقش ونگار، تجاویز۔ blueprint of a research project

واقعہ دان: ذرائع جو تحقیق میں استعمال ہوتے ہیں، جیسے تاریخ، نظائر یعنی ملتے جلتے واقعات۔ research techniques

قیاس: خیال، مفروضہ، تحقیقی کام کا پہلا قدم جس میں ایک بات فرض کی جاتی ہے۔ hypothesis

شعار: طریقہ method

قیاسی وجوہ: مفروضی وجوہات Hypothetical reasons

تواریخ، نقشہ جات موقعہ نما: تاریخی واقعات کے ذریعے سچائیوں کو تلاش کرنا۔ ایسے تحقیقی علوم اور منصوبوں کا جائزہ لینا جو ملتے جلتے واقعات کا ذکر کریں۔

خطوط اور مراسلات: تحقیقی کام میں جو خط وکتابت محققین کے درمیان ہوتی ہے۔

قوت باصرہ اور سامعہ اور شامہ اور لامسہ: دیکھنے، سننے، سونگھنے، اور چھونے کی حس۔

مشہود اور محسوس: وہ چیز جو جسمانی حواس کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہو۔

وراء الوراء اور غیب الغیب اور اخفی من الاخفی: انتہائی دور، پوشیدہ اور خفیہ Extremely beyond, secret and unknown to one's thought and understanding

مجرد عقل: صرف اور صرف عقل۔

امور معاد: آخرت کے معاملات۔

ادق اور الطف: انتہائی مشکل اور باریک، بہت صاف، لطیف اور باریک بات۔ very fine, detailed and complicated

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 فروری 2023ء)

(قسط74)

مرکب صفات Compound adjectives

مرکب صفات کا یہ سلسلہ بیان گزشتہ کئی ابواب سے جاری ہے۔اس باب میں ہم مزید ایسی صفات کے بارے میں جاننے کی کوشش کریں گے جو مرکب ہوتی ہیں اور بعض لاحقوں کے لگانے سے بنتی ہیں۔

دان: پہلا لاحقہ ہے دان جس کے معنی ہیں کرنے والا، دینے والا وغیرہ۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اس سے مل کر کیا کیا لفظ بنتے ہیں۔

قدر دان یعنی کسی چیز کی یا انسان کی اہمیت کو صحیح معنوں میں سمجھنے والا Appreciative/ grateful،

سائنس دان یعنی سائنس کا گہرا علم اور تجربہ رکھنے والا Scientist۔

فہم: سمجھ، علم، ادراک، شناسائی رکھنے والا۔ پس یہ لاحقہ لگا کر انہیں معنوں میں صفات بنائی جاتی ہیں۔

سخن فہم یعنی گفتگو، کلام خاص طور پر ادبی گفتگو، شاعری وغیرہ کو گہرائی میں سمجھنے والا عقل مند، دانا/Perspicacious/wise۔ معاملہ فہم یعنی جو شخص تفاصیل اور اضافی باتوں میں الجھے بنا کسی بات کی اصل حقیقیت تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہو Shrewd/ astute۔

پوش: حقیقی معنی چادر، کپڑا۔ معنوی معنی ڈھک دینا، چھپانا۔hide/cover

عیب پوش یعنی کسی چیز یا انسان کی خرابیاں، گناہ، داغ وغیرہ چھپانے والا۔ درثمین کا یہ شعر عیب پوش کے معنوں کو مزید واضح کر دیتا ہے۔

؎اے خدا اے کارسازو عیب پوش و کردگار

اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار

اس شعر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے خدا تو جو میرے سب کاموں کا کرنے والا ہے اور میری کمزوریوں کو ڈھانک دینے والا ہے تو ہی میرا محسن اور میرا پالنے والا ہے اور میرے کاموں کا موجد ہے۔

برقعہ پوش پردہ کیے ہوئے، چہرہ نقاب میں چھپائے ہوئے veiled، سیاہ پوش یعنی ماتمی سیاہ لباس پہنے ہوئے، تخت پوش یعنی تخت پر بچھانے والا کپڑا، نیز ایسا تخت یا سٹیج جسے کپڑے سے ڈھانک دیا گیا ہو۔

بخش: معاف کر دینے والا، دینے والا، پہنچانے والا، کسی چیز کا باعث بننے والا۔

خطا بخش یعنی خطا معاف کرنے والا مراد خدا تعالیٰ Forgiver، صحت بخش یعنی صحت کا باعث بننے والا، صحت کے حصول میں مددگار جیسے صحت بخش مقام a health resort، گنج بخش یعنی خزانہ دینے والا بہت بڑا فیاض جیسے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

؎ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے اُمیدوار

فائدہ بخش یعنی فائدہ دینے والی شے، رونق بخش یعنی رونق والا مقام، آدمی یا ادبی کام، لذت بخش یعنی لذیذ کھانا، عمل یا مشروب وغیرہ۔

پرست: یہ پرستش سے لاحقہ ہے اور اس کا مطلب پرستش، حد سے زیادہ محبت، حرص، لالچ وغیرہ ہے۔ اس سے بننے والی صفات یہ ہیں۔

حسن پرست ایک لحاظ سے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسا شخص جو خوبصورتی کو بہت پسند کرتا ہو تاہم اس میں برائی کا پہلو بھی پایا جاتا ہے یعنی ایسا شخص جو حد سے تجاوز کرنے والا ہو اور حرص و ہوس کا مارا ہو admirer of beauty/ having strong aesthetic sense، بت پرست یعنی بتوں کی عبادت، پوجا کرنے والا Idolatrous۔ توہم پرست یعنی ایسا شخص جو ضعیف الاعتقاد ہو یعنی اس کا خدا تعالیٰ پر توکل اور یقین کمزور ہو اور وہ بعض روزمرہ کے واقعات کو خوش قسمتی یا نحوست کی علامت سمجھتا ہو ایسے لوگ ہر ایک معاشرے میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ جیسے مغربی ممالک میں لوگ 13 نمبر کے گھر، فلیٹ یا منزل پر رہنا پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح شیشے یا کانچ کا ٹوٹنا، سیاہ رنگ کے جانوروں سے ڈرنا وغیرہ بھی توہم پرستی

میں آتا ہے superstitious، ستارہ پرست یعنی ستاروں کی عبادت کرنے والا جسے صابی بھی کہتے ہیں، مادہ پرست یعنی دنیادار، دنیا کے مال و دولت کا شیدائی Materialistic، ہم جنس پرست یعنی اپنی ہی جنس کی طرف جنسی میلان رکھنے والا Homosexual، ظاہر پرست یعنی باہر کی اوپری حالت پر نظر رکھنے والا جو گہری بصیرت اور تعبیری صلاحیت سے محروم ہو، قبر پرست یعنی قبر کی پوجا کرنے والا، قبروں پر پھول اور چادر چڑھانے والا، قبروں پر دیے جلانے والا۔ بعض لوگ تو باقاعدہ قبر پرستی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اکثر لوگ محض کمزور ایمان کے باعث کسی کے کہنے سے اور بعض دیکھا دیکھی ان بدعات میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

سارا جہان جانتا ہے اور تمام آنکھوں والے دیکھ رہے ہیں اور غور کرنے والی طبیعتیں مشاہدہ کر رہی ہیں کہ دنیا میں عقل کی خوبی اور عظمت کو ماننے والے لاکھوں ایسے ہو گزرے ہیں اور اب بھی ہیں کہ جو باوجود اس کے کہ عقل کے پیغمبر پر ایمان لائے اور عاقل کہلائے اور عقل کو عمدہ چیز اور اپنا رہبر سمجھتے تھے مگر باایں ہمہ خدا کے وجود سے منکر ہی رہے اور منکر ہی مرے لیکن ایسا آدمی کوئی ایک تو دکھلاؤ کہ جو الہام پر ایمان لا کر پھر بھی خدا کے وجود سے انکاری رہا پس جس حالت میں خدا پر محکم ایمان لانے کے لئے الہام ہی شرط ہے تو ظاہر ہے کہ جس جگہ شرط مفقود ہو گی اس جگہ مشروط بھی ساتھ ہی مفقود ہو گا۔ سو اب بدیہی طور پر ثابت ہے کہ جو لوگ الہام سے منکر ہو بیٹھے ہیں انہوں نے دیدہ و دانستہ بے ایمانی کی راہوں سے پیار کیا ہے اور دہریہ مذہب کے پھیلنے اور شائع ہو جانے کو روا رکھا ہے یہ نادان نہیں سوچتے کہ جو وجود غیب الغیب نہ دیکھنے میں آسکتا ہے نہ سونگھنے میں نہ ٹٹولنے میں اگر قوت سامعہ بھی اس ذات کامل کے کلام سے محروم اور بے خبر ہو تو پھر اس ناپید اوجود پر کیونکر یقین آوے اور اگر مصنوعات کے ملاحظہ سے صانع کا کچھ خیال بھی دل میں آیا لیکن جب طالب حق نے مدت العمر کوشش کر کے نہ کبھی اس صانع کو اپنی آنکھوں سے دیکھا نہ کبھی اس کے کلام پر مطلع ہوا نہ کبھی اس کی نسبت کوئی ایسا نشان پایا کہ جو جیتے جاگتے میں ہونا چاہیئے تو کیا آخر اس کو یہ وسوسہ نہیں گزرے گا کہ شاید میری فکر نے ایسے صانع کے قرار دینے میں غلطی کی ہو اور شاید دہریہ اور طبعیہ ہی سچے ہوں کہ جو عالم کی بعض اجزا کو بعض کا صانع قرار دیتے ہیں اور کسی دوسرے

صانع کی ضرورت نہیں سمجھتے میں جانتا ہوں کہ جب نرا عقل پرست اس باب میں اپنے خیال کو آگے سے آگے دوڑائے گا تو وسوسہ مذکورہ ضرور اس کے دل کو پکڑ لے گا کیونکہ ممکن نہیں کہ وہ خدا کے ذاتی نشان سے باوجود سخت جستجو اور تگاپو کے ناکام رہ کر پھر ایسے وساوس سے بچ جائے وجہ یہ کہ انسان مین یہ فطرتی اور طبعی عادت ہے کہ جس چیز کے وجود کو قیاسی قرائن سے واجب اور ضروری سمجھے اور پھر باوجود نہایت تلاش اور پرلہ درجہ کی جستجو کے خارج میں اس چیز کا کچھ پتہ نہ لگے تو اپنے قیاس کی صحت میں اس اکو شک بلکہ انکار پیدا ہو جاتا ہے اور اس قیاس کے مخالف اور منافی سینکڑوں احتمال دل میں نمودار ہو جاتے ہیں، بارہا ہم تم ایک مخفی امر کی نسبت قیاس دوڑایا کرتے ہیں کہ یوں ہو گا یا ووں ہو گا اور جب بات کھلتی ہے تو وہ اور ہی ہوتی ہے انہیں روزمرہ کے تجارب نے انسان کو یہ سبق دیا ہے کہ مجرّد قیاسوں پر طمانیت کر کے بیٹھنا کمال نادانی ہے غرض جب تک قیاسی اٹکلوں کے ساتھ خبر واقعہ نہ ملا تب تک ساری نمائش عقل کی ایک سراب ہے اس سے زیادہ نہیں جس کا آخری نتیجہ دہریہ پن ہے سو اگر دہریہ بننے کا ارادہ ہے تو تمہاری خوشی ورنہ وساوس کے تند سیلاب سے کہ جو تم سے بہتر عقلمندوں کو اپنی ایک ہی موج سے تحت الثریٰ کی طرف لے گیا ہے صرف اُسی حالت میں تم بچ سکتے ہو کہ جب عروہ وثقیٰ الہام حقیقی کو مضبوطی سے پکڑ لو ورنہ یہ تو ہرگز نہیں ہو گا کہ تم مجرّد خیالات عقلیہ میں ترقی کرتے کرتے آخر خدا کو کسی جگہ بیٹھا ہوا دیکھ لو گے بلکہ تمہارے خیالات کی ترقی کا اگر کچھ انجام ہو گا تو بالآخر یہی انجام ہو گا کہ تم خدا کو بے نشان پا کر اور زندوں کی علامات سے خالی دیکھ کر اور اس کے سراغ لگانے سے عاجز اور درماندہ رہ کر اپنے دہریہ بھائیوں سے ہاتھ جا ملاؤ گے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 345-346)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

عقل کے پیغمبر پر: یعنی عقل کو انتہائی درجے تک رہنما مان کر۔ By believing in rationality as an ultimate path to the truth

باایں ہمہ: ان سب باتوں کہ باوجود، اس کے باوصف Despite all the facts

شرط، مشروط: If condition is not fulfilled the result cannot be achieved

مفقود: نہ ہونا، موجود نہ ہونا۔

بدیہی: کھلا ہوا، واضح Explicit

دیدہ و دانستہ: جان بوجھ کر، سوچ سمجھ کر deliberately

روا رکھنا: ہونے دینا، جائز قرار دینا، قبول کر لینا۔ یاسمین حمید کا یہ شعر روا کے معنی مزید کھولتا ہے:۔

سمندر ہو تو اس میں ڈوب جانا بھی روا ہے
مگر دریاؤں کو تو پار کرنا چاہیئے تھا

ٹٹولنا: چھونا یعنی چھونے کی حس کے ذریعے کسی شے کی حقیقت معلوم کرنے کا عمل Touch

ناپیدا: نظر سے اوجھل، غائب، مخفی۔ Invisible

صانع، مصنوعات: بنانے والا اور وہ شے جو وہ بنائے producer and production

طالب حق: کسی شے کی حقیقت تک پہنچنے کا خواہش مند researcher

مدت العمر: تمام عمر، ساری زندگی lifetime

وسوسہ: شک، شبہ suspicion

دہریہ اور طبیعہ: خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والے اور مادے کو ازلی ابدی حقیقت سمجھنے والے، فطرت پرست، نیچری atheistic and naturalistic approach

بعض اجزا کو بعض کا صانع قرار دینا: یعنی یہ خیال کہ ہر مادی چیز کسی دوسری مادی چیز یا چیزوں سے مل کر بنی ہے اور یہ سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے۔ خدا تعالیٰ کو دنیا کا پیدا کرنے والا نہ ماننا۔

تگاپو: محنت، کوشش، بھاگ دوڑ، تلاش وغیرہ

قیاسی قرائن: خیالی، تصوراتی مفروضے اور اندازے hypothetical presumptions

خارج: معروضی، باہر objective

مجرّد قیاس: محض اندازہ Try to know something merely through hypothesis

قیاسی اٹکلیں: بے ثبوت، بلا دلیل اندازے

نمائش عقل: عقل کا استعمال

تند سیلاب: بے قابو اور طاقتور پانی کا بہاؤ

عروہ وثقیٰ الہام حقیقی: سچے الہام کا مضبوط کڑا مراد ہے وحی و الہام کے ذریعے انبیاء کو دی جانے والی تعلیمات، قرآن شریف، حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات۔

درماندہ: بے بس

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 فروری 2023ء)

(قسط 75)

مرکب صفات Compound adjectives

مرکب صفات پر تفصیلی بحث جاری ہے۔ اس سبق کا پہلا لاحقہ ہے فروش۔ اس لاحقے سے مل کر بننے والی مرکب صفات کو جاننے سے قبل ہم اس لفظ کے اپنے معنی جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

فروش: اس کے معنی ہیں بیچنے والا، سودا کرنے والا۔ یہ بطور لاحقہ مرکبات یعنی compounds میں آخری حصہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں کسی بھی قابل فروخت شے کے ساتھ اگر فروش لگادیں تو یہ ایک پیشے کا نام بن جاتا ہے، جیسے پارچہ فروش یعنی کپڑے کا کاروبار کرنے والے، عطر فروش یعنی خوش بوئیں، عطر، پرفیوم وغیرہ کا کاروبار کرنے والا، سر فروش یعنی بہادر، جان کی پرواہ نہ کرنے والا اس ضمن میں ظہیر کاشمیری کا یہ شعر ملاحظہ ہو

؎ عشق اک حکایت ہے سر فروش دنیا کی
ہجر اک مسافت ہے بے نگار صحرا کی

یعنی عشق ایک ایسی دنیا کی داستان ہے جہاں صرف جان کی پرواہ نہ کرنے والے بستے ہیں اور ہجر یعنی محبوب سے دوری گویا ایک ایسے صحرا کا سفر ہے جہاں کوئی زینت، آرائش اور نقوشِ راہ نہیں۔

سبزی فروش ، پھل فروش، بَردہ فروش یعنی انسانوں، غلاموں، کنیزوں کا کاروبار کرنے والا Human-trafficker، ضمیر فروش یعنی ایمان بیچنے والا، دنیا کے لالچ میں جھوٹ کی تائید کرنے والا، اسے خود فروش بھی کہا جاتا ہے dishonest/ treacherous

گیر: یہ بھی بطور ایک لاحقہ استعمال ہوتا ہے اور فتح کرنا، غالب آجانا، قابو پالینا وغیرہ کے معنی دیتا ہے۔ اس کی مدد سے بننے والی صفات کی چند مثالیں پیش ہیں ۔ عالمگیر یعنی دنیا میں یا دور دور تک پھیلنے والا international/ world-wide/ universal۔ جہاں گیر یعنی حاکم، عالم، دنیا کو فتح کرنے والا۔ رہگیر یعنی وہ شخص جو کسی راستے سے گزرے، مسافر۔ ماہی گیر یعنی مچھلیاں پکڑنے والا، مچھیرا Fisher ۔ رسّہ گیر یعنی مویشی چُرانے والا Rustler ملک گیر یعنی ملک بھر میں nationally۔ دلگیر یعنی مغموم، اداس کسی صدمے یا دکھ کا دل پر غالب آجانا، گلوگیر یعنی گلے میں کسی شے کا پھنس جانا، غم یا جذبات سے گلے سے رونے کی کیفیت جیسی آواز نکلنا۔ دامن گیر یعنی وہ خیال یا جذبہ جس سے انسان کسی طرح بھی پیچھا نہ چھڑا پائے ، ایک خلش، ادھورا ارادہ وغیرہ ۔ گرہ گیر یعنی بل کھایا ہوا ، پیچیدہ complicated/ curled۔

خوار یا خور: بطور لاحقہ جب استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کھانے پینے والا۔ اس کی مدد سے بننے والی صفات کی چند مثالیں پیش ہیں۔

حرام خور یعنی ناجائز طریقوں سے دولت کمانے والا ، دھوکا دینے والا وغیرہ Unfaithful/ dishonest/ depending/ corrupt۔ چغل خور یعنی بری نیت سے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی کرنے والا، موجودہ زمانے میں تو یہ برائی حکمرانوں میں بھی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ خاص طور پر ترقی پذیر قوموں کے حکمران فوائد حاصل کرنے کے لئے امیر ممالک کے حکمرانوں کو ایک دوسرے کے خلاف کرنے کے لئے یہ حکمت عملی استعمال کر رہے ہیں۔ غوطہ خور یعنی پانی میں ارداۃً ڈبکی لگانے والا۔ پیشہ ورانہ ضرورت کے لئے تہِ آب جانے والا۔ مفت خور بنیادی طور پر اس کے معنی ہیں ایسا شخص جسے اپنی عزت نفس کا پاس نہ ہو یعنی وہ خوددار نہ ہو اور کوشش کرتا ہو کہ ہر کام بنا محنت اور معاوضے کے ہو جائے۔ سادہ الفاظ میں ایسا شخص جو ہر چیز بنا قیمت کے حاصل کرنا چاہتا ہو۔ عام طور پر یہ عادت نشہ کے عادی، کام سے جی چرانے والوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ تربیت کا نہ ہونا، کمزور صحت، بری صحبت کا شکار ہو جانا وغیرہ ہوتا ہے۔ تاہم ہمیں ایسے لوگوں سے مہربانی اور دلنوازی سے پیش آنا چاہیئے اس طرح اکثر لوگ اس بحران سے نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں اصحاب صفہؓ، اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشاق

صحابہؓ کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے جو صرف اور صرف خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادوں کے منہ کے بھوکے ہوتے ہیں اور ہر دم ان کے در پر حاضر رہتے ہیں کیونکہ ایسے مخلصین کے بارے میں بھی بعض اوقات لوگ بد ظنی کرتے ہوئے انہیں نعوذ باللہ مفت خورے سمجھ بیٹھتے ہیں۔اس وضاحت کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کیونکہ اصحاب صفہؓ کی مثالیں جماعت احمدیہ میں آج بھی موجود ہیں کیونکہ شمع خلافت روشن ہے اور اس کے گرد عشاق آج بھی پروانوں کی مانند موجود رہتے ہیں۔خونخوار اس لفظ کے سادہ معنی تو ہیں خون پینے والا اور درندوں کے لئے یہ انہیں معنوں میں استعمال ہوتا ہے تاہم جب انسانوں کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس کا معنی ہوتا ہے ظالم، بے رحم بآسانی انسانوں کو قتل کر دینے والا یا کروا دینے والا-blood thirsty/ murderer/ cruel۔میخوار یعنی شرابی، کثرت سے شراب پینے والا تاہم ادبی تحریرات اور شاعری میں اس کے مختلف معنی بھی کیے جاتے ہیں جیسے علم، عرفان یا معرفت کے حصول کا انتہا درجے کا شوقین، عاشق، طالب وغیرہ۔ حضرت مصلح الموعودؓ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

ساغرِ حسن تو پُر ہے کوئی میخوار بھی ہو
ہے وہ بے پردہ کوئی طالب دیدار بھی ہو

(کلامِ محمود نظم 55 صفحہ 102)

یعنی خدا تعالیٰ نے اس کائنات کو ایک جام یا پیالے کی طرح حسنِ معرفت، علم و عرفان اور سچائیوں سے بھر دیا ہے۔بس ضرورت ایک ایسے شخص کی ہے جو کسی عادی شرابی کی طرح حسن عرفان کی اس شراب کو پیتا جائے۔دوسری طرف خدا تعالیٰ اپنی تخلیقات میں ایک بے پردہ حسین کی طرح جھلک رہا ہے مگر اس کے دیدار کی شرط علم و معرفت کے حصول کی انتہائی تڑپ ہے۔سادہ الفاظ میں ایک حقیقی طالب علم اور تحقیقات کا شوق رکھنے والا ہی خدا تعالیٰ کی تخلیقات کے ذریعے اس کے حسن کو مشاہدہ کر سکتا ہے۔

سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں

انما الاعمال بالنیات کی حدیث بھی جوامع الکلم میں سے ہے اور اسی وجہ سے بعض علماء نے اس کو ایک تہائی 1/3 اسلام قرار دیا ہے اور بعض نے ایک تہائی علم کا اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بڑھ کر

پُر حکمت، پُر معانی اور کوئی حدیث نہیں (فتح الباری جزء اول صفحہ 14) بلکہ سچ تو یہ ہے کہ دین کی ساری ماہیت اس جملہ میں کوٹ کر بھر دی گئی ہے اور یہ جملہ در حقیقت بطور اس اصل الاصول کے ہے کہ جس سے انسان کو حیوان سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اور جس کی بناء پر انسان کے طبعی افعال دائرہ اخلاق میں داخل ہو کر انسان کو ذمہ وار اور اعمال کی جواب دہ ہستی بنادیتے ہیں اور شریعت کی تمام پابندیاں اس پر عائد ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تھوڑی سی وضاحت کرنی از بس ضروری معلوم ہوتی ہے تاکہ اس کا تعلق اس باب سے اور نیز اس کتاب کے مضمون سے پورے طور پر واضح ہو جائے۔

1۔ علماء اسلام نے فعل اور عمل کے درمیان یہ فرق بتلایا ہے کہ فعل طبعی حرکت کو کہتے ہیں جس میں نیت کا دخل نہیں اور عمل وہ فعل ہے جس میں نیت کا دخل ہو جو بالارادہ قصداً کیا جائے۔ جس کے کرنے پر انسان کا طبعی فعل اچھا یا برا کہلاتا ہے اور اس لئے وہ انعام یا سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اس تعریف کو مد نظر رکھ کر انما الاعمال بالنیات کا یہ مفہوم ہو گا کہ طبعی افعال کو عملی یا اخلاقی حیثیت نیتوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ان معنوں کے اعتبار سے بالنیات میں (ب) سببیہ ہے۔

(صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 3 کتاب بدء الوحی)

اہم نکات:

1۔ انسان یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ ایک کام ارادۃً کرے۔ اس صلاحیت کی وجہ سے وہ دیگر حیوانات سے مختلف ہے۔

2۔ قصداً کام کرنے کی صلاحیت نے ہی انسان کو اپنے کاموں کے لئے جواب دہ اور ذمہ دار بنایا ہے۔ اسی وجہ سے اسے اپنے کاموں پر انعام یا سزا ملتی ہے۔

3۔ طبعی افعال کو عملی یا اخلاقی حیثیت نیتوں کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

جوامع الکلم: وہ کلام جن میں الفاظ تھوڑے اور مطالب بہت ہوں، مطلب بہت زیادہ نکلیں Short rich, significant expressions

ایک تہائی: کسی چیز کے تین برابر حصوں میں سے ایک 1/3۔

پُر حکمت: یعنی معنوں سے بھرا ہوا Full of wisdom and philosophy

پُر معانی: جس میں سے عقل و حکمت، علم و معرفت کے کئی اصول نکلتے ہوں۔

دین کی ماہیت: دین کی حقیقت، اصلیت اور کیفیت essence of religion of Islam

کوٹ کر بھرنا: بہت زیادہ ہونا، اتنا بھر دینا کہ کوئی جگہ خالی نہ رہ جائے۔

اصل الاصول: خلاصہ، علت غائی، بنیادی اصول Fundamental principle

طبعی افعال: وہ کام جنہیں انسانی جسم، دماغ وغیرہ قدرتی اور فطرتی طور پر خود بخود انجام دیتے ہیں۔ اس میں اچھے برے کی کوئی بحث نہیں ہوتی کیونکہ ان کاموں میں انسان کا ارادہ اس طرح سے شامل نہیں ہوتا جیسے وہ اخلاقیات میں ہوتا ہے۔ مثلاً کھانا پینا، ہضم کرنا، اولاد کی پیدائش کا سلسلہ اور عمل وغیرہ۔

دائرہ اخلاق: وہ دائرہ جس میں داخل ہو کر اعمال مذہبی تعلیمات کی روشنی میں دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ یعنی یا وہ نیکی ہوتے ہیں یا بدی۔ مثلاً کھانا ایک فطری عمل ہے مگر جان بوجھ کر، نیت کر کے کسی کی مال دھوکے سے چھین کر یا لوٹ کر کھانا ایک بدی ہے۔ یعنی وہ کھانا جو ایک فطری عمل ہے جب حرام اور ناجائز طریق سے حاصل کی گیا ہو تو فطری عمل نہیں رہتا بلکہ وہ دائرہ اخلاق میں داخل ہو جاتا ہے۔

ذمہ وار، جواب دہ: پس فطری یا قدرتی عمل پر انسان جواب دہ یا جزا سزا کا مستحق نہیں ہے۔ مثلاً پیاس لگنے پر پانی پینا ایک فطری عمل ہے۔ لیکن شراب پینے کی اسلام میں مناہی ہونے کے باعث اس کا پینا گناہ بن گیا اور اس کو پینے والا اپنے عمل پر جواب دہ ہے۔ اسی طرح روزے کی حالت

ازبس: بہت زیادہ، نہایت Extremely

نوٹ: یہ سبق الفضل میں نمبر 76 سے شائع ہوا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2023ء)

(قسط76)

مرکب صفات Compound adjectives

اس باب کا پہلا لاحقہ ہے **گو**۔ جب یہ لفظ بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں 'کہنے والا' اس کا تعلق لفظ گویائی سے ہے یعنی بولنا، گفتگو کرنا، کلام کرنا وغیرہ۔ اس لاحقے سے بننے والی مرکب صفات کی مثالیں ملاحظہ ہوں: راست گو یعنی سچ بولنے والا، سچا انسان۔ راست یعنی سچی، سیدھی اور کھری بات کرنے والا۔ راست کا ستعمال آبرو شاہ مبارک کے اس شعر میں دیکھیئے:

؎ غم کے پیچھو راست کہتے ہیں کہ شادی ہووے ہے

حضرت رمضان گئے تشریف لے، اب عید ہے

یعنی سچ کہتے ہیں کہ غم کے بعد خوشی آتی ہے۔ دیکھو رمضان المبارک کا اختتام ہوا جو کہ صبر اور مجاہدے کا مہینہ ہے اور اب عید آئی ہے۔

دروغ گو یعنی عادتاً، ارادۃً اور جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا، کاذب۔ کم گو یعنی کم بولنے والا، خاموشی کو پسند کرنے والا۔ کلمہ گو یعنی کلمہ پڑھنے والا۔ ایک مسلمان۔ ہجو گو: یعنی کسی کی برائی اور مذمت میں شعر کہنے والا یہاں ہجو عربی لفظ ہے۔ عیب گو یعنی برائی بیان کرنے والا، یہاں عیب عربی لفظ ہے۔ بیہودہ گو یعنی گندی، غیر مہذب، غیر معیاری گفتگو کرنے والا، گالیاں دینے والا foul-mouthed۔ یاوہ گو یعنی بیہودہ اور نامعقول باتیں کرنے والا اس صفت میں لفظ (یاوہ) ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں بے اصل بات یا شے، لغو بات، انہیں معنوں میں فضول گو، بد گو، پوچ گو وغیرہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ قصیدہ گو یعنی

شعر یا نثر prose / poetry میں کسی کی تعریف کرنے والا اس عمل کو مدح سرائی بھی کہا جاتا ہے اور اسی سے حمد ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی جائے۔ داستان گو یعنی ایسا شخص جس کا پیشہ یا مشغلہ قصے کہانیاں سنانا ہو۔ عام طور پر ایسے لوگوں نے بہت سے قصے یاد کیے ہوئے ہوتے ہیں البتہ بعض داستان گو اپنے حافظے یعنی یادداشت کے ساتھ ساتھ تخلیقی صلاحیتوں سے بھی کام لیتے ہیں اور کہانی کو اس طرح بیان کرتے ہیں گویا منظر کشی کر رہے ہوں اور سننے والا لاشعوری طور پر وہ مناظر دیکھنے لگتا ہے۔ بادشاہت، جاگیرداری اور نوابیت کے دور میں ایسے لوگ باقاعدہ اجرت پر ملازم رکھے جاتے تھے اور ان کا کام حکمرانوں اور امرا کے اعصابی تناؤ کو کم کرکے انہیں نیند کی وادیوں میں دھکیلنا ہوتا تھا جس میں وہ بہت کامیاب تھے۔ دعا گو یعنی دعا کرنے والا، دعا دینے والا، بھلائی چاہنے والا well-wisher یہ مرکب صفت خط و کتابت میں کثرت سے استعمال ہوتی ہے۔

جُو: مرکب صفات میں جزو آخر کے طور پر آتا ہے اور اس کے معنی ہیں: تلاش کرنے والا۔ اس سے بنی والی صفات دیکھتے ہیں۔

بہانہ جُو یہ صفت برے معنوں میں استعمال ہوتی ہے یعنی دھوکے باز جو محض جھوٹے بہانے بناتا ہو seeking pretext۔ نکتہ جُو یعنی علمی اور گہری باتیں تلاش کرکے بیان کرنے والا، لطیف اور عمدہ کلام کرنے والا۔ مہم جُو مشکل کام کر گزرنے والا مشکل پسند، خطرات سے کھیلنے والا adventurer چارہ جُو تکلیف یا مشکل سے نکلنے کی تدبیر کرنے والا، طبیب، معالج healer/ one who knows cure

عزیز لکھنوی اپنے اس شعر میں چارہ جو کا استعمال کرتے ہیں

یہ مشورہ بہم اٹھے ہیں چارہ جو کرتے
کہ اب مریض کو اچھا تھا قبلہ رو کرتے

یعنی مریض قابل علاج نہیں رہا پس علاج کرنے والے طبیب یا ڈاکٹرز آپس میں یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ اب اس مریض کو حوالہ با خدا کیا جانا ہی بہتر ہے۔ مسلمان میت کو جب قبر میں لٹاتے ہیں تو اس کا منہ قبلے کی طرف کرتے ہیں۔ (فقہ احمدیہ جلد 1 صفحہ 241)

حیلہ جُو اسے حیلہ باز اور تدبیر ساز بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی ہیں مکاّر، فریبی، دغاباز وغیرہ البتہ حیلہ کرنا اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں دنیا کے کاموں میں کوشش کرنا، ترکیب استعمال کرنا وغیرہ۔ عیب جُو یعنی چیزوں اور انسانوں کی کمزوریاں اور نقائص کی تلاش کر کے انہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرنا۔ خدا جُو یعنی خدا تعالیٰ کی تلاش کرنے والا طالب حق، محقق۔ حق جُو یعنی سچائی کی تلاش کرنے والا، نیکی اور راستی کی کھوج کرنے والا۔ دل جُو یعنی دِلداری کرنے والا، پیارا، محبوب، مرغوب، دل آویز، دل پزیر حسین، خوبصورت، دلکش۔ صلح جُو یعنی میل جول سے رہنے والا، لڑائی جھگڑا کو ناپسند کرنے والا، صلح پسند۔ جست جُو یعنی تلاش کرنا، ڈھونڈھنے کا عمل، تحقیقات، کھوئی ہوئی شے کی تلاش کرنا Quest/ curiosity ۔

فیض احمد فیض جستجو کا استعمال اپنے اس شعر میں کرتے ہیں

؎ نہیں نگاہ میں منزل تو جستجو ہی سہی
نہیں وصال میسر تو آرزو ہی سہی

یعنی اگر منزل یا مراد تک پہنچنا ممکن نہیں ہے تو بھی کوشش کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ ملاقات کی سچی خواہش بھی گویا ملاقات ہی ہے۔ یہ ہمارے رسول کریم ﷺ سے ملاقات کی آرزو ہی تھی جس نے حضرت اویس کرنیؓ کو اسلامی تاریخ میں ایک اعلیٰ مقام عطا کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

الہام الٰہی کی برکتیں اور وحی اللہ کے آفتاب کی شعاعیں ہیں جنہوں نے خدا کی ہستی کو شہرہ آفاق کر دیا ہے اور جن کی متواتر بارشوں نے اقرار ہستی الٰہی کو لاکھوں خداترس روحوں میں مضبوطی سے جما دیا ہے اور کروڑہا دلوں پر ایک بزرگ اثر ڈال رکھا ہے پس چونکہ اسی کی مستحکم اور قدیمی شہادتوں کی بلند آوازوں سے ہر یک انسان کی قوت سامعہ بھر گئی ہے اور ہر یک عصبہ سماعت کی تمام تار و پود میں وہ دلربا آوازیں ایسی سرایت کر گئی ہیں کہ ایک نادان اور اُمّی آدمی کہ جو عقل کے نام سے بھی واقف نہیں اور نہ یہ جانتا ہے کہ دلائل کیا چیز ہیں اگر خدا کی ہستی کے بارہ میں سوال کیا جائے کہ آیا وہ موجود ہے یا نہیں تو ایسے سائل کو وہ

نہایت درجہ کا احمق جانتا ہے اور خدا کی ہستی پر ایسا پختہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اگر تمام مجرد عقل پرست ایک طرف رکھے جائیں اور دوسری طرف اس کو رکھا جائے تو اس کے یقین کا پلہ بھاری ہو اور لطف یہ کہ معقولیوں اور فلسفیوں کی طرح ایک دلیل بھی اسے یاد نہیں ہوتی بلکہ اس کی بلا کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ برہان اور دلیل اور حجت اور قیاس کسے کہتے ہیں غرض انہیں برکتوں کے سہارے سے برہمو سماج والے بھی باوجود سخت بیراہی اختیار کرنے کے اب تک کسی قدر خدا کی ہستی کے قائل ہیں اور خدا کے موجود ہونے کی بزرگ شہرت نے ان کے خیالات کو بھی آوارہ گردی سے تھام رکھا ہے۔ پس اگرچہ کوئی اپنے خبث باطن سے الہام الٰہی کا شکر گزار نہ ہو مگر در حقیقت اسی کے قوی ہاتھ اور پرزور بازو سے یقین اور صدق کی کشتی چل رہی ہے اور وہی خدادانی کے دریا کا ناخدا ہے اور اگر دہریہ اس کے آثار فیض سے بے بہرہ رہے ہیں تو یہ اس کا قصور نہیں بلکہ خود دہریہ اس شخص کی طرح ہیں کہ جو اپنی فطرت سے اندھا اور بہرہ ہو یا اس عضو کی طرح ہیں جو فاسد اور جذام خوردہ ہو گیا ہو۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 348-350)

اقتباس کے مشکل الفاظ اور نکات کے معنی

الہام الٰہی کی برکتیں اور وحی اللہ کے آفتاب کی شعاعیں: خدا تعالیٰ کے انبیاء، خلفاء اور اولیاء کا ہر زمانے اور ہر دور میں انسان کی رہنمائی کرنا۔

شہرہ آفاق: دنیا میں مشہور، ہر مذہب، ثقافت اور معاشرے میں خدا تعالیٰ کا تصور موجود ہونا۔

متواتر: مسلسل، بلا توقف، لگاتار، پیہم۔ Continuously/ successively

خداترس: خدا سے ڈرنے والا، متقی۔ God-fearing

خداترس روحوں میں مضبوطی سے جما دیا ہے اور کروڑہا دلوں پر ایک بزرگ اثر ڈال رکھا ہے: یعنی ہر نیک انسان لاشعوری طور پر خدا تعالیٰ کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے کیونکہ انبیاء کی تعلیمات کا اثر نسل در نسل انسانی دل و دماغ پر رہتا ہے گویا وہ اس کے خون میں ہو، چاہے وہ شعوری ہو یا لاشعوری اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا تصور دنیا کے ہر اس گوشے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے جہاں کوئی انسانی گروہ آباد ہے۔

مستحکم اور قدیمی شہادتوں کی بلند آوازیں: یعنی تاریخی اعتبار سے سلسلہ وار الہامی تعلیمات اور ان کی تصدیق کرنے والے گواہان موجود ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کا تصور انسان کے وجود کا لازمی حصہ بن گیا ہے۔

قوت سامعہ بھر گئی ہے: یعنی انسان میں جینیاتی، جبلتی اعتبار سے خدا تعالیٰ کی آواز موجود ہے۔

عصبہ سماعت: انسانی جسم کے وہ پٹھے جو آواز سننے کے عمل میں کام آتے ہیں۔

تارو پود: تانابانا، نظام structure

مجرّد عقل پرست: rationalists

پلہ: ترازو کا ایک حصہ scale pan

معقولی اور فلسفی: rationalist and Philosopher معقولی وہ لوگ جو سچائی تک پہنچنے کا واحد ذریعہ عقل انسانی Human Intelligence کو ہی سمجھتے ہیں۔ فلسفی وہ شخص جو علم فلسفہ کا ماہر ہو۔ فلسفہ یونانی زبان کی لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں علم سے محبت۔ فلسفہ اپنی ذات میں برا نہیں ہے لیکن جیسے کسی بھی شے کو حرف آخر سمجھ لینا انسان کو ہمیشہ تباہ کرتا آیا ہے اسی طرح فلسفہ، سائنس اور عقل انسان کے دشمن بن جاتے ہیں جب وہ صرف انہی کو تمام سچائیوں تک پہنچنے کا ذریعہ اور انہیں کو تمام سچائیوں کا مجموعہ سمجھ لیتا ہے۔ تاہم اگر انسان حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لاکر اس سچائی کو سمجھ لے کے یہ تمام علوم سچائی تک پہنچنے میں محض مددگار ہیں تو وہ ان سے بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

اس کی بلا کو: یعنی کسی بات یا صلاحیت کا کسی شخص میں ہونے کا امکان صفر ہونا۔

برہان اور دلیل اور حجت اور قیاس: argument/ evidence/ reasoning

بیراہی: گمراہی، بے راہ، بد چلنی وغیرہ۔

بزرگ شہرت: universally known concept

خُبث باطن: اندرونی ناپاکی جو کثرت گناہ، باغیانہ روش اور تکبر سے پیدا ہو جاتی ہے۔

خدادانی کے دریا کا ناخدا: یعنی وہ علوم جن کے ذریعے خدا تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہے ان علوم کی کنجی الہام یعنی سلسلۂ نبوت و خلافت ہے۔ ناخدا یعنی ملاح اور خدادانی یعنی ہستی باری تعالی کا عرفان۔ سادہ الفاظ میں یہ سمجھ کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے پایا جا سکتا ہے۔

آثار فیض سے بے بہرہ: یعنی خدا تعالیٰ کی صفات جس طرح سے نظام دنیا میں کام کر رہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بہترین ثبوت ہیں مگر نبوت و خلافت کے بغیر ان صفات کی نظام دنیا میں کاریگری اور عمل دخل یقین کی حد تک دکھائی نہیں دیتا۔

فاسد اور جذام خوردہ: بیمار اور تباہ حال۔ جذام ایک خطرناک متعدی بیماری ہے، کوڑھ leprosy

نوٹ: یہ سبق الفضل میں نمبر 77 سے شائع ہوا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 مارچ 2023ء)

(قسط 77)

مرکب صفات Compound adjectives

اس موضوع پر تفصیلی بحث اس باب میں بھی جاری رہے گی۔ گزشتہ باب میں ہم نے (جُو) کے لاحقے سے بننے والی مرکب صفات تک بات کی تھی۔ اس باب کا آغاز جس لاحقے سے ہو گا وہ ہے **بین**۔ مرکب صفات کی طرف جانے سے قبل یہ وضاحت نافع ہو گی کہ بعض متعلق فعل یعنی adverbs میں بھی بین استعمال ہوتا ہے مگر اس کا تعلق لفظ بیننا سے ہوتا ہے جیسے چھان بین کرنا وغیرہ۔

بین یا بیں: یعنی جب بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے تو جزواول کے مفہوم سے مل کر دیکھنے والا، یاد رکھانے والا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

جیسے ظاہر بین یعنی جسے حقیقی علم نہ ہو، اصلیت سے بے خبر ہو، عمومی رنگ میں چیزوں کو دیکھنے والا، تفصیلی حقائق، تعبیر و تاویل کے بغیر۔ دور بیں یعنی دُور تک پہنچنے والی، دور کی چیز دیکھنے والی، دُور رَس آئندہ نتیجوں پر نظر رکھنے والا، دُور اندیش، صاحب بصیرت۔ اس کے علاوہ دور بین اور خورد بین دو آلے بھی ہیں دور بین سے ستاروں، سیاروں وغیرہ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اس کے علاوہ دور کی چیزیں دیکھنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اسے انگریزی میں telescope کہتے ہیں۔ خورد بین بھی ایک آلہ ہے جو انتہائی باریک چیزوں کو دیکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اسے انگریزی میں microscope کہتے ہیں۔ باریک بین یعنی جو اشیاء کا یا معاملات کا انتہائی تفصیلی مشاہدہ کرتا ہو۔ جس کی نظر سے معمولی سے معمولی چیز بھی پوشیدہ نہ رہتی ہو۔

نشین: مرکبات میں بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے اس کے معنی ہیں بیٹھنے والا۔ اس سے مل کر بننے والی صفات دیکھتے ہیں۔

خاک نشیں بظاہر اس کے معنی ہیں مٹی میں بیٹھنے والا یا ملا ہوا لیکن یہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو بہت عاجزی و انکساری کی زندگی گزارتا ہو اور انسانوں کے لئے ایک بہترین میزبان اور خادم ہو humble/ hospitable/ absorbed in passion۔ گدی نشیں یعنی کسی ایسی مخصوص نشست پر بیٹھنے والا جو نسلوں سے اور برسوں سے لوگوں میں معزز سمجھی جاتی ہو۔ ایسا اعزاز جائز بھی ہوتا ہے اور توہماتی بھی۔ زیادہ تر گدی نشینی کا تعلق شخصیت پرستی کی برائی سے ہے جو کم تعلیم یافتہ اور غیر ترقی یافتہ معاشروں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ جیسے اکثر ترقی پذیر ممالک میں لوگوں کو حکمرانی یا سرداری کے لئے ان کی صلاحیتوں یا کامیابیوں کو مد نظر رکھ کر نہیں چنا جاتا بلکہ سب سے زیادہ جو طاقت یہاں کام کرتی ہے وہ ہے شخصیت پرستی۔ ایک کے بعد ایک شخص نسل در نسل گدی نشین ہوتا جاتا ہے successor/ keeper of a saint , tomb, king' seat۔ پردہ نشیں یعنی پردہ میں رہنے والی عورت veiled/ observer of purdah۔ گوشہ نشیں یعنی عام معاشرتی سرگرمیوں اور کاروباروں سے دور رہ کر خدا تعالیٰ کی عبادت، علمی تحقیقات، تالیفات، تصنیفات وغیرہ کرنے والا recluse۔ ذہن نشین یعنی یادداشت میں محفوظ ہو جانا یا کر لینا impressed/ memorized۔

رُبا: اس کے معنی ہیں لبھانے والا، اپنی طرف کھینچنے والا۔ اب اس لاحقے کے ساتھ مل کر بننے والی مرکب صفات میں سے چند پر غور کرتے ہیں۔

دِل رُبا جیسا کہ الفاظ سے واضح ہو رہا ہے اس کے معنی ہیں دل کو لبھانے والی شے، بات یا شخص۔ Appealing/ seducing / convincing، آہن رُبا یہاں پہلے لفظ کے معنی ہیں لوہا پس اس کے معنی ہوئے لوہے کو اپنی طرف کشش کرنے والی شے یعنی مقناطیس magnet۔ ہوش ربا یعنی ایسا منظر، اداکاری، فنکارانہ کام جو انسان کو اس میں پوری طرح محو ہو جانے یعنی انتہائی دلچسپی لینے پر مجبور کر دے۔ عام طور پر ہم بہت کچھ دیکھتے، پڑھتے، سنتے ہیں مگر آدھے دل سے یا بس وقت گزارنے کے لئے لیکن اعلیٰ

ہنر، فن، مہارت وغیرہ ہم پر گویا جادو کر دیتے ہیں اور ہم اپنے شعور کو مکمل طور پر اسے سمجھنے، دیکھنے اور لطف اٹھانے میں مصروف ہونے دیتے ہیں گویا وہ ہمارے ہوش ہم سے چھین لیتا ہے۔

چیں: یعنی چننے والا اس کے ایک معنی سلوٹ یا بل کے بھی ہیں جیسے ماتھے پر بل پڑنا یعنی ناراض ہونا۔ یا گفتگو میں سے خاص باتیں جیسے کسی کے عیبوں کو نمایاں کرتے چلے جانے والا۔ گویا انہیں چن چن کر اکٹھا کرتا ہو۔ اب اس لاحقے سے بننے والی مرکب صفات دیکھتے ہیں۔

نکتہ چیں یعنی عیب ڈھونڈنے والا، نقص نکالنے والا، اعتراض کرنے والا hypercritical/ sarcastic خوشہ چیں وہ شخص جو باغات میں پھلوں اور پھولوں کو چنتا ہے، فائدہ اٹھانے والا، ادبی دنیا میں کسی بڑی ادبی شخصیت پر انحصار کرنے ولا، تابع dependent/gleaner۔ چیں بہ جبیں ہونا یعنی تیوری پر بل، پیشانی پر شکن یا سلوٹ جس سے غصہ یا ناراضگی ظاہر ہو، ناراضگی۔ مظہر امام نے اس شعر میں چیں بہ جبیں کا خوبصورتی سے استعمال کیا ہے۔

؎ رات آنکھوں میں حیا لے کے گزر جاتی تھی
لمحۂ شوق بہت چیں بہ جبیں رہتا تھا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اس جگہ کوئی شخص نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گویوں کی پیشگوئیوں پر دھوکا نہ کھاوے اور بخوبی یاد رکھے کہ ان لوگوں کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعید کہ جو حق محض ہیں اور جن میں سراسر فتح اور نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں ان سے انسانی آلات کو کچھ بھی نسبت نہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے کہ ان کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو اور ایسے لوگ صرف پیش گویوں سے نہیں بلکہ اپنے خزائن معرفت سے، اپنے توکّل خارق عادت سے، اپنی کامل محبت سے، اپنے انقطاع تام سے، اپنے صدق اور ثبات سے، اپنے

انس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترکِ محبتِ دنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں اور اپنے موید من اللہ ہونے سے اور اپنی بے مثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراحِ صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں اور پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو اُن پر اور اُن کے متعلقین پر وارد ہونے کو ہیں قبل از وقوع بیان کر کے توجہ خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرت احدیت کی طرف سے اُن کو ہوتے ہیں ان کی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی اور یقینی حجت پیش کریں۔

(روحانی خزائن جلد 1 براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 351-353)

اہم نکات: انبیاء، اہل اللہ اور نجومیوں، جوتشیوں وغیرہ کی پیش گوئیوں میں فرق۔

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گویوں: نجم یعنی ستارہ جو شخص ستاروں کی حرکات و سکنات پر غور کر کے پیش گوئی کرے اسے نجومی یا جوتشی کہتے ہیں۔

احمد حسین مائل کا شعر ملاحظہ کریں

؎ غیر کا حال تو کہتا ہوں نجومی بن کر آپ بیتی نہیں معلوم وہ نادان ہوں میں

اہل اللہ: اللہ کے خاص بندے جیسے انبیاء، خلفاء اولیاء۔

قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعید: ایسی پیشگوئیاں جن سے ثابت ہو جائے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں اور منصوبوں کو مکمل کرنے پر قادر ہے۔ وعید خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا ایسا وعدہ ہوتا جس میں کسی دشمن کی ہلاکت کی خبر ہو اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں پر کرم ہوتا ہے کہ وہ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔

انسانی آلات: انسانی دل و دماغ، حسیات نیز سیاروں اور ستاروں کے متعلق تاریخی طور پر جمع کئے گئے حقائق کی روشنی میں غور و فکر کر کے نتائج اکذ کرنے کی صلاحیت وغیرہ۔

اِکسِیر: حصول مقصد کے لیے بہت مفید، نہایت موئثر نسخہ، علاج، نصیحت یا تعلیم وغیرہ۔ سیماب اکبر آبادی کا شعر ملاحظہ کریں۔

؎ یہ شراب عشق اے سیمابؔ ہے پینے کی چیز
تند بھی ہے بد مزہ بھی ہے مگر اکسیر ہے

شخص مستفیض: فائدہ اٹھانے والا، طالب علم، فیض کا طالب۔

خزائن معرفت: علمی تحریرات، تقاریر، نصائح۔ Treasure of knowledge and insightful understandings

توکّل خارق عادت: عام لوگوں سے بہت بڑھ کر خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہونا outstanding level of believing in Allah almighty

انقطاع تام: مکمل طور پر الگ ہو جانا۔ complete disconnection

انس باللہ: اللہ تعالیٰ سے محبت۔

خشوع اور خضوع: عاجزی، انکساری، خدا تعالیٰ کے حضور کثرت سے رو رو کر دعا کرنا۔

کثیر الوجود: بہت بڑی تعداد میں

موید من اللہ: اللہ تعالیٰ کی مدد پانے والا، تائید یافتہ۔

متعلقین: تعلق والے، ایمان لانے والے۔

وارد ہونا: ملنا، عطا ہونا، نازل ہونا۔

قبل از وقوع: ایک واقعہ یا کام ہونے سے پہلے۔ in advance

مخاطبات اور مکالمات: رویا، کشوف، الہامات وغیرہ۔

حضرت احدیت: اللہ تعالیٰ۔

صحت اور منجانب اللہ ہونا: سچ ہونا ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا۔ Valid and from Allah almighty

قطعی اور یقینی حجت: a valid and undeniable argument

نوٹ: روزنامہ الفضل میں اس سبق کا نمبر 78 ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 مارچ 2023ء)

(قسط78)

مرکب صفاتCompound adjectives

ممکن ہے "آؤ!اردو سیکھیں" کے قارین گزشتہ کئی اسباق سے جاری مرکب صفات کے سلسلے کی طوالت سے حیران ہوں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ اردو زبان کے سکھانے کے عمل پر زیادہ کام نہیں ہوا اور اردو زبان کو کھوجنے والا اسے ایک ایسے پہاڑ کی طرح پاتا ہے جس میں راستہ بنانا آسان نہیں۔ مرکب الفاظ یا صفات ان ممکنہ راستوں میں سے ایک ہے جو اس خزانے تک جاتا ہے اس لئے ہم اسے تفصیل سے اور جدید تقاضوں کے مطابق سمجھنے اور کھولنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آج کے سبق کا پہلا لاحقہ ہے ریز۔ اب اس کی تفاصیل جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ریز: مرکبات میں بطور لاحقہ استعمال ہوتا ہے اس کے معنی ہیں گرانے والا. ٹپکانے یا بہانے والا، بکھیرنے والا وغیرہ۔ اب اُن مرکب صفات کی تفصیل جانتے ہیں جو اس لاحقے سے مل کر بنتی ہیں۔

عرق ریز: یعنی پسینہ بہانے والا، انتہائی محنتی خدمت گزار انسان جس کی خدمات مخدوم کو اعتراف کرنے پر مجبور کر دیں۔ اردو میں عرق ریزی زیادہ استعمال ہوتا ہے جو کہ اسم ہے اور اس کے معنی ہیں انتہائی محنت و جانفشانی اور خلوصِ نیت سے تحقیق کا حق ادا کرنا گویا علوم کا عرق یعنی essence نچوڑ لینا ۔ جیسے علماءِ احمدیت نے اسلامی ادب کو لطیف بنانے اور سنوارنے میں جس عرق ریزی سے کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

گُل ریز: یعنی پُھول بکھیرنے والا جیسے زمین پر پھول بکھیر دیئے جاتے ہیں، پھول کی بارش کرنے والا جیسے شادی بیاہ کے موقع پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتی ہیں اسی سے اسم بنتا ہے گل ریزی کرنا یعنی پھول بکھیرنا یا اچھالنا۔ گل ریز بذات خود بھی بطور اسم استعمال ہوتا ہے اور تب اس کے معنی ہوتے ہیں پُھل جھڑی نما آتش بازی۔ گل ریز کا خوبصورت استعمال ناصر کاظمی نے اپنے اس شعر میں کیا ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور رات کے کسی پہر گریا کرنے والی احمدی آنکھوں پر صادق آتا ہے۔

گل ریز میری نالہ کشی سے ہے شاخ شاخ
گلچیں کا بس چلے تو یہ فن مجھ سے چھین لے

یعنی یہ میرے نالوں کا معجزہ ہے کہ گلشن کی ہر شاخ باثمر ہے اور جہاں تک گلشن کے متعصب مالک کا تعلق ہے اگر اس کا بس میری گریاوزاری پر بھی ہوتا تو وہ مجھے اس اعجاز سے محروم کر دیتا۔

خُوں ریز: یعنی خون بہانے والا، بے رحم، قاتل وغیرہ جیسے خوں ریز سفاک آنکھیں، فوج، لشکر وغیرہ۔

دِیدہ ریز یعنی غور و فکر، چھان بین اور تحقیق طلب کام یا انتہائی باریکی کا کام جیسے خطاطی، کپڑوں پر نقوش کاڑھنا embroidery۔ جب رنگ ریز بطور صفت استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں مصور اور نقّاش البتہ بطور اسم یہ ایک پیشہ کا نام ہے یعنی ایسا ہنر مند شخص جو کپڑوں کو انتہائی مہارت سے مختلف رنگ دیتا ہے۔ راکیش راہی کا یہ شعر رنگ ریز کی مزید وضاحت کرتا ہے۔

ہم ترے رنگ میں رنگ جائیں گے یا پھر ہم کو
آپ ہی کی طرح رنگ ریز کیا جائے گا

یعنی یا تو ہم محبوب ہی میں گھل جائیں گے یا پھر محبوب ہمیں اپنی طرح رنگ رنگنے کا ہنر سکھا کر خدمت مخلوق پر مقرر کر دے گا۔ اس میں محبت کی دو کیفیات بیان ہوئی ہیں۔ جیسے ایک عام احمدی حضرت مسیح موعودؑ کے رنگ میں اپنی توفیق اور ہمت کے مطابق رنگین ہو جاتا ہے مگر ایک مبلغ اس رنگ کو اپناتا بھی ہے اور رنگ ریز بن کر نکلتا ہے اور پھر ساری زندگی لوگوں کو اس رنگ سے رنگتا ہے۔ اس طرح وہ رنگ ریز بن جاتا ہے۔

فِشاں یا اَفْشَاں: جھاڑتا ہوا، جھاڑنے والا، چھڑکنے والا، برسنے والا، مرکب صفات میں بطور لاحقہ استعمال ہو کر چھڑکنے والا کے معنی دیتا ہے۔ اس لاحقے سے مل کر بننے والی صفات دیکھتے ہیں۔

گُلفِشاں: یعنی، پھول بکھیرنے والا، پھول برسانے والا (مجازاً Metaphorically) خوش بیاں، فصیح eloquent۔ یہ لفظ زیادہ تر شاعری میں استعمال ہوتا ہے۔ عروج قادری اور قدر بلگرامی کے یہ مصرعے بالترتیب اس صفت کے معنوں کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔

؎ بھری بزم میں گل فشاں اور بھی ہیں　　　　؎ جب ذرا نغموں سے بلبل گل فشاں ہو جائے گا

یعنی مجلس میں ہمارے سوا اور بھی فصیح و بلیغ اور قادرالکلام مقررین موجود ہیں۔ جب بلبل جو ایک خوش آواز پرندہ ہے وہ نغمے گائے گا۔

نور افشاں: یعنی روشنی بکھیرنے والا، نور چھڑکنے والا، منور کرنے والا illuminating یہ لفظ بھی ادبی تحریرات میں استعمال ہوتا ہے۔ مختلف شعرا کے یہ مصرعے ملاحظہ کریں:

؎ نور افشاں چلی آتی ہے عروس فردا　　　　؎ نور افشاں ہے وہ ظلمت میں اجالوں کی طرح

؎ آپ نور افشاں ہیں رات کے اندھیرے میں

یعنی آنے والے بہتر وقت کی دلہن روشنی بکھیرتی چلی آتی ہے۔ وہ تاریکی میں اجالوں کی طرح روشنی بکھیر رہا ہے۔

ضَوفشاں: یعنی روشنی دینے والا، روشن تابناک، منور۔ مثالیں: ہر ذرہ ضوفشاں ہے یعنی ہر ذرہ روشن ہے، داغِ دل ضوفشاں ہوئے یعنی دل کے دکھ چراغ بن گئے، صبح ضوفشاں یعنی روشنی بکھیرتی صبح، چراغِ ضو فشاں وغیرہ۔

اشک فشاں: یعنی آنسو بہانے والا، رونے والا shedding tears۔ امیر مینائی کہتے ہیں:

؎ آج کی شب کوئی افسانۂ دل کش مت چھیڑ
میری آنکھوں کو یوں ہی اشک فشاں رہنے دے

یعنی میری آنکھوں کو اسی طرح آنسو بہانے دو۔

اسماعیل میرٹھی کہتے ہیں:

؎حکم خدا یہی تھا کہ بیٹھا کیا کروں
ماتم میں تیرے اشک فشاں چشم تر کو میں

یعنی اللہ کا یہی حکم یہی تھا کہ میں ہر وقت بیٹھا تیری موت کے غم میں آنسو بہایا کروں۔

شعلہ فشاں: یعنی آگ برسانے والا، (مجازاً)، گرمی و حرارت سے پُر، تُند و تیز firebrand , hot-tempered۔ مثالیں: شعلہ فشاں دل یعنی جذبات اور قوت ارادی سے پُر دل۔

آتش فشاں: یعنی آگ اور شعلے برسانے والا، گرم، تابناک، لال بھبوکا، روشن، دل میں اثر کرنے والا، جیسے: دلِ آتش فشاں یعنی غم یا غصے کی آگ یا احساس سے بھرا ہوا دکھی دل۔ دم آتش فشاں، داستان آتش فشاں fiery, fire-spitting, dazzling, glowing ۔ اس کے علاوہ آتش فشاں اس پہاڑ کو بھی کہتے ہیں جو لاوا اگلتا ہو یعنی volcano۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یہ بات بتوجہ تمام یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بشرطیکہ اس کی بیماری درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسی قدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے یا بکلی شفا عنایت کرتا ہے اسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیّبہ ان مقرّبین میں بھی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے اور ان کے نفوس حضرت احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں اور پھر وہ تمام

فیوض خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں۔ غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے اور جس طرح اس جائے اسباب میں قانون قدرت حضرت احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے اور جو شخص روٹی کھاتا ہے وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الہیہ جاری ہے کہ امراض روحانی دور کرنے کے لئے انبیا اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں اور بشریت کی آلائشیں روبکمی ہوتی ہیں اور نفسانی ظلمتیں اٹھتی ہیں اور محبت الٰہی کا شوق جوش مارتا ہے اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں اور بغیر ان کے ہرگز یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں پس یہی باتیں ان کی شناخت کی علامات ہیں۔ فتدبر ولا تغفل۔

(روحانی خزائن جلد، براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 354-356)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

اہم نکات: جیسے قانون قدرت میں اللہ تعالیٰ نے جسمانی بیماریوں کا علاج رکھا ہے ایسے ہی روحانی بیماریوں کا بھی علاج رکھا ہے۔

بتوجہ تمام: پوری توجہ کے ساتھ with a full concentration and determination

امراضِ بدنی: مرض کی جمع یعنی بیماری، بدنی یعنی جسمانی general physical diseases

تریاق: زہر کا اثر ختم کرنے والی شے antidote/ medicines

آلام اسقام: الم کی جمع یعنی دکھ، درد۔ سُقم کی جمع یعنی بیماریاں، خرابیاں، کوتاہیاں flaws/ diseases/ grievances

درجہ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو: یعنی بیماری لاعلاج نہ ہو چکی ہو۔ curable disease

برعایت پرہیز وغیرہ شرائط: علاج کے سلسلہ میں جو پرہیز بتایا جائے اس پر اگر عمل کیا جائے۔ by following doctor's instructions

بکلی: پوری طرح Completely

نفوس طیبہ، مقربین: اللہ کے پاک بندے؛ انبیا، خلفا، اولیا۔ قرب سے مجہول ہے مقرب یعنی جسے قریب کرلیا گیا ہو۔

روز ازل: ہمیشہ سے، جب سے انسان پیدا ہوا۔ genesis آفرینش۔

ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام
مہر گردوں ہے چراغ رہ گزار بادیاں

مرزا غالب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو بھی تخلیق فرمایا ہے اس میں تخریب اور فنا کے عمل کو رکھ دیا ہے۔ خود سورج ایک ایسی راہ میں جلنے والا چراغ ہے جس پر ہوا چل رہی ہے۔

ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے:

بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات: مکالمہ کی جمع یعنی خدا تعالیٰ سے باتیں کرنا۔ خطاب سے مخاطب اور مخاطب کی جمع مخاطبات یعنی جس سے خدا تعالیٰ کلام فرمائے۔ مکاشفہ کی جمع مکاشفات علم غیب کے وہ راز جو خدا تعالیٰ اپنے پیاروں پر کھول دے۔

خلق اللہ: اللہ کی مخلوق People

عظیم الشان اثر: بہت زیادہ اثر a great effect/ change/ power of triggering

اہل اللہ: اللہ تعالیٰ کے اپنے، یعنی اس کے پیارے بندے، انبیا، خلفا، اولیا۔

جائے اسباب: یہ دنیا جہاں علت و معلول کا قانون جاری ہے یعنی Cause and effect

خلاصی: نجات، شفا، آزادی get rid of something

عادت الہیہ: قانون قدرت divine designs

امراض روحانی: روح کی بیماریاں جیسے گناہ، اخلاقی پستی وغیرہ۔ moral and spiritual ills

کامل تابعین: پوری طرح فرمانبرداری کرنے والے۔ sincerely and truthfully following someone

بشریت کی آلائشیں: انسان کی کمزوریاں جو عموماً سب انسانوں میں پائی جاتی ہیں۔ جیسے لالچ، غضب وغیرہ

روبکمی: کمی ہونے لگنا۔ کمی کی طرف مائل ہو جانا۔

جوش مارتا ہے: تحریک ملتی ہے ، نیا حوصلہ ، ہمت اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ get excited and motivated

شناخت کی علامات: جن باتوں سے کوئی پہچانا جائے signs of identity

فتدبر ولا تغفل: پس تم غور کرو اور غفلت نہ کرو۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط79)

مرکب صفاتCompound adjectives

اس باب میں ہم متفرق لاحقوں سے بننے والی مرکب صفات پر بات کریں گے۔ ان صفات کے بیان میں اس بات کو مد نظر رکھا جائے گا کہ ان صفات پر بات کریں جو اردو میں کثرت سے استعمال ہوتی ہیں۔ نیز جدید اردو میں بھی استعمال ہو رہی ہیں یعنی متروک نہیں ہیں۔

سوز: یعنی جلانے یا دُکھ پہنچانے والا، فنا یا ختم کرنے والا۔

جگر سوز: اس کے معنی ہیں کسی کی تکلیف پر یا کسی جذبے سے مغلوب ہو کر سخت تکلیف میں مبتلا ہو جانا۔ اس کی وجہ انسان کی انسان سے ہمدردی، محبت، اور کسی کی کا حد سے زیادہ حساس ہونا ہوتی ہے۔

چند مصرعوں کے ذریعے اس مرکب لفظ کے معنوں اور استعمالات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

؎ کیا مرا عشق جگر سوز خدا داد نہیں (عزیز لکھنوی)

اس مصرعہ میں جگر سوز کو عشق کی صفت یعنی adjective بنایا گیا ہے۔ یعنی ایسا تعلق جس میں انسان اپنا سب کچھ قربان کر دے۔ شاعر کی نظر میں کسی تعلق میں ایسی فدائیت اور وفا انسان صرف تبھی دکھا سکتا ہے جب اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ صلاحیت عطا ہو۔

دل سوز: یعنی ہمدرد، غم ناک، درد انگیز sympathetic /benevolent۔ یعنی ایسا واقعہ یا حادثہ جو دل کو سخت دکھ پہنچائے اور اس کے نتیجے میں ہمدردی پیدا ہو۔

کَن: یعنی کھودنے والا، مرکبات میں لاحقے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

کوہ کن: پہاڑ کھودنے والا یا پہاڑ کاٹنے کا کام کرنے والا البتہ مجازاً یعنی metaphorically سخت محنت کرنے والے مضبوط انسان کو بھی کہتے ہیں۔ایرانی شاعر نظامی کی تحریر کردہ مشہور داستان شیریں فرہاد میں مرکزی کردار فرہاد کا لقب کوہ کن تھا۔ داستان کے مطابق فرہاد کو بطور سزا جلاوطن کیا گیا اور اس وقت کے حکمران خسرو پرویز نے اسے کہا کہ اگر وہ 'کوہ بیستون Mount Bisotoun' کو کاٹ کر نہر بنادے تو اس کی شادی شیریں سے کردی جائے گی۔ داستان کے مطابق فرہاد پہاڑ کاٹ کر یا کھود کر پانی نکالنے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اسے دھوکہ دیا گیا تھا۔ تاہم کوہ بیستون ایک حقیقی پہاڑ ہے جو تہران کے مغرب میں 525 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

مرزا غالب کہتے ہیں:

؎ تیشے بغیر مر نہ سکا کوہ کن اسد

سر گشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا

یعنی عشق کامل نہ ہو تو انسان کو مرنے کے لئے دنیاوی وجوہات تلاش کرنی پڑتی ہیں لیکن اگر عشق کامل ہو تو انسان عشق ہی میں فنا ہو جاتا ہے فنا ہونے کے لئے کسی بیرونی سبب کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس کوہ کن یعنی فرہاد کا عشق کامل نہیں تھا کیونکہ وہ عشق کرنے کے باجود دنیاوی رسم ورواج میں الجھا رہا اور انہیں نبھاتے نبھاتے اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا اور یہ ایک رسمی شرط ہی تھی کے اس نے پہاڑ کھودنے میں اپنی عمر ضائع کردی گویا اپنے ہی اوزار کی چوٹوں سے ہلاک ہوا۔ حالانکہ بہتر تھا کہ وہ عشق ہی میں فنا ہو جاتا۔ گویا غالب کی نظر میں عشق میں محبوب کے حصول کی خواہش بھی ایک رسم اور قید ہے یعنی غالب عشق کو ہی کافی سمجھتے ہیں۔ رسم ورواج بھی ایک نشہ آور دوا کی طرح ہوتے ہیں جو انسان کو عقل و ہوش سے بیگانہ کردیتے ہیں۔

گور کن: قبر کھودنے والا۔ یہ ایک صفت بھی ہے اور اسم بھی جو ایک پیشے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کان کن: زمین کھود کر کان Mine کا ذخیرہ نکالنے والا۔

زدہ: یعنی کسی چیز کی چوٹ کھایا ہوا، مارا ہوا وغیرہ۔ اس سے بننے والی صفات دیکھتے ہیں۔

خوف زدہ: یعنی ڈرا ہوا جس پر کسی چیز کا خوف مسلط ہو Frightened/ afraid ۔ غم زدہ: یعنی غم کا مارا ہوا جس کو کسی دکھ یا تکلیف نے پریشان اور دکھی کر دیا ہو ۔ ہیبت زدہ: ڈرا ہوا، خوفزدہ، ڈرپوک appalled/ horrified ۔ حیرت زدہ: حیران، بھونچکا، دنگ، متحیر amazed/ astonished ۔ حسرت زدہ: حسرت کا مارا، شکستہ دل Hopeless ۔ چیچک زدہ: چیچک کا مریض یا ایسا شخص جس کی شکل و صورت چیچک نے خراب کر دی ہو، ماتم زدہ: سوگوار، ماتمی، عزادار bereaved/ mournful، سیلاب زدہ: سیلاب سے تباہ حال لوگ یا بستیاں inundated ۔ قحط زدہ: ایسا علاقہ جہاں بارشیں نہ ہونے سے یا سخت بدامنی کے باعث معاشی بدحالی کے باعث کھانے پینے کی اشیاء کا ختم ہو جانا یا نہ ہونے کے برابر رہ جانا۔

آلود: ملا ہوا، لت پت، ملوث contaminated/ polluted ۔

خون آلود: خون میں لتھڑا ہوا blood-stained ۔ کہر آلود: کہر یعنی دھند میں ڈھکی ہوئی شام یا علاقہ یا رات Foggy ۔ گناہ آلود: گناہوں سے پُر full of sins ۔ ابر آلود: بادلوں سے ڈھکی ہوئی فضا، بارش کا امکانی موسم cloudy ۔ خاک آلود: مٹی میں ملا ہوا، بے عزتی یا رسوائی ہونا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

پس یہ سارے نتیجے اسی بات کے ہیں کہ اکثر لوگ دلائل حقیقت اسلام سے بے خبر ہیں اور اگر کچھ پڑھے لکھے بھی ہیں تو ایسے مکاتب اور مدارس میں کہ جہاں علوم دینیہ بالکل سکھائے نہیں جاتے اور سارا عمدہ زمانہ ان کے فہم اور ادراک اور تفکر اور تدبر کا اور اور علوم اور فنون میں کھویا جاتا ہے اور کوچۂ دین سے محض نا آشنا رہتے ہیں پس اگر ان کو دلائل حقیقت اسلام سے جلد تر باخبر نہ کیا جائے تو آخر کار ایسے لوگ یا محض دنیا کے کیڑے ہو جاتے ہیں کہ جن کو دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی اور یا الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہیں۔ یہ قول میرا محض قیاسی بات نہیں بڑے بڑے شرفا کے بیٹے میں نے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں جو بباعث بے خبری دینی کے اصطباغ پائے ہوئے گرجاگھروں میں بیٹھے ہیں اگر فضل عظیم پروردگار کا ناصر اور حامی اسلام کا نہ ہوتا اور وہ بذریعہ پرزور تقریرات اور تحریرات علماء اور فضلاء کے اپنے اس سچے دین کی نگہداشت نہ کرتا تو تھوڑا زمانہ نہ گزرنا پاتا جو دنیا پرست لوگوں کو اتنی خبر بھی نہ رہتی جو ہمارے نبی ﷺ کس ملک میں پیدا ہوئے تھے بالخصوص اس پُر آشوب زمانہ میں کہ چاروں طرف خیالات فاسدہ کی کثرت

پائی جاتی ہے اگر محققان دین اسلام جو بڑی مردی اور مضبوطی سے ہر ایک منکر اور ملحد کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ کررہے ہیں اپنی اس خدمت اور چاکری سے خاموش رہیں تو تھوڑی ہی مدت میں اس قدر شعار اسلام کا نام ناپدید ہو جائے کہ بجائے سلام مسنون کے گڈ بائی اور گڈ مارننگ کی آواز سنی جائے۔ پس ایسے وقت میں دلائل حقیقت اسلام کی اشاعت میں بدل مشغول رہنا حقیقت میں اپنی ہی اولاد اور اپنی ہی نسل پر رحم کرنا ہے کیونکہ جب وبا کے ایام میں زہرناک ہوا چلتی ہے تو اس کی تاثیر سے ہر یک کو خطرہ ہوتا ہے۔
(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 7-8)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

دلائل حقیقت اسلام: دین اسلام کو سچا ثابت کرنے والی باتیں۔ دلائل: دلیل کی جمع یعنی arguments/ evidence/ truths

مکاتب اور مدارس: علمی نظریات جن کی بنیاد پر تعلیمی ادارے کام کرتے ہیں، تعلیمی ادارے؛ اسکول، کالج، یونیورسٹی۔

علوم دینیہ: دین کے علوم جیسے تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ۔

فہم اور ادراک اور تفکر اور تدبر: سمجھ، عقل، غور و فکر، سوچنے کا عمل

اور اور علوم: ادھر اُدھر کے غیر اہم عجیب علوم۔

کوچہ دین: دین کے معاملات۔

ناآشنا: جس کو کسی شخص یا جگہ یا علم سے واقفیت نہ ہو۔

دنیا کے کیڑے: دنیا کی حرص اور لالچ کا شکار لوگ۔

الحاد اور ارتداد کا لباس پہن لیتے ہیں: مجازاً دین سے ہٹے ہوئے اور غیر اسلامی نظریات کو اپنا لینے لباس کی طرح پہن لینا فرمایا ہے۔

شرفا: عزت دار، مشہور و معروف لوگ Elite class

اصطباغ: عیسائیت میں داخل کرنے کی رسم، غیر عیسائی کو رنگین پانی میں نہلا کر یا پانی چھڑک کر عیسائیت میں داخل کرنا اسے بپتسمہ دینا بھی کہتے ہیں Baptisms

علماء اور فضلاء: عالم کی جمع علم رکھنے والے۔ فاضل کی جمع یعنی فضیلت رکھنے والے Scholars and learned people

دنیا پرست: دنیادار، کنجوس، خود غرض وغیرہ Materialistic/ selfish

بالخصوص اس پرُ آشوب زمانہ میں: خاص طور پر اس مصیبتوں بھرے زمانے میں Particularly in these times of miseries

خیالات فاسدہ: فاسد کی تانیث یعنی خراب۔ ایسے خیالات جن میں عقل و فہم کے لحاظ سے بہت سی خرابیاں ہوں۔

محققان: محقق کی جمع۔ ماہر، علم، فلسفی۔ scholar/ philosopher/ researcher

مردی: مردانگی، دلیری valor

منکر اور ملحد: انکار کرنے والا، سچائی کو جھٹلانے والا، صحیح راستے سے پھر جانے والا۔

مناظرہ اور مباحثہ: استدلال سے دوسرے کی بات کو رد اور اپنی بات کو صحیح ثابت کرنے کا عمل، مباحثہ، خصوصاً مذہبی امور کے متعلق۔ Debate/ contest

چاکری: خدمت، ملازمت۔ Service

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط80)

نحو

جملے میں الفاظ کی صحیح ترتیب اور ان کے باہمی ربط کے علم کو علمِ نحو کہتے ہیں۔

اوّل نحو تفصیلی

اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ جب فقرے میں الفاظ اپنی حالت بدلتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔ الفاظ کی حالت میں تبدیلی تعداد number، حالت state، اور زمانے tense کے باعث پیدا ہوتی ہے۔

تعداد

ہم جانتے ہیں کہ واحد singular سے مراد ایک اور جمع plural سے مراد کئی more than one ہوتا ہے۔ یہ ایک عام اصول general grammatical principle ہے۔ لیکن بعض اوقات ہم واحد سے جمع اور جمع سے واحد کا کام لیتے ہیں۔ ان صورتوں Cases کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

1۔ عزت و احترام کے لئے: جیسے حضور فرماتے ہیں، ابّا جان بلا رہے ہیں۔ جناب آپ ہمارے بڑے ہیں وغیرہ تو ان تمام فقرات میں ہم نے ایک شخص کو جمع کی طرح پکارا یا لکھا ہے اور اس کی وجہ عزت اور رتبہ ہے۔

روزمرہ بول چال اور محاورے

2۔ روزمرہ بول چال dialect اور محاورے idiomatic expression میں واحد کو جمع سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔

ختنے circumcision: جیسے بچے کے ختنے ہو گئے۔ اس کو واحد بھی استعمال کر لیتے ہیں جیسے بچے کا ختنہ ہو گیا۔ دستخط Signatures: آپ کے دستخط کتنے سادہ ہیں۔ یہ میرے دستخط ہیں وغیرہ۔ دام Price: اس کتاب کے دام کیا ہیں؟ ان کتابوں کے دام کیا ہیں؟۔ بھاگ luck/fortune: یعنی نصیب، جیسے اس کے تو بھاگ کھل گئے۔ بھاگ جاگ جانا، بھاگ کھل جانا یہ محاورے ہیں ان کا ایک ہی مطلب ہے اور وہ یہ کہ کسی کے راستے کی رکاوٹ دور ہو جانا، راستہ نکل آنا، کام ہو جانا۔ کسی ایسے ذریعے سے مدد آجانا جس کی طرف کوئی دھیان یا امید نہ تھی۔ کرم (بمعنی نصیب): یہ بھی جمع کی صورت میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے محاورہ ہے کرم پھوٹنا یعنی بد قسمتی ظاہر ہو جانا، کام خراب ہو جانا۔ جیسے اس کے تو کرم پھوٹ گئے۔ جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم۔ یعنی اگر آپ بلاوجہ شرم اور جھجک سے کام لیں تو اپنا حق کھو بیٹھتے ہیں۔ کرتوت یعنی کام (برے کام) Evil acts: جیسے تمہارے کرتوت ہی ایسے ہیں۔ وہ اپنے کرتوت نہیں دیکھتا۔ درشن یعنی اپنے من پسند (مقدس) شخص کو دیکھنا: جیسے آج اُن کے درشن نہیں ہوئے۔ مدت سے آپ کے درشن نہیں ہوئے۔ اوسان (ہوش و حواس Senses): چور کو سامنے دیکھ کر اُس کے اوسان خطا ہو گئے۔ یعنی بری طرح ڈر جانا۔

واحد الفاظ کی عمومیت

3۔ اکثر واحد الفاظ ایسے ہیں جن کی جمع بھی استعمال ہوتی ہے لیکن جب وہ ایک ایسی تعداد کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال ہوں جو معین specific نہ ہو بلکہ عمومی یعنی general ہو تو انہیں واحد کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے مگر وہ معنی جمع کے دیتے ہیں اور انہیں معنوں میں یہ الفاظ جمع کی صورت میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ دسیوں، بیسیوں، سیکڑوں، یا صدہا، ہزاروں یا ہزارہا، لاکھوں یا لکھوکھا۔

1۔ جنگ میں ہزارہا مکان جل گیا۔ جنگ میں ہزاروں مکان جل گئے۔ 2۔ ہزاروں روپیہ ضائع ہوا۔ ہزاروں روپے ضائع ہوئے۔ 3۔ قحط میں صدہا جانور بھوکا مر گیا۔ قحط میں سیکڑوں جانور بھوکے مر گئے۔

معین تعداد

جہاں تعداد معین ہو وہاں اس کے استعمال کا طریقہ یہ ہے۔

دس ہزار اینٹ، پانچ سو کرسی، ایک ہزار گھڑ سوار، دو سو ڈاکٹر وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔ جیسے اسپتال میں دو سو نرس ہے۔ اس ہال میں پانچ سو کرسی ہے۔ اس کمرے کی تعمیر پر تین ہزار اینٹ لگے گی۔

اسی طرح مقداروں یعنی وزن کا معاملہ ہے۔ جیسے گودام میں منوں گندم پڑی ہے۔ سیروں ٹماٹر ضائع ہو رہا ہے۔ پھر مقدار وقت کا معاملہ ہے۔ جیسے گھنٹوں ان کا انتظار کرتا۔ پہروں جاگا۔ برسوں رہا۔

4۔ بعض اسما nouns سوائے خاص صورتوں کے ہمیشہ واحد استعمال ہوتے ہیں۔

(ا) اسمائے کیفیت: جیسے درد، بخار، مطالعہ، رفتار، بھوک وغیرہ۔ یعنی یہ الفاظ زیادہ تر واحد استعمال ہوتے ہیں۔ وہ خاص صورتیں محاورے یا ضرورت ہو سکتی ہیں۔ جیسے بعض امراض میں پورے جسم میں درد ہوتا ہے تو وہاں درد کو جمع کے طور پر بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ جیسے اب آپ کی دردوں کا کیا حال ہے۔ جوڑوں کی دردیں، کینسر کی دردیں وغیرہ۔ اسی طرح بھوک بھی شدت کے اظہار کے لئے جمع میں استعمال ہو جاتا ہے۔ جیسے انسان کی بھوکیں تو کبھی ختم نہیں ہوتیں یعنی حرص و ہوس۔

(ب) اسمائے خاص proper nouns بھی واحد ہی رہتے ہیں چاہے وہ اشخاص کے ہوں یا اشیاء کے۔

(ج) مادی اشیا میں دھاتیں اور معدنیات کے نام جیسے سونا، چاندی، تانبا، سیسہ، جست، پیتل، تیل، پانی وغیرہ واحد کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ اسی طرح پیداواری غلوں کے نام بھی واحد استعمال ہوتے ہیں جیسے باجرہ، جوار، مکی، مونگ، مسور، ارہر، شکر، گڑ، کھانڈ، سونٹھ، اجوائن وغیرہ۔ اسی طرح اشیائے خوردنی جیسے گھی، شہد، سوجی، آٹا، نمک، ہلدی، چھالیا وغیرہ البتہ مرچ، الائچی، پان وغیرہ کی جمع بھی استعمال ہوتی ہے۔ غلے میں بھی چنا اور تل وغیرہ کی جمع بھی استعمال ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولہ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیا کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سبحان اللہ کیا رحمٰن اور منان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے سب کام ہم ضعیفوں کا آپ بنایا ہمارے جسمی قیام کے لئے سورج اور چاند اور بادلوں اور ہواؤں کو کام میں لگایا اور ہمارے روحانی

انتظام کے لئے توریت اور انجیل اور فرقان اور سب آسمانی کتابوں کو عین وقتوں پر پہنچایا۔ الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر کہ تونے ہم کو اپنی پہچان کا آپ راہ بتایا اور اپنی پاک کتابوں کو نازل کر کے فکر اور عقل کی غلطیوں اور خطاؤں سے بچایا اور درود اور سلام حضرت سید الرسل محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آل و اصحاب پر کہ جس سے خدا نے ایک عالم گم گشتہ کو سیدھی راہ پر چلایا وہ مربی اور نفع رسان کہ جو بھولی ہوئی خلقت کو پھر راہ راست پر لایا وہ محسن اور صاحب احسان کہ جس نے لوگوں کو شرک اور بتوں کی بلا سے چھوڑایا وہ نور اور نور افشان کہ جس نے توحید کی روشنی کو دنیا میں پھیلایا وہ حکیم اور معالج زمان کہ جس نے بگڑے ہوئے دلوں کا راستی پر قدم جمایا وہ کریم اور کرامت نشان کہ جس نے مردوں کو زندگی کا پانی پلایا وہ رحیم اور مہربان کہ جس نے امت کے لئے غم کھایا اور درد اٹھایا وہ شجاع اور پہلوان جو ہم کو موت کے منہ سے نکال کر لایا وہ حلیم اور بے نفس انسان کہ جس نے بندگی میں سر جھکایا اور اپنی ہستی کو خاک سے ملایا وہ کامل موحد اور بحر عرفان کہ جس کو صرف خدا کا جلال بھایا اور غیر کو اپنی نظر سے گرایا وہ معجزہ قدرت رحمٰن کہ جو اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا اور ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا۔

(براہین احمدیہ حصہ اوّل، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 16۔17)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معانی:

لاکھ لاکھ: یعنی بہت زیادہ لاتعداد۔ یہ ایک انداز ہے اردو میں کثرت کو بیان کرنے کا۔

ارواح: روح کی جمع

بغیر مادہ اور ہیولہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بغیر کسی مادے یا تصور یا روح کے پیدا کیا۔ یہاں ان مذاہب یا فلسفوں کا رد فرمایا جو یقین رکھتے ہیں کہ مادہ Matter اور روح Soul ہمیشہ سے موجود ہیں اور خدا تعالیٰ محض ان کی جوڑ توڑ کرتا ہے۔

قدرت عظیمہ: عظیم کی مونث۔ یعنی بہت بڑی اور عظیم الشان طاقت۔

نفوس قدسیہ انبیا: انبیا جو خدا تعالی کی طرف سے پاک کیے ہوئے انسان ہوتے ہیں۔

اتالیق: سکھانے والا Mentor

تعلیم و تادیب: پڑھانا اور ادب سکھانا، نیز غلطی پر آگاہ کرنا۔

فیوض قدیمہ: وہ فیض جو اللہ تعالی نے ہمیشہ سے جاری رکھے ہیں۔

منان: صفت الہیٰ یعنی بہت نعمت عطا کرنے والا۔Benefactor

عالم گم گشتہ: راہ کھوئی ہوئی دنیا، گم جانے والا A lost world

نفع رساں: فائدہ پہنچانے والا beneficial

بھولی ہوئی خلقت: وہ لوگ جو اپنی زندگی کا مقصد کھو بیٹھے ہوں۔ غفلت کا شکار ہو۔

نور اور نور افشاں: خود نور ہیں اور نور کو پھیلاتے ہیں۔

معالج زماں: دنیا کا علاج کرنے والا

کرامت نشاں: غیر معمولی نشانات اور کرامتیں دکھانے والا۔

کامل موحد: مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے ایک ہونے کا قائل ہونا۔

بحر عرفاں: بہت بڑی تعداد میں علوم کا ظاہر کرنے والا

خدا کا جلال بھایا: یعنی حضرت محمد ﷺ کو خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے محبت ہو گئی۔

غیر کو نظر سے گرایا: خدا تعالیٰ کے مقابلے میں کسی دوسری شے کو کوئی اہمیت نہ دی۔

معجزہ قدرت رحمٰن: خدا تعالیٰ جو رحمٰن ہے اس کی طاقتوں کا معجزہ۔

اُمّی ہو کر سب پر علوم حقانی میں غالب آیا: غیر پڑھا لکھا ہونے کے باوجود انتہائی گہرے اور سچے علوم ظاہر کیئے۔

ہر یک قوم کو غلطیوں اور خطاؤں کا ملزم ٹھہرایا: سب قوموں کی اصلاح کی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط 81)

نحو۔ جزو2

گزشتہ باب میں ہم نے اردو زبان کے جملوں میں الفاظ کی صحیح ترتیب اور ان کے باہمی ربط کے علم یعنی اردو زبان کے علم نحو کے بارے میں بحث کا آغاز کیا تھا اسی سلسلے کو اس باب میں جاری رکھتے ہوئے ہم مزید تفاصیل جاننے کی کوشش کریں گے۔ اردو علم نحو کے تفصیلی پہلو پر بحث کا سلسلہ جاری ہے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی فقرے میں الفاظ اپنی حالت بدلتے ہیں تو کیا ہوتا ہے۔ یعنی اگر وہ واحد سے جمع بن جائیں، یا اپنا زمانہ بدل لیں جیسے ماضی سے حال اور اسی طرح جب ان کی تعداد یا حالت بدل جائے تو جملے کی ساخت اور الفاظ کی اپنی شکل وصورت میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ یاد دہانی کے لئے دوبارہ بتا دیں کہ **الفاظ میں تبدیلی تعداد number، حالت state، اور زمانے tense کے باعث پیدا ہوتی ہے۔**

آسانی کے لئے علم نحو کی انگریزی تعریف بھی پیش کر دیتے ہیں:

The Syntax

The arrangement of words and phrases to create well-formed sentences in a language.

غلے کی اقسام

1۔ غلے کی جب مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں تو وہ اشیاء جو ویسے واحد کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ان کو جمع کی صورت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے اس دوا میں ساتوں نمک ڈالے جاتے ہیں۔ نمک عام طور پر

واحد کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے اس ڈبی میں کافی نمک ہے۔ لیکن یہاں نمک کی اقسام بیان ہوئی ہیں۔ گندم، چنا، جوار تینوں کے آٹے ملا کر روٹی بنائیں۔ مختلف اقسام کے باعث آٹا واحد سے جمع ہو گیا۔ سب دالیں ملا کر پکائیں، دالیں صحت کے لئے مفید ہیں، دالیں پروٹین کے حصول کا سستا ذریعہ ہیں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ دال واحد استعمال ہوتی ہے جیسے کتنی دال، ایک کلو دال، چنے اور ماش کی دال وغیرہ لیکن یہاں جمع استعمال ہوئی ہے کیونکہ مختلف اقسام کی دالیں پیش نظر ہیں۔

حالت State

ہر اسم یانام ہر وقت کسی نہ کسی حالت میں ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ حالتیں کتنی ہیں اور کیا کیا ہیں۔ اردو زبان میں اسمایعنی nouns کی چھ حالتیں ممکن ہیں۔ ہم اپنے ابتدائی اسباق میں ان حالتوں پر مختصر روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب ہم ان کے تفصیلی مطالعے کے مرحلے میں داخل ہو رہے ہیں۔

1۔ حالت فاعلی

(ا)۔ جب فاعل یعنی کام کرنے والا subject کسی کام یعنی Verb کو کرنے والا ہو۔ جیسے احمد نے کھانا کھایا۔ زید نے لکھا۔

(ب)۔ جب فاعل یعنی کام کرنے والا فعل لازم Intransitive Verb اور فعل معدولہ کے ساتھ ایک خبر کی صورت میں آتا ہے۔ جیسے یہ گھر ہمارے آباؤاجداد کا ہے۔ یہاں گھر فاعل ہے مگر صرف ایک خبر کی طرح۔

نوٹ: فعل کی مختلف اقسام کی تفصیلی تعریف کے لئے قسط نمبر 37 دیکھیں۔

(ج)۔ جب فاعل ایک منادی voice / narrator ہو جیسے اُس نے آواز دی "بیٹا"۔ یہاں "اُس" ایک فاعل ہے جو ضمیر pronoun بھی ہے اور منادی بھی یعنی آواز دینے والا Caller۔

(د)۔ جب فاعل جملے میں اس طرح آتا ہے کہ بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ یعنی بظاہر جیسا اُس کا گفتگو سے کوئی تعلق نہ ہو حالانکہ وہی اس جملے میں خاص محورِ گفتگو ہوتا ہے۔ جیسے افسر، وہ بیٹھا ہے۔ صحت اور دولت، یہ دونوں بڑی نعمتیں ہیں۔

(ہ)۔ جب فاعل کسی مصدر کے ساتھ اس کی حالت اضافی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے پتھر گرنے کی آواز آئی۔ یہاں آواز "فاعلsubject" ہے اور "گرنے" ایک مصدر۔ اس کو سمجھنا آسان ہے۔

یہاں ہم قارئین کی آسانی کی خاطر کچھ روشنی مصدر پر ڈالتے ہیں۔

مصدر

مصدر فعل کی اس حالت کو کہتے ہیں جب وہ اپنی اصل اور نیوٹرل شکل میں ہو اور اس کے ساتھ نا یا نے وغیرہ ہو اور وہ کسی بھی مخصوص زمانے Tense کو ظاہر نہ کرے بلکہ ایک بات کا یا کام کا ہونا ظاہر کرے۔ جیسے انگریزی میں کہیں گے sound of a stone falling تو انگریزی میں مصدر یا تو v1 + ing کی شکل میں آتا ہے یا v1 + to کی شکل میں اور ایسی صورت میں یا تو وہ ایک اسم noun ہوتا ہے یا صفت adjective اور یا فعل جاری یعنی progressive verb۔ یہاں v سے مراد ورب یعنی فعل ہے اور V1 سے مراد اس کی انگریزی میں پہلی فارم ہے جیسے eat, drink, write وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اے بزرگو!! اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ جو شخص بغیر اعلیٰ درجہ کے عقلی ثبوتوں کے اپنے دین کی خیر منانی چاہے تو یہ خیال محال اور طمع خام ہے۔ تم آپ ہی نظر اٹھا کر دیکھو جو کیسی طبعیتیں خود رائی اختیار کرتی جاتی ہیں اور کیسے خیالات بگڑتے جاتے ہیں۔ اس زمانہ کی ترقی علوم عقلیہ نے یہی الٹا اثر کیا ہے حال کے تعلیم یافتہ لوگوں کی طبائع میں۔ ایک عجب طرح کی آزاد منشی بڑھتی جاتی ہے اور وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے وہ ان کے مغرور دلوں سے بالکل جاتی رہی ہے اور جن جن خیالات کو وہ سیکھتے ہیں وہ اکثر ایسے ہیں کہ جن سے ایک لامذہبی کے وساوس پیدا کرنے والا ان کے دلوں پر اثر پڑتا جاتا ہے اور اکثر لوگ قبل اس کے جو ان کو کوئی مرتبہ تحقیق کامل کا حاصل ہو صرف جہل مرکب کے غلبہ سے فلسفی طبیعت کے آدمی بنتے جاتے ہیں۔ آؤ اپنی اولاد اور اپنی قوم اور اپنے ہموطنوں پر رحم کرو اور قبل اس کے جو وہ باطل کی طرف کھینچے جائیں ان کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لاؤ تا تمہارا اور تمہاری ذریت کا بھلا ہو اور تا سب کو معلوم ہو جو بمقابلہ دین اسلام کے اور سب ادیان بے حقیقت محض ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 67-68)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معانی و تشریح

عقلی ثبوت: دینی تعلیمات کی سچائی اور اثر انگیزی کو عقل reasoning / Logic کی روشنی میں ثابت کرنا۔

خیال محال: ایک ایسا خیال جو حقیقت سے دور ہو اور ناممکن ہو۔impractiable thought۔

طمع خام: بے کار خواہش Vain hope۔

جو کیسی طبیعتیں: یعنی کیسے کیسے سلجھے ہوئے لوگ۔

خود رائی: ذاتی رائے کو حقیقت اور سچائی سمجھنا۔ یعنی جو مجھے سچ لگتا ہے وہ سچ ہے۔ حالانکہ سچائی اور حقیقت کا کسی کی ذاتی پسند ناپسند سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ ایک معروضی Objective شے ہے اور اس کے عقلی، فعلی یا فطرتی ثبوتوں کو ان تھک تحقیق کے بعد تلاش کیا جا سکتا ہے۔Dogmatism

خیالات بگڑتے جاتے ہیں: یعنی خیالات سچائی اور حقیقت سے دور ہیں۔illusions

ترقی علوم عقلیہ: advancement in secular and rational sciences یعنی عقل کی بنیاد پر مختلف علوم میں ترقی ہو رہی ہے۔

الٹا اثر: کسی مفید شے کے ساتھ جڑے ہوئے نقصان دہ اثرات۔ عقلی اور سائنسی علوم مفید ہیں مگر کم علم یا ناقص عقل والوں پر ان کے برے اثرات بھی پڑ رہے ہیں۔ جن میں سر فہرست جلد بازی میں بنا تحقیق کئے عالمگیر سچائیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور خود کو ہی درست خیال کرنا ہے۔

عجب طرح کی آزاد منشی: غیر مہذب انداز میں اپنی بے ادبی کی عادت، سچائی کو بنا ثبوت اور تحقیق جھٹلانے کی عادت کو آزادئ رائے و اظہار سمجھنا۔ نیز دین، فطرت اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کو انسانی آزادی کی جدید قسم سمجھنا۔

Uncanny type of carelessness and rebellious attitude towards religious moral codes and established truths.

وہ سعادت جو سادگی اور غربت اور صفا باطنی میں ہے: بے تکلف، سادہ اور بناوٹ سے پاک انسان میں کام کرنے اور ترقی کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔

مغرور دلوں: تعلیمی بڑائی سے بھرا ہوا دل، خود کو عقل کل سمجھنے والا، دوسروں کو جاہل اور نادان خیال کرنے والا۔

One can do more work and research if he is simple, away from the worldly formalities and pure.

لا مذہبی کے وساوس: ایسے خیالات جو انسان کی نظر میں دین اور اس کی تعلیمات کو کم تر دکھاتے ہیں۔

کوئی مرتبہ تحقیق کامل کا: کسی مستند ادارے سے تحصیل علم کئے بغیر۔

Having no academic status.

جہل مرکب: ادھر ادھر سے جمع ہو جانے والے بے بنیاد خیالات اور نظریات جن میں باہم بھی کوئی ربط نہ ہو۔

A complex sum of random thoughts and ideologies.

فلسفی طبیعت کے آدمی: ایسا انسان جو محض بحث برائے بحث کرتا ہو، خود پسند ہو، ریاکاری کے لئے ایسی علمی گفتگو کرتا ہو جو بے بنیاد ہو اور جس کا سچائی اور حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہو۔

باطل کی طرف کھنچے جائیں: علم و عقل کے نام پر دیے جانے فریبوں کا شکار ہو جائیں۔

To become trapped into the illusions of reasoning, freedom, and rationality.

حق اور راستی: دین، سچائی، صراط مستقیم۔

ذریت: اولاد Progeny

ادیان: دین کی جمع religions

بے حقیقت محض ہیں۔ ineffective/ expired

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط82)

نحو۔ جزو3

اردو زبان کے علم نحو کے تحت ہم اس باب میں الفاظ کی اس حالت کے بارے میں مزید جاننے کی کوشش کریں گے جسے **حالت فاعلی** کہتے ہیں۔ حرف "نے" کو ایک فاعل کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس سبق میں ہم اس کی تفاصیل کا مطالعہ کریں گے۔ اردو میں حرف 'نے' عام طور پر ضمائر pronouns کے بعد آتا ہے اور یہ گفتگو کی روانی اور توازن کو قائم رکھنے کے لئے استعمال ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ جو معنی حرف 'نے' لگانے سے بنتے ہیں وہ اس کے بغیر بھی حاصل ہوسکتے ہیں جیسے اُس نے خط لکھا۔ اور اُس خط لکھا۔ دونوں میں معنوں کا کوئی فرق نہیں البتہ سلاست وروانی اور حسن کلام میں فرق آگیا ہے۔

اردو زبان میں استعمالات

1۔ مندرجہ ذیل زمانوں یعنی Tenses میں بننے والے جملوں میں جب **فعل** متعدی transitive verb استعمال ہوگا تو 'نے' فاعل کے فوراً بعد آئے گا۔ **فعل** متعدی وہ **فعل** یا ورب ہوتا ہے جس کے لئے کام کرنے والے کے ساتھ ساتھ اس شے کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے جس پر کام ہورہا ہو۔ جیسے زید نے نماز پڑھی۔ حامد نے خط لکھا۔ احمد نے کھانا کھایا۔ یہاں پڑھنا، لکھنا، اور کھانا تینوں **فعل** متعدی ہیں کیونکہ وہ اپنی تکمیل کے لئے ایک مفعول یعنی object کے محتاج ہیں۔ یہاں نماز، خط اور کھانا(خوراک) تینوں مفعول ہیں۔

A transitive verb needs an object along with a subject to be completed.

وہ زمانے یہ ہیں۔

1۔ماضی مطلق Past indefinite 2۔ماضی تمام Past perfect 3۔ماضی احتمالی Conditional past tense اور 4۔حال قریب Present perfect

مثالیں: میں نے کھانا کھایا۔ اس نے احمد کو مارا۔ یہ کس نے لکھا؟۔ میں نے لکھا ہو گا۔ میں نے لکھا ہے۔

استثنا

اس قاعدے میں بھی استثنائی معاملات پائے جاتے ہیں جیسے **بعض فعل** لازم یعنی intransitive verbs کے ساتھ بھی اُس صورت میں 'نے' لگانا پڑتا ہے جب ان کے ساتھ کوئی مفعول موجود ہو۔ جیسے شرمانا اور بولنا دونوں **فعل** لازم ہیں یعنی ان کی تکمیل کے لئے کسی مفعول کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے وہ شرمایا، وہ شرمندہ ہوئے، ہم اپنے کاموں پر شرمندہ ہوئے مگر بعض اوقات **فعل** بولنا کے ساتھ جب کوئی مفعول آئے تو 'نے' لگا دیتے ہیں۔ جیسے اس نے جھوٹ بولا۔ ویسے وہ جھوٹ بولا۔ بھی صحیح ہے لیکن جدید اردو میں غیر مناسب ہے۔

2۔ **جب امدادی فعل یعنی** Helping Verb **لگانے سے ایک فعل لازم** intransitive verb **فعل متعدی** transitive verb **بن جائے تو** 'نے' لگتا ہے۔ جیسے اتنی بھیڑ میں بھی اُس نے مجھے آلیا۔ میں نے اسے وہاں بھی جالیا۔ اس نے بیمار کو سونے نہ دیا۔ تم نے اُسے کیوں ڈرنے دیا۔

اہم بات

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ گرامر کے مشکل اصولوں اور اصطلاحات میں الجھنے سے بہتر ہے کہ نئے سیکھنے والے طرز زبان کے فرق کو سمجھ لیں۔ جیسے میں اسے ہوئی اڈے (ایرپورٹ) سے لینے گیا۔ میں نے اسے ہوائی اڈے (ایرپورٹ) سے لیا۔ اسے بات سمجھ آگئی۔ اس نے بات کو سمجھ لیا۔ وغیرہ۔ یعنی اندازِ گفتگو خود یہ چاہتا ہے کہ "نے" لگایا جائے۔

3۔ **بعض متعدی فعل** transitive verbs ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ 'نے' استعمال ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔

میں بازی جیتا۔ میں نے بازی جیتی۔ میں شرط ہارا۔ میں نے شرط ہاری۔ میں بات سمجھا۔ میں نے بات سمجھی۔ پس یہاں بھی طرز زبان کا ہی فرق ہے جو یا تو 'نے' چاہتا ہے یا نہیں۔ 'نے' کے ساتھ بننے والے جملے

زیادہ تر بول چال کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ 'نے' لگانے سے فاعل زیادہ اہم اور نمایاں ہو جاتا ہے۔

4۔ **بعض افعال verbs دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں یعنی وہ متعدی اور لازم transitive / intransitive دونوں حالتوں میں کام کرتے ہیں۔** پس جب وہ متعدی ہوتے ہیں تو 'نے' کا استعمال ہوتا مگر جب وہ لازم ہوتے ہیں تو 'نے' نہیں لگتا۔

پکارنا: اس نے مجھے پکارا (بطور متعدی)۔ وہ پکارا (لازم)۔ بھرنا: دو بندوں کا کھانا کھا کر اس کا پیٹ بھرا (لازم)۔ میں نے بوتل میں پانی بھرا (متعدی)۔ یہاں بوتل مفعول object ہے۔

بدلنا: جب سے وہ بدلا ہے ساری دنیا بدل گئی (لازم)۔ میں نے کپڑے بدلے (متعدی)۔ یہاں کپڑے مفعول object ہیں۔

5۔ **"چاہنے wish"** کے ساتھ ہمیشہ 'نے' آتا ہے جیسے میں نے چاہا کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ اس نے چاہا ہی نہیں کہ ہم اس سے ملیں۔ ہم نے چاہا کہ وہ کوئی غزل سنائیں۔
لیکن جب یہی لفظ 'جی یا دل' کے ساتھ استعمال ہو تو پھر 'نے' نہیں لگتا۔ جیسا میرا جی نہیں چاہتا کچھ کہنے کو۔ میرا دل چاہتا ہے کہ آپ خوب پڑھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

اور اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ خدائے تعالیٰ نے حقائق اور معارف دینی کو اپنی ساری کتابوں میں برابر کیوں درج نہ فرمایا اور قرآن شریف کو سب سے زیادہ جامع کمالات کیوں رکھا۔ تو ایسا شبہ بھی صرف اس شخص کے دل میں گزرے گا کہ جو وحی کی حقیقت کو نہیں جانتا اور اس بات پر اطلاع نہیں رکھتا کہ کن تحریکات سے اور کس طرح پر وحی نازل ہوتی ہے سو ایسے شخص پر واضح رہے کہ اصل حقیقت وحی کی یہ ہے جو نزول وحی کا بغیر کسی موجب کے جو مستدعی نزول وحی ہو ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ ضرورت کے پیش آجانے کے بعد ہوتا ہے اور جیسی جیسی ضرورتیں پیش آتی ہیں بمطابق ان کے وحی بھی نازل ہوتی ہے کیونکہ وحی کے باب میں یہی عادت اللہ جاری ہے کہ جب تک باعث محرکِ وحی پیدا نہ ہولے تب تک وحی نازل نہیں ہوتی۔ اور خود

ظاہر بھی ہے جو بغیر موجودگی کسی باعث کے جو تحریک وحی کی کرتا ہو یونہی بلا موجب وحی کا نازل ہو جانا ایک بے فائدہ کام ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف جو حکیم مطلق ہے اور ہر ایک کام برعایت حکمت اور مصلحت اور مقتضاء وقت کے کرتا ہے منسوب نہیں ہو سکتا۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ جو قرآن شریف میں تعلیم حقانی کامل اور مفصل طور پر بیان کی گئی اور دوسری کتابوں میں بیان نہ ہوئی یا جو امور تکمیل دین کے اس میں لکھے گئے اور دوسری کتابوں میں نہ لکھے گئے تو اس کا یہی باعث ہے کہ پہلی کتابوں کو وہ تمام وجوہ محرک وحی کے پیش نہ آئے اور قرآن شریف کو پیش آگئے۔ اور خود ظاہر ہو جانا ان تمام وجوہِ محرکہ وحی کا کسی پہلے عہد میں قبل عہد قرآن شریف کے ایک امر محال تھا۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 75)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معانی

حقائق اور معارف دینی: حقیقت کی جمع، سچائیاں، واضح بات، امور۔ معارف دینی: علم الٰہی، قانون قدرت یا فطری اشیا کی واقفیت، معرفت ذات خداوندی کے مسائل۔ خداشناسی، وہ کلام جن میں معرفت کے مضامین ہوں علم و فضل علوم۔

جامع کمالات: جمع کرنے والا، یکجا کرنے والا، محیط، وسیع۔ کمال کی جمع۔

شبہ: شک، اعتراض۔

تحریکات: تحریک کی جمع، وجوہات، کسی شے کو حرکت دینے یا ہلانے کا عمل خیال، تصور ایما، اشارہ، مرضی، خواہش، متحرک کرنے کا عمل ترغیب دلانا۔

موجب: وجہ

مستدعی: خواہش، استدعا کرنے والا، مدعی۔

وحی کے باب میں: وحی کے معاملے میں۔

عادت اللہ: اللہ تعالیٰ کا اصول divine rule

باعث محرک وحی: وحی کے نزول کی وجہ۔

برعایت: کے مطابق according to

حکمت: عقل دانش، دانائی مصلحت، خوبی، بھلائی، بہتری (کسی چیز کی) حقیقت، ماہیت، اصل، تدبیر، چال، ترکیب۔

مصلحت: مناسبت حال، حکمت عملی، مناسب۔

مقتضاءوقت: وقت کی ضرورت کے مطابق۔ وقت کا تقاضہ۔

تعلیم حقانی کامل اور مفصل: سچی مکمل اور تفصیلی تعلیم۔

وجوہ محرک وحی: وہ ضرورتیں اور حالات جو وحی کے ذریعے تعلیمات نازل ہونے کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

اور خود ظاہر ہو جاناان تمام وجوہِ محرکہ وحی کا کسی پہلے عہد میں قبل عہد قرآن شریف کے ایک امر محال تھا: یعنی وہ زمانہ جس میں قرآن مجید نازل ہوا اس سے پہلے وہ ضرورتیں اور وجوہات موجود نہیں تھیں جن کے بارے میں قرآن مجید میں تعلیمات دی گئی ہیں اس لئے قرآن مجید سے پہلے نازل ہونے والی وحی میں وہ تعلیمات نہیں دی گئیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط 83)

درست املاء انگریزی الفاظ الف کے ساتھ

اس مختصر باب میں ہم ایسے الفاظ کے متعلق بات کریں گے جو انگریزی سے اردو میں آئے ہیں اور ان کو لکھتے وقت غلطی کی جاتی ہے۔ جس کی بڑی وجہ ان الفاظ کا انگریزی تلفظ ہے جیسے School ایک انگریزی لفظ ہے جسے اردو میں **اسکول** لکھا جاتا ہے جو کہ اس لفظ کی درست تحریری شکل ہے لیکن بہت سے لکھاری آج کل اس کو **سکول** لکھتے ہیں۔ یہ بحث کہ **سکول کو الف** کے ساتھ کیوں لکھتے ہیں وقت کا زیاں ہو گا۔ شاید ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انگریزی حرف **S ایس** اپنی آواز میں الف سے شروع ہوتا ہے اس لئے اردو میں ایس سے شروع ہونے والے بعض الفاظ کو الف سے لکھا گیا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ **ایسے انگریزی الفاظ جو ایس سے شروع ہوتے ہیں اور ایس کے فوراً بعد کوئی حرفِ علت (vowels) نہیں ہے جبکہ تیسرا حرف لازماً حرفِ علت (vowels) ہے تو وہاں شروع میں الف لگا دیا گیا ہے۔ البتہ اس قاعدے میں استثنا بھی پائے جاتے ہیں۔** تاہم یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اردو الفاظ جب انگریزی میں لکھے اور بولے جاتے ہیں تو انگریزی کے ہی طور طریقے سے لکھے اور بولے جاتے ہیں۔ جیسے اردو لفظ خان کو انگریزی میں کھان لکھا اور بولا جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان کو رمدھان خفیف ھ کی آواز کے ساتھ لکھا اور بولا جاتا ہے۔ اس وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ کسی زبان کا لفظ جب دوسری زبان میں آتا ہے تو چاہے وہ بظاہر اسی لفظ کا محض اردو تلفظ ہی کیوں نہ ہو اس کی تحریری شکل اردو کے قواعد املاء کے مطابق ہو گی۔ اور تحریر

کے قواعد روایت اور اساتذہ کے اصولوں پہ بنائے گئے ہوتے ہیں۔ پس ان الفاظ کی ایک مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے۔

غلط العام املاء

سکول، سٹیشن، سمارٹ، سکور، سٹارٹ، سٹریٹجی، سٹریٹجک، سکاٹ لینڈ، سٹاپ، فل سٹاپ، سٹامپ، سٹاف، سمال، سٹائل، سٹوری، سٹار، سٹک، سٹول سپرٹ، سکوپ , سپن، اسپین، سپینش، سپیکر، سموک، سکیل، سموگ، سٹریٹ، سپرنگ

School, Station, smart, score, start, strategy, strategical, Scot land, stop, full stop, stamp, staff, small, style, story, star, stick, stool, spirit, scope, spin, Spain, Spanish, speaker, smoke, scale, smog, street, spring.

درست املاء

اسکول، اسمارٹ، اسکور، اسٹارٹ، اسٹریٹجی، اسکاٹ لینڈ، اسٹاپ، فل اسٹاپ، اسٹامپ پیپر، اسٹاف، اسمال، اسٹائل، اسٹوری، اسٹار، اسٹک، اسٹول، اسپرٹ، اسکوپ، ٹیلی اسکوپ، مائکرو اسکوپ، اسپن، لیگ اسپن، اسپین، اسپینش، اسپیکر، اسموک، اسکیل، اسموگ، اسٹریٹ، اسپرنگ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)

(قسط84)

درست املازاءیاذال(ذ)

اردو زبان کئی زبانوں سے مل کر بننے والی زبان ہے۔ اس لئے اس میں ملتی جلتی آواز والے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ یہ الفاظ تحریر میں مشکل پیدا کرتے ہیں۔ اس مشکل کا حل وسیع مطالعہ، لکھنے کی مشق اور اچھی یادداشت ہے۔ یہاں ہم زاء اور ذال سے لکھے جانے والے الفاظ کو الگ الگ پیش کریں گے تاکہ درست اردو لکھنے میں مدد مل سکے۔

زاء۔وہ الفاظ جو (زاء) سے شروع ہوتے ہیں

زبان، زندہ، زندگی، زندہ باد، زکواۃ، زکام، زیادہ، زیادتی، زائد، زور، زنانہ، زن، زرہ، زرہ بکتر، زوال پذیر، زکریا، زرتشت، زمین، زمانہ، زائقہ، زنا، زانی، زانیہ، زہے نصیب، زہے قسمت، زادِ راہ، زرد، زردہ، زمہریر، زور، زور آور، زور زبردستی، زراعت، زرعی، زوج، زوجہ، زینہ، زر، زرو گوہر، زہر، زہریلا، زمرد، زبرجد، زنگ، زعفران، زد، زد میں آنا، زیر، زبر، زود رنج، زود فہم، زبوں حال، زاہد، زہد، زریں، زریں اصول، زنہار (ہرگز نہیں، بالکل بھی نہیں)، زنبور (شہد کی مکھی، ایک اوزار)، زبور، زیرہ (مصالحہ)، زنبیل، زک (شکست، ہار نقصان)، زرع (کھیت)، زیست (زندگی)، زقند (چھلانگ)، زجر و تہدید (نصیحت وہدایت)، زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ، زینت،

وہ الفاظ جن کے درمیان میں یا آخر پہ (زاء) آتا ہے

نواز، نوازش، بندہ نواز، نکتہ نواز، نوازنا، گداز، باز(پرندہ)، بازی(کھیل)، باز آنا، جائز، ناجائز، مجاز، مجازی، جائزہ، تجزیہ، نماز، تزکیہ، تزکیہ نفس، آزار، اوزار، مال وزر، جز، اجزا، روز بروز، شب وروز، روزگار، روزانہ، گزرنا، گزار، باج گزار، تہجد گزار، نماز گزار، شکر گزار، خدمت گزار، عبادت گزار، آواز، آوازہ، آویزاں، سبز، سبزی، سبزہ، بازار، آغاز، شہباز، بزاز(کپڑا بیچنے والا)، رزق، رزاق، رزاقیت، آزمودہ، آزمانا، طناز(طنز کرنے والا)، جہاز، میزان، میزبان، موزوں، موزونیت، آمیزہ، مزمل، مزید، ازل، تمیز، ممتاز، امتیاز، قزاق، غم زدہ، نازل، نزول، انزال، ایاز، غازی، مرغزار، ریزہ (ذرات)، بازار، رنگریز(کپڑے رنگنے والا)، راز، ہمراز، دراز، زبردست، روزہ، خزانہ، خزائن، کنیز، کنز(خزانہ)، نیز(مزید یہ کہ)، نیزہ، نیزہ بازی، ویزہ، دستاویز(اہم تحریر، کاغذات)،)، رجز(قومی فخر کا گیت)، جواز(وجہ)، جہیز(لڑکی کا سامانِ بیاہ)، حجاز(سعودی عرب کا علاقہ)، وزن، اوزان، مزیّن(زینت دیا ہوا)، احتراز کرنا(اجتناب کرنا)، سود وزیاں۔ زود فہم، زود رنج، عزّو جلّ(خدا تعالیٰ کی صفت کے طور پہ استعمال ہوتا ہے)، عزم، عزائم، ہزیمت اٹھانہ(شکست کھانا، بھاگنا)، ہزل(بکواس)۔

مصدر گزرنا

اردو زبان کے مصدر گزرنا سے جتنے الفاظ بنیں گے سب (زاء) سے لکھے جائیں گے جیسے گزرا، گزرا ہوا، گزر گیا، گزرتے رہنا، گزار دینا، گزار لینا، گزارا، گزر گاہ، راہ گزر، گزر بسر۔

مزید الفاظ

فراز، نشیب و فراز، فرزانہ، بول وبراز، گز دو گز، دو گز زمین، زمانہ، زمین و آسمان، ناز، ناز و ادا، نزاکت، مایہ ناز، موازنہ، زیبائش، زیب دینا، آزر(حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام)، آزمائش، آزمانا، شہزاد، شہزادہ، خانزادہ، صاحبزادہ، شہر زاد، آدم زاد، شہزادی، درزی، درزن، درز، دراز، دراز قد، قصہ دراز، عرصہ دراز،

جزا، سزا، نزاع، تنازع، جنازہ، فائز، فائزہ، انداز، اندازہ، اعزاز، عزت، معزز، زاویہ، ،مزار، مزارعہ،،مزاج، معجزہ،اعجاز،عاجز،عاجزی،مجازاً،رمز،غمزہ،گزشتہ،عہدِ گزشتہ،شبِ گزشتہ،سالِ گزشتہ، عمرِ گزشتہ، سر گزشت،ہمزہ، ہمزاد،از بسکہ، سوزش، سوز،ساز، ساز باز،سازش، گزارش، نیاز، نیاز مند، بے نیاز،بے نیازی، گزیدہ، گریز کرنا،ناگزیر، گرز (ایک ہتھیار)،غزل،غزال۔

ذال (ذ)

ذرہ (کسی چیز کا انتہائی چھوٹا ٹکڑا)، ذرات (ذرہ کی جمع)،ذرے،ذرا، ذرا سی بات، ذرا ذرا (تھوڑا تھوڑا)، جذب، انجذاب،جاذبہ، قوتِ جاذبہ،جاذب، مجذوب، جذبہ، جذبات، جذباتی،ذکی (سمجھ دار، ذہین)، ذکیہ (ذکی کا مونث)،ذیابیطس، ذیشان، ذی فہم، بذلہ (لطیفہ) بذلہ سنج (ہنس مکھ)،نذیر، دنیا میں ایک نذیر آیا، منذر (منذر خواب، ڈرانے والا)، نذر، نذرانہ، نذر کرنا، یہ کتاب آپ کی نذر ہے، نذر ماننا، ابو ذرؓ (ایک مشہور صحابی کا نام)، معاذ (ایک نام)، جذر (علمِ حساب کی ایک اصطلاح) البتہ مد و جزر یعنی اتار چڑھاؤ زاء سے ہے۔ یعنی جذر اور جزر میں فرق ہے۔ جذام (کوڑھ) جذامی (کوڑھی) ذلت، ذلیل، رذیل، رذالت، ارذل، مذل (ذلیل کرنے والا، صفتِ الہٰی)، مذلّت (ذلت، رسوائی)، ذکاوت (تیزی)، ذکاوتِ حس (ایک مرض) ذہانت، ذہین، ذہن، اذہان، ذہنیّت،ذوق، بد ذوق، مذاق، آذربائیجان، ذوالقرنین، ذوالفقار، ذبیح، مذبح خانہ، ذہیب، ذکر، ذکر و اذکار، ذاکر، مذاکرہ، مذکر، تذکیر (مذکر ہونا) مذکور، تذکرہ، تذکرتاً، مذمّت، ذمّہ، ذمہ دار، ذخیرہ، ذخائر، ذخیرہ اندوزی، ذوالحج، ذوالقعدہ، ذی شرف، ذی مرتبہ، ذی عقل، ذی شعور، ذی ہوش، ذو معنی، رب ذوالجلال، ذو النورین (دو نوروں والا حضرت عثمانؓ کا لقب)، ذوالکفلؑ، ذوالنون (حضرت یونسؑ کا نام) لذت، لذیذ، لذات، بد ذات، بد ذاتی، ذات، بذات خود، ذاتی، ذاتیات، ذم (مذمت سے)، مذمّم ارادہ، مذموم، مذمومہ، ذیل (تحت، نیچے کا حصہ، ضمیمہ) درج ذیل، ذیلی تنظیمیں، ذریعہ، ذرائع، کاغذ، کاغذات، غذا، غذائیت، غذائی، آذان، موَذن، اُذن (کان)، اِذن (اجازت)، عذاب، معذور، عذر (بہانہ)، عذرات (عذر کی جمع)، معذرت، تعذیر (سزا، دکھ)، تعوذ (پناہ مانگنا)، معاذ (پناہ کی

جگہ)، معاذاللہ، نعوذباللہ ، تعویذ، مذبذب(مشتبہ، غیر یقینی)، تذبذب ،ذخیرہ، ذخائر، نفاذ، نفاذ پذیر(دونوں الفاظ ذال سے ہیں)، نفوذ، ذقن(ٹھوڑی)، لہذا(اس لئے)، ہذیان(بے ہودہ بکنا)، مذہب، مذہبی، مذاہب، نبیذ(ایک طرح کی شراب)مہذب، تہذیب، ایذا، اذیت، استاذ(استاد)، اساتذہ، تلمیذ، تلامیذ، تلمُّذ(شاگردی اختیار کرنا)،ذریّت (آل اولاد، بال بچے)، ذنب (گناہ)، ذنبی (گناہ گار)،ذنوب(ذنب کی جمع)، ذوی القربیٰ(قرابت والے)شذرہ(بکھری ہوئی بات)، شذرات(اخبار میں ایڈیٹر کا کسی بات پہ مختصر تبصرہ)، قذف(کسی پہ زنا کی تہمت لگانا، گالی دینا)،کذب(جھوٹ)،مکذب (جھٹلانے والا، تکذیب کرنے والا) ، تکذیب کرنا (شدت سے جھٹلانا)،کاذب(جھوٹا)، کذاب(سخت جھوٹا)، متذکرہ بالا(اوپر بیان کردہ)، ہذا(یہ)، اخذ کرنا،مواخذہ کرنا(گرفت کرنا، باز پرس کرنا)، قابلِ مواخذہ ہونا۔

پذیر فتن کے معنی ہیں: قبول کرنا یہ ایک فارسی لفظ ہے۔ اس میں ذال ہے۔ اس سے بننے والے سب لفظوں کو ذال(ذ) سے لکھا جائے گا۔ جیسے ترقی پذیر، پذیرائی، دل پذیر، اثر پذیر وغیرہ۔

سابقے اور لاحقے

اس فہرست میں ایسے سابقے اور لاحقے الگ الگ بیان کر دیے گئے ہیں۔ لہذا ان سے بننے والے تمام الفاظ اسی اصول پہ بنیں گے۔ جیسے باز ہمیشہ زاء سے ہوگا تو اس سے مل کہ کئی الفاظ بنتے ہیں جیسے ہواباز، کبوتر باز شہباز وغیرہ تو یہ سارے الفاظ زاء سے بنیں گے۔ اسی طرح ذی اور ذو کا اصول ہے تو ان سے مل کر بننے والے بھی سب الفاظ اسی اصول پہ ہوں گے۔ جیسے ذی شان، ذی فہم، ذی عقل وغیرہ۔ پھر ذودرنج، ذود فہم وغیرہ۔ لہذا اصول کو یاد رکھ کے اس الجھن پہ قابو پایا جا سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن)



ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. مجدد دین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت

10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول

11. حیات نورالدینؓ

12. دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

13. قرآنی انبیاء

14. معلمین وقفِ جدید کے لئے مشعلِ راہ

15. جامع المناہج والاسالیب

16. مقام و عظمتِ خلافت

17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم

18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب

19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

20. واقعہ افک

21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم

22. قرآن کی سورتوں کا تعارف

23. سیّدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء

24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

25. سیدنا مصلح موعودؓ (الفضل آن لائن کے اوراق سے)

26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد

27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینا فاسو

28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال

29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

30. اپنے جائزے لیں
31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. اداریے بابت رمضان المبارک
33. خلافت۔ اہمیت، فضلیت و برکات
34. ممکنہ تیسری عالمی جنگ
35. سیدنا حضرت مسیح موعودؑ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
36. ایک سبق آموز بات
37. حاصل مطالعہ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
38. فقہی مسائل (الفضل آن لائن کے اوراق سے)
39. آؤ! اردو سیکھیں
40. دعاؤں کا تحفہ مناجات رسولؐ
41. احکام خداوندی
42. بنیادی مسائل کے جوابات (زیر تکمیل)
43. اداریے بلحاظ ترتیب مضامین جلد اول (زیر تکمیل)
44. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد چہارم (زیر تکمیل)
45. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
46. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)

★★★★★